نوائے
افغان جہاد
رجب ۱۴۳۸ھ
اپریل ۲۰۱۷ء
Deluxe

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو نصیحت

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عراق کی لڑائی کا امیر بنایا اور ان کو یہ وصیت فرمائی:

"اے سعد! اے قبیلۂ بنو وہیب کے سعد! تم اللہ سے اس بات سے دھوکہ میں نہ پڑ جانا کہ لوگ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں اور صحابی کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتے بلکہ برائی کو اچھائی سے مٹاتے ہیں۔ اللہ کی اطاعت کے علاوہ اللہ کا کسی سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں بڑے خاندان کے لوگ اور چھوٹے خاندان کے لوگ، سب برابر ہیں۔ اللہ ان سب کے رب ہیں اور وہ سب اس کے بندے ہیں جو عافیت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ بندے اللہ کے انعامات اطاعت سے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت سے لے کر ہم سے جدا ہونے تک جس کام کو کر کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کام کو غور سے دیکھنا اور اس کی پابندی کرنا کیونکہ یہی اصل کام ہے، یہ میری تمہیں خاص نصیحت ہے۔ اگر تم نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی طرف توجہ نہ دی تو تمہارے عمل ضائع ہو جائیں گے اور تم خسارے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

میں نے تمہیں عراق کی لڑائی کا امیر بنایا ہے لہٰذا تم میری وصیت یاد رکھو! تم ایسے کام کے لیے آگے جا رہے ہو جو سخت دشوار بھی ہے اور طبیعت کے خلاف بھی ہے۔ حق پر چل کر ہی تم اس سے خلاصی پا سکتے ہو۔ اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو بھلائی کا عادی بناؤ اور بھلائی کے ذریعہ ہی مدد طلب کرو۔ تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہر اچھی عادت حاصل کرنے کے لیے کوئی چیز ذریعہ بنا کرتی ہے۔ بھلائی حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ صبر ہے۔ ہر مصیبت اور ہر مشکل میں ضرور صبر کرنا اس طرح تمہیں اللہ کا خوف حاصل ہو گا اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کا خوف دو باتوں سے حاصل ہوتا ہے، ایک اللہ کی اطاعت سے، دوسرے اس کی نافرمانی سے بچنے سے۔ جس کو دنیا سے نفرت ہو اور آخرت سے محبت ہو وہی آدمی اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور جسے دنیا سے محبت اور آخرت سے نفرت ہو وہی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور دلوں میں اللہ تعالیٰ کچھ حقیقتیں پیدا کرتے ہیں، ان میں سے بعض چھپی ہوئی ہوتی ہیں اور بعض ظاہر، ایک ظاہری حقیقت یہ ہے کہ حق بات کے بارے میں اس کی تعریف کرنے والا اور اسے برا کہنے والا دونوں اس کے نزدیک برابر ہوں (کہ حق بات پر چلنے سے مقصود اللہ کا راضی ہونا ہے۔ لوگ چاہے برا کہیں یا تعریف کریں اس سے کوئی اثر نہ لے) اور چھپی ہوئی حقیقتیں دو نشانیوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ حکمت و معرفت کی باتیں اس کے دل سے اس کی زبان پر جاری ہونے لگیں۔ دوسری یہ ہے کہ لوگ اس سے محبت کرنے لگیں۔ لہٰذا لوگوں کے محبوب بننے سے بے رغبتی اختیار نہ کرو (بلکہ اسے اپنے لیے اچھی چیز سمجھو) کیونکہ انبیاء علیہم السلام نے لوگوں کی محبت اللہ سے مانگی ہے اور اللہ تعالیٰ جب بندہ سے محبت کرتے ہیں تو لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتے ہیں اور جب کسی بندے سے نفرت کرتے ہیں تو لوگوں کے دلوں میں اس کی نفرت پیدا فرما دیتے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ تمہارے ساتھ دن رات بیٹھتے ہیں ان کے دلوں میں تمہارے بارے میں (محبت یا نفرت کا) جو جذبہ ہو تم اللہ کے ہاں بھی اپنے لیے وہی سمجھ لو"۔

ابن جریر (ج ۳ ص ۹۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجب ۱۴۳۸ھ — اپریل 2017ء

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے اموال، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ مشرکین سے جہاد کرو''۔ (ترمذی، ابوداؤد)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawaiafghan@tutanota.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawai-afghan.blogspot.com

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

ہو جو حق ‘اِن نگاہوں کو حق ہی دِکھے ‘آنکھ کو ایسا سُرمہ عطا کیجیے !

۱۱مارچ کو لاہور میں نواز شریف نے علما سے ”دین کے متبادل بیانئے“ کا مطالبہ کیا اور ”فتووں سے آگے نکل کر دہشت گردوں کے دلائل کا جواب دینے“ کی تمنا کا اظہار کیا...ذرا غور کیا جائے تو خوب سمجھ آتا ہے کہ سولہ سال تک جن کو ختم کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور ہر کچھ دن بعد ”کمر توڑ“ بیانات کے ذریعے ”فتوحات“ کا اعلان کیا گیا، یہ مطالبات اور تمنائیں اُن کے سامنے بے بسی اور اعترافِ شکست کی نشان دہی کر رہی ہیں... کیونکہ جنہیں کچل کر ختم کر دینے کے دعوے بارہا کیے جا چکے ہیں، اب بھلا اُن کے ”دلائل کا جواب“ دینے کی نوبت کیونکر آگئی اور دین کے ایسے بیانئے کیوں طلب کیے جا رہے ہیں جو تعلیماتِ جہاد اور احکاماتِ قتال سے ”پاک“ ہوں؟! اس سے ثابت ہوا کہ اسلام کے چودہ سو سالہ بیانئے کو نہ عسکری طور پر مغلوب کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی فکری طور پر شکست دی جا سکتی ہے... کیونکہ یہ خالقِ کائنات کا تشکیل کردہ ”بیانیہ“ ہے اور ہر محاذ پر اس کی حفاظت و نگہداری کے لیے وہی کافی وشافی ہے !

ایک اور پہلو بھی قابل توجہ ہے کہ اگرچہ یہ مطالبہ پہلی مرتبہ ہوا ہے نا ہی ”متبادل بیانئے“ کی اصطلاح اول اول استعمال ہوئی ہے بلکہ فکرِ غامدی کی نرسریوں اور سیکولر ولادین لابیوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً یہ آواز اٹھتی رہتی ہے۔ لیکن ریاست کے اہم ترین ذمہ دار کے منہ میں یہ الفاظ ڈال کر (حالانکہ اُس بے چارے کی ذہنی سطح سے یہ دقیق، ثقیل اور مشکل اصطلاحات کہیں بلند ہیں اور نامعلوم اُس ”مسکین“ نے انہیں صحیح تلفظ سے بولنے کے لیے کتنے جتن کیے ہوں گے !) یہ باور کروانے کی کوشش کی گئی ہے کہ مستقبل میں سامنے آنے والے نظامِ پاکستان کے خدوخال کیا ہوں گے۔ اہلِ بصیرت پر تو اس مفسد نظام کا دین دشمن چہرہ پہلے سے ہی واضح ہے لیکن ۷۰ سالوں میں چند ایک علامتی قسم کے قوانین اور ”حاکمیت اعلیٰ کے تصور“ کی گرد ان کے پیچھے اللہ سے بغاوت کے سارے کردار کو چھپایا گیا... ”ملکی مفاد“ کو ہی ”سربلندی اسلام“ کا مترادف ٹھہرایا گیا اور ”ملکی مفاد“ بھی وہ جس کا تعین سردارانِ کفر کے احکامات پر اُن کے غلامانِ بے بدل کریں... مخلص اور سادہ مسلمانوں کے اذہان میں کمال ہشیاری سے ”حب الوطنی“ کا ایسا نظریہ بٹھایا گیا کہ جس کے ہوتے ہوئے ”سب سے پہلے پاکستان“ جیسی دین سے کھلی بغاوت کو بھی بسر وچشم قبول کیا گیا اور اب تک کیا جا رہا ہے... لیکن شیطان اور اُس کی ملعون ذریت کے مکروہ عزائم پورے ہی نہیں ہوتے جب تک وہ اپنی ریشہ دوانیوں کے ذریعے اور انمٹ مظالم ڈھانے کے ذریعے انسانوں کو پوری طرح اپنے ابلیسی نظام کے تابع نہ کرلیں اور ضلالت و گمراہی کی ایسی اندھیری کوٹھڑیوں میں مقید نہ کر دیں کہ جہاں کسی روزن و کواڑ سے روشنی ونور کی موہوم سی کرن کا آنا ممکن نہ رہے... بالکل اسی طرح مملکتِ پاکستان کی ”اسلامی چھاپ“ بھی کفر کی آنکھوں میں کھٹکتی رہے، جسے صلیبی لشکروں کی صف اول کا اتحادی بن کر ہر ممکن حد تک مٹا دیا گیا اور حق کو باطل اور باطل کو حق ‘گردان اور منوا کر نیکی وبدی کے تمام پیمانے الٹ دیے گئے۔ اب حوارِیانِ کفر ‘اس خیالی و وہمی چھاپ کو بالکل ہی دھو ڈالنے پر آگئے ہیں !

پاکستان میں دینی احکامات سے روگردانی اور شرعی تعلیمات سے جان خلاصی کی رِیت تو روزِ اول سے ہی چلتی چلی آرہی ہے لیکن اب ریاستی سطح پر ملحدین و زنادقہ ‘سیکولرازم، لبرل ازم، لادینیت اور اباحیت کے فکری وعملی فروغ کے لیے پوری طرح تیار وپیکار ہو چکے ہیں... یہ کام الل ٹپ انداز میں نہیں کیا جارہا بلکہ تمام تر ہوش مندی کے ساتھ اس نظام کے تمام عناصر اپنے اپنے دائرہ عمل اور دائرہ اختیار میں پوری شد ومد سے لادینیت کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے برسرِ عمل ہیں... اسی لیے نت نئے بیانیوں کی ”بہاریں“ ہیں، سرسید کے وضع کردہ نظام تعلیم سے فکری ارتداد کو پھیلانے کا کام لیا جارہا ہے، ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس ارتداد میں ہر خاص وعام کو مبتلا کرنے اور دنیائے رنگین کو ہی مطمعِ نظر بنا دینے کے لیے حرص وہوس کا پورا ”پیکج لانچ“ کیا گیا ہے، غامدیت کے زہریلے جوہڑوں سے اٹھنے والے مسموم بخارات کا خاص ہدف ‘اہل دین ومذہب اور فضلائے وطلبائے مدارس ہیں کہ کسی طرح ان کے اجلے اور شفاف کردار وعمل میں ”جدیدیت“ اور سیکولرازم کی نجس برساتوں کے ذریعے بگاڑ اور راست وہدایت یافتہ فکر ونظر میں فساد وانتشار پیدا کیا جائے... یہ تمام عناصر اپنی اپنی ”باؤنڈریز“ میں کفر کے منصوبوں کے نفاذ کے لیے مستعد ہیں جب کہ پورا ریاستی نظام بھی نا صرف سیکولر ولادین عناصر کی پشت پر موجود ہے بلکہ اپنی پوری قوت سے ان کے ایجنڈے کو حتمی انداز میں نافذ کرنے کی طرف بڑھ رہا ہے۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے پیش آنے والے حالات و واقعات سمیت تمام مظاہر اس امر کی تصدیق کر رہے ہیں کہ پاکستان کے ساتھ موجود سابقہ ''اسلامی'' کا سابقہ ہٹانے کے بندوبست تیزی سے مکمل کیے جا رہے ہیں...نصاب تعلیم 'جو پہلے سے ہی اطفالِ اسلام کے ذہنوں کو تشکیک و ابہام سے بھر کر اُنہیں ساری عمر کے لیے ''نیم مسلمانی'' سے بھی فروتر درجے پر رکھنے کا ذمہ دار ہے 'اُس میں سے رہی سہی ''اسلامی تعلیمات'' اور خاص طور پر جہادی اسباق اور اسوہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نکال دیا گیا...ذرائع ابلاغ کے ذریعے ایک طرف تو فحاشی، عریانی اور ننگے پن کو معاشرے کی نظر میں ''منازلِ ترقی'' کے مترادف بنا دیا گیا، پھر دین کی تعبیرات بیان کرنے کے لیے گویوں، بھانڈوں، میراثیوں اور فاحشاؤں کو لا بٹھایا گیا اور رمضان المبارک میں خصوصاً اور باقی مہینے میں عموماً، عامۃ المسلمین کو دینی تعلیمات جاننے کے لیے 'اِس قبیل سے رجوع کا خوگر بنانے کی مشق جاری رہتی ہے... مغربی این جی اوز کی طرف سے مدارس اور اہل مدارس کو ''دنیا کی چمک دمک'' دکھا کر گمراہ کرنے اور اپنے سانچوں میں ڈھالنے کی مہمات زوروں پر ہیں...چند ماہ پہلے ''گونگے شیطان'' یعنی صدرِ پاکستان نے سود کے معاملے میں علما سے گنجائش نکالنے کی تمنا کر ڈالی...سوشل میڈیا اور مین سٹریم میڈیا میں غامدیت کے پرچارک 'شریعت اور اسلام کی کتر وبیونت کر کے ''Sophisticated Islam'' تخلیق کر چکے ہیں...توہین رسالت کے پے در پے واقعات کے باوجود ان کے کسی ایک مجرم کو بھی ہلکی سی خراش بھی نہیں آئی بلکہ رمشا مسیح کی طرح ولایت کے ویزوں کے خواہاں بھنگیوں کے لیے بہترین اور آسان ترین راستہ یہی بن چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہذیان بکو اور بدلے میں پورے سرکاری پروٹوکول کے ساتھ کسی بھی یورپی ملک میں مستقل سکونت اختیار کر لو... مستقبل کا ''زنخا حکمران'' بلاول 'کسی عیسائی کو وزیر اعظم کے عہدے تک پہنچانے کے عزم کا اظہار کر چکا ہے...نواز شریف ہندوؤں کے تہواروں 'ہولی اور دیوالی پر دیوانہ ہو کر اول فول بکتا ہے... کبھی ''خدا اور بھگوان ایک ہی ہیں'' جیسی ہفوات بکتا ہے اور کبھی ہولی میں اُسے ''نیکی کے بقا اور برائی کے فنا'' کی تعلیم نظر آتی ہے... کبھی قادیانیوں کو بھائی بتاتا ہے اور کبھی جنت جہنم کے الٰہی فیصلوں کو چیلنج کرتا ہے... ۱۰ اپریل کو سودی نظام پر پابندی کے لیے دائر کی گئی درخواستوں پر وفاقی شرعی عدالت کا چیف جسٹس ریاض احمد خان اپنی آبزرویشن میں 'اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے برسرِ جنگ رہنے پر اصرار کرتا دکھائی دیتا ہے... کہتا ہے ''جس وقت سود کی ممانعت کا حکم ہوا، اس وقت کے حالات اور معیشت آج کے حالات اور معیشت سے مختلف تھے، سوال یہ ہے کہ ۱۴ سو سال قبل کا سود سے پاک معاشی نظام آج کیسے نافذ کیا جائے؟''...یہ کہہ کر مزید سماعت غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دی گئی ...ایک صوبے کی عدالت بادل نخواستہ شراب کی فروخت پر پابندی لگاتی ہے تو شہرِ کراچی کی اس فیصلے کے حق میں سڑکیں بینروں اور خیر مقدمی پوسٹروں سے بھر جاتی ہیں... لیکن چند ہی ہفتوں بعد ملک کی ''اعلیٰ'' عدالت اس پابندی کو کالعدم قرار دیتی ہے تو ۷۳ کے آئین کے تحت اسلام کا نفاذ کرنے والوں سے لے کر انقلابِ اسلامی کی تمام جدوجہد کو ''آئینی، قانونی، جمہوری اور دستوری'' دائروں میں ہی مقید رکھنے والوں سمیت کسی طرف سے ایک حرفِ احتجاج بھی بلند نہیں ہوتا...پاکستان کی وزارت داخلہ ایک پیدائشی مسلمان کو یہودی بن جانے کی اجازت دے کر ارتداد کے سرٹیفیکیٹ سے نوازتی ہے اور سرکاری و درباری علما سے تعلق رکھنے والے سینیٹر مولانا صیب اس اقدام کو شریعت کے مطابق قرار دیتے ہیں...پنجاب کا وزیر تعلیم بھولے سے تجویز پیش کرتا ہے کہ ''کالجوں میں پردہ کرنے (عبایا پہننے) والی طالبات کو ۵ نمبر اضافی دیے جائیں''...اس ایک تجویز پر پورا اسیکولر اور لادین طبقہ پنجے جھاڑ کر حکومت پر ٹوٹ پڑتا ہے اور چند ہی گھنٹوں میں پنجاب حکومت کے ترجمان کو وضاحت دے کر اس تجویز پر عمل درآمد نہ کرنے کی گارنٹی دیتے ہی بنتی ہے...۱۵ اپریل کو قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قانون کے اجلاس میں ''غیر مسلموں کے لیے شراب کی اجازت'' سے متعلق بحث کے دوران میں کمیٹی رکن شگفتہ جمالی نے کہا ''شراب سب ہی پیتے ہیں، بتاتا کوئی نہیں''... تحریک انصاف کا عارف علوی گویا ہوا ''شراب تو جج بھی پیتے ہیں اور سیاست دان بھی''...چیئرمین کمیٹی بشیر ورک نے کہا ''میں بھی چاہتا ہوں کہ شیطانی مشروب ختم ہو مگر دنیا میں پہلے ہی پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے''... ایسے میں نواز شریف کا مشیر بیرسٹر ظفر اللہ تو ''کفن پھاڑ'' کر بولا کہ ''قرآن کریم میں شراب کی ممانعت نہیں ہے!''...

یہ تو چند ایک چیزیں ہیں و گرنہ آپ جتنا غور کرتے جائیں گے، روزانہ کی بنیاد پر اُتنے کے شواہد آپ کی آنکھوں کے سامنے آتے چلے جائیں گے کہ اسلام اور دین کی ہر ہر نشانی، مذہب اور شریعت کی ہر ہر تعلیم کو دیس نکالا دینے، اسلام کے چھوٹے بڑے ہر اثر کو کھرچ کھرچ کر مٹانے اور ختم کرنے کی مہم حکومتی سرپرستی میں جاری ہے... پھر یہی نہیں کہ دین سے دوری اور بُعد کو عام کرنا ہی ان حکمرانوں کا مقصد ہے جس کے حاصل ہونے پر یہ باشندگانِ وطن کے لیے دودھ اور شہد کی نہریں بہا دیں گے اور خوش حالی و آسودگی کی بہاریں معاشرے کے خواص و عوام کی زندگیوں میں لے آئیں گے...ہر گز نہیں! بلکہ یہ مسلمانوں کے دین اور دنیا دونوں کے کھلے دشمن

ہیں... یہ اگر دین کو بھی پس پشت ڈال چکے ہیں تو اُس کی وجہ دنیاوی حرص اور تکاثر اموال وجاہ ہی ہے... اور یہاں کے مسلمانوں کی زندگیوں کو تنگ کرنے، اُن کے اموال کو لوٹنے کھسوٹنے، اُنہیں دین سے بھی دور کرنے اور دنیا کے معاش واقتصاد کے معاملے میں بھی قلاش کرنے اور ہر جانب سے ذلت ورسوائی اُن پر تھوپ کر اُنہیں ہمیشہ کے لیے اپنا دست نگر اور محتاج رکھ کر دبادینا ہی ان کا مقصد ہے! اسی لیے اس سرزمین کی ''آزادی'' کے بعد کوئی ایسا دن شاید ہی گزرا ہو کہ جب یہاں کے مسلمانوں کے سروں پر مسلط خائنین نے اسلام سے بھی غداری نہ کی ہو اور خیانت وبدعنوانی سے بھی پیچھے ہٹے ہوں... ان کی بدعنوانیوں حالیہ عرصہ میں مزید کُھل کر سامنے آئی ہیں، اس مفسد نظام نے جس طرح اِنہیں تحفظ دے رکھا ہے اور یہاں کے ''نظامِ انصاف'' کو جس طرح اِنہوں نے اپنے گھر کی لونڈی اور اپنے گھڑے کی مچھلی بنا رکھا ہے' وہ بھی دوٹوک طور پر سامنے آیا ہے... اربوں کھربوں روپے ڈکار جانے والوں کی کمائیاں، صفائیاں اور ''باعزت'' رہائیاں کیا کچھ نہیں بتا رہیں؟!!!

اس سب پر اکثر وبیشتر لوگوں کی نظریں فوج کی جانب مرکوز ہو جاتی ہیں... اور سیاست دانوں کی کرپشن سے تنگ آکر لوگ فوج کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے ہیں... حالانکہ سیاست دان جتنے بھی بڑے مجرم ہوں لیکن فوج کے ہمہ قسمی جرائم اور خباثتوں کے سامنے اُن کی حیثیت پرِ کاہ کے برابر بھی نہیں! اور یہ فوج ہی تو اس نظام کی حفاظت کرنے والی ہے... پچھلے سولہ سال میں تو یہ بات واضح تر ہو گئی ہے کہ یہ فوج اسلام اور دین سے ہر قسم کی وابستگیوں سے اپنا دامن جھاڑ بیٹھی ہے اور اسلام اور دینی شعائر کی محافظ ہر گز نہیں ہے... یہ تو خود دین سے کھلواڑ کرنے والوں میں سرفہرست ہے... اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پوری دنیا میں غارت گری میں مصروف صلیبی فوجوں کے لیے ''صف اول کی اتحادی'' ہے... امریکہ سمیت ہر دشمن اسلام کی آنکھوں کا تارا ہے... توہین رسالت کے حالیہ منظم واقعات، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے خلاف ایسی ایسی پیچ، گھٹیا، پست اور رزیل حرکات کیں گئیں، جو اس سے قبل کسی بدترین کافر کے بھی حاشیہ خیال میں نہیں آئی ہوں گے! فوج کے خفیہ اداروں نے اِن گستاخوں کو پکڑا... ان پر ہاتھ ڈالنے کی یہ وجہ نہیں تھی کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے درپے تھے اور حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کے مرتکب ہو رہے تھے، بلکہ ان بدبختوں کو اس لیے گرفت میں لیا کہ یہ گاہے گاہے جرنیلوں اور ''فوجی وقار'' کی بھی مٹی پلید کرتے رہتے تھے... پس اِنہیں اٹھایا گیا، کچھ دن مہمان نوازیاں کی گئیں، فوجی وقار کے تحفظ کے اسباق ''پڑھائے'' گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ان کی دریدہ دہنیوں اور سبّ وشتم سے متعلق سب کچھ جانتے بوجھتے اور تمام تر شواہد موجود ہونے کے باوجود ان ملعونین کو نا صرف رہا کر دیا گیا بلکہ ملک سے فرار بھی کروا دیا گیا... نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی بدترین توہین کرنے والے وقاص گورایا، عاصم سعید، سلمان حیدر، رمشا مسیح وغیرہ کو اسی فوج اور اس کے خفیہ اداروں نے ہی safe exit دیا!... ایسا کیوں نہ ہو تاجب کہ یہ فوج اور اس کے خفیہ ادارے اپنے عقوبت خانوں میں جب مجاہدین پر میں انسانیت سوز مظالم توڑتے اور بہیمانہ تشدد کرتے ہیں تو ساتھ میں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین واہانت بھی باقاعدگی سے کرتے ہیں اور مجاہدین پر ستم ڈھاتے ہوئے اپنی ملعون زبانوں سے کہتے ہیں کہ ''بلاؤ اپنے اللہ کو اور بلاؤ اپنے رسول کو کہ آئیں اور تمہیں چھڑائیں''... ہمارے جو بھائی تعذیب کے ان مراحل سے گزر چکے ہیں، وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بتاتے ہیں کہ ساری تعذیبیں اور تمام عقوبتیں سہنا آسان ہوتا ہے لیکن ان صلیبی کتوں کی زبانیں جب مالکِ کائنات اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں ہذیان بکتی ہیں تو صبر وثبات کے سارے بند ٹوٹ جاتے ہیں! کیا خیال ہے کہ یہ کمینہ صفت فوج' دین احکام سے مکمل سرتابی کرنے والے سیاسی حکمرانوں کو نکیل ڈالے گی؟ حقیقت یہ ہے کہ سیاسی حکمران کٹھ پتلیاں ہیں جو کہ سامنے ناچتی نظر آتی ہیں جب کہ اصل مجرم یہ فوجی جرنیل ہی ہیں، جن کے اشاروں پر سیاسی وجمہوری حکمران ناچتے ہیں!

یہ تو ہوئی دین سے خیانت اور غداری کی بات! لیکن اگر کوئی سمجھتا ہے کہ کم از کم قومی مفاد تو اس فوج کو عزیز ہی ہے اور قومی مفاد کے تحت وہ یہ کبھی نہیں چاہے گی کہ عوام کی کمائی کو لوٹ مار سے ہضم کرنے اور مسلمانوں کے وسائل کو ہڑپ کرنے والوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ بھی سن لیں کہ جب جرنیلوں کے سامنے نوٹ ہوں اور مال ودولت کا معاملہ ہو تو ایسے میں ''قومی مفاد'' اپنی دکان بڑھا جاتا ہے! یقین نہ آئے تو امریکہ میں پاکستان کے سابق سفیر حسین حقانی کے حالیہ مضامین پڑھ لیں... جن میں وہ صاف الفاظ میں اقرار کرتا ہے کہ اُس نے ۵۰ ہزار امریکی جاسوسوں کو ویزے جاری کیے... اب یہ ملکِ پاکستان تو وہ ہے کہ یہاں کی ''نمبر ون'' فوج کے بغیر کوئی چڑیا بھی یہاں پر نہیں مار سکتی... تو پچاس ہزار امریکی جاسوسوں کے لیے پاکستان کے دروازے کھولنے میں مرکزی کردار بھی اِنہی کا ہی ہے... اب یہ ''نیک پروین'' بننے کی کوشش کر رہے ہیں اور جس طرح ایٹمی راز فروخت کرنے کے ''جرم'' میں اکیلے ڈاکٹر عبدالقدیر کی بَلّی چڑھائی گئی، اسی طرح سارے معاملے کو حسین حقانی کے

کھاتے میں ڈالنے کی کوششوں میں ہیں...یا تو یہ جرنیل تسلیم کریں کہ انہیں صلیبی جنگ لڑنے کے بعد جو فرصت ملتی ہے اُس میں یہ اپنی پوری فوج سمیت دلیہ، کھاد اور سیمنٹ کی inspection میں مصروف رہتے ہیں لہٰذا انہیں کچھ خبر نہیں کہ ملک میں کون آیا اور کون گیا!!! دوسری صورت یہ ہے کہ بالفرض مان بھی لیا جائے کہ حسین حقانی ہی اصل مجرم ہے (حالانکہ ہر ملک میں موجود سفارت خانہ میں ملٹری اتاشی تعینات ہوتا ہے اور اُسی کی اجازت سے ہی سفیر کی سانسوں کی ڈوری بندھی ہوتی ہے۔ اکیلا سفیر اپنی مرضی سے اتنا بڑے فیصلے کر ہی نہیں سکتا) تو ''نمبرون'' سے پوچھنا چاہیے کہ یہ جو اسلام آباد میں امریکی سفارت خانہ ہے، جس کے متعلق مصدقہ رپورٹیں ہیں کہ یہ پوری دنیا میں امریکہ کا سب سے بڑا جاسوسی کا اڈہ ہے...اس کی تعمیر و مسلسل توسیع کس کی ناک کے نیچے ہوتی رہی؟ اور پھر یہ ریمنڈ ڈیوس اور جوئیل کاکس جیسے جاسوس بھی اُن پچاس ہزار میں ہی تو شامل تھے، جنہیں ویزے جاری کیے گئے...ان جاسوسوں کو پکڑے جانے پر مکمل سیکورٹی اور پورے ادب و احترام کے ساتھ کس نے واپس امریکہ کے حوالے کیا؟؟؟ سابق وزیر داخلہ شیطان ملک نے بالکل سچ کہا:

''امریکی انٹیلی جنس اہل کاروں کو خفیہ طریقے سے پاکستانی ویزے بدستور جاری کیے جارہے ہیں۔ امریکی اہل کاروں کو پاکستانی ویزوں کی فراہمی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک پاکستانی حکام کو امریکہ سے کولیشن سپورٹ فنڈ ملتا رہے گا۔ اگر کولیشن سپورٹ فنڈ روکا گیا تو پھر حکومت بھی امریکی حکام کو ویزے جاری نہیں کرے گی۔ درحقیقت، موجودہ حکومت کی جانب سے امریکی حکام کو ویزوں کے اجرا کا عمل کبھی نہیں رکا''...

یہ کولیشن سپورٹ فنڈ کس کی جیب میں جاتا ہے؟ اس سے کوئی بھی ناواقف نہیں! لہٰذا جو کوئی سمجھتا ہے کہ یہ فوج ''ملکی مفاد'' کو بہر صورت مقدم رکھتی ہے، وہ اپنی یہ غلط فہمی تو دور کر ہی لے!!! سینیٹ کے چیئرمین رضا ربانی نے بھی پتے کی بات کی ہے:

''پرویز مشرف نے سپائڈر گروپ بنا رکھا تھا، اس میں کون تھے اور امریکیوں کو اسلام آباد ایئرپورٹ پر بغیر ویزا اور چیکنگ' پاکستان میں داخلے کی اجازت دی گئی۔ امریکی اہل کار امیگریشن اور کسٹم حکام سے کلیرنس لیے بغیر پاکستان آتے جاتے رہے''۔

یہ جرنیل چونکہ خود پرلے درجے کے بدکردار، ملیچھ اور بدمعاش ہیں اس لیے یہ ہر قسم کے خائن، بدکار اور بدقماش کے محافظ بھی ہیں...شرجیل میمن کی مثال سامنے ہے کہ رینجرز نے اس کے گھر سے اربوں روپے واگزار کروائے، لیکن پھر یہ بھی دنیا نے دیکھا کہ حیدرآباد میں رینجرز ہی نے اُسے مکمل پروٹوکول دیا اور اُس کے لیے حفاظتی حصار قائم کیے رکھا...اسی طرح پانچ سو ارب کے لگ بھگ کرپشن کرنے والا ڈاکٹر عاصم کئی ماہ تک رینجرز کی قید میں رہا، اس دوران میں میڈیا پر اُس کے خلاف ایسی ایسی چارج شیٹیں پیش کی گئیں کہ جنہیں دیکھ کر ہر آدمی یہی سمجھتا رہا کہ ایسے ڈاکو کو ضرور بالضرور لٹکایا ہی جائے گا! لیکن ہوا کیا؟ اور جو کچھ ہوا، کیا وہ فوج اور رینجرز کی مرضی کے خلاف ہوا؟؟؟ جو یہ سمجھتا ہے اُس کی حماقت اور بے وقوفی قابل رحم حالت تک بڑھ چکی ہے!

''مرا ہاتھی سوا لاکھ کا'' کے مصداق یہ فوجی جرنیل پیسے کی ہوس کا اس قدر شکار ہوتے ہیں اور حبِّ مال ان کے رگ وپے میں اس قدر سرایت کیے ہوئے ہوتا ہے کہ دورانِ ملازمت اور بعد از ملازمت ملنے والی تنخواہ، پینشن، گریجوایٹی، اربوں روپے کی اراضی، بے شمار دیگر مراعات اور سب سے بڑھ کر اپنی حیثیت کا استعمال کرتے ہوئے کرپشن کے ذریعے کمائے جانے والے ارب ہا ارب روپوں کے باوجود بھی ان کی ہوس پرستی کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوتی اور ریٹائرمنٹ کے ساتھ ہی کسی نہ کسی کمپنی، ادارے یا کارپوریشن کے اہم ترین عہدے پر فائز کر دیے جاتے ہیں...ان میں سے کفار کی دل وجان سے اطاعت شعاری وفرماں برداری کرنے والا تو ہر کوئی ہوتا ہے لیکن چند ایک ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بعد از ریٹائرمنٹ' بھی کفار کی آنکھوں کا تارا بنے رہتے ہیں...جہانگیر کرامت، شجاع پاشا، ظہیر الاسلام وغیرہ جیسوں کو امریکی اور امریکیوں کے خاص پروردہ اپنی دفاعی این جی اوز اور خفیہ اداروں کے لیے بھرتی کر چکے ہیں...اب راحیل شریف کو ''متحدہ اسلامی فوج'' کا سربراہ بنایا گیا ہے جو کہ بظاہر عرب شاہوں کی لونڈی نظر آتی ہے لیکن حقیقتاً صلیبی آقاؤں ہی کا منصوبہ ہے...راحیل کی صورت میں کفر کو ایسا ''اثاثہ'' میسر آیا ہے کہ وہ اُسے پوری طرح استعمال کرنا چاہتا ہے...یہ محض ''ٹشو پیپر'' نہیں ہے کہ جس کا عارضی استعمال ہو بلکہ یہ کفارِ عالم کے ہاتھ ایسا ''پوچھا'' لگ گیا ہے کہ جسے بار بار دھو کر نئے سرے سے استعمال کیا جاسکتا ہے! عام طور پر تو ''پوچھے'' سے صفائی ستھرائی کا کام لیا جاتا ہے لیکن یہاں معاملہ ذرا مختلف ہے...یہاں یہ ''پوچھا'' کفار کے راستے میں مزاحم اہل دین اور اہل جہاد کو ہٹانے کے لیے استعمال ہوگا...حکومت پاکستان اور فوجی ذرائع بار بار اس کا اظہار کر رہے ہیں...۵ اپریل کو دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ ''پاکستان چاہتا

ہے کہ تمام مسلمان ممالک دہشت گردی کے خلاف متحد ہو جائیں،اس اتحاد کا مقصد دہشت گردی کا خاتمہ ہے،راحیل شریف کسی بھی صورت میں ایران مخالف کوئی کام نہیں کریں گے''۔ ۷ اپریل کو قومی سلامتی کا مشیر جنرل (ر) ناصر جنجوعہ بولا کہ ''ایران کو راحیل شریف سے کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے''!

راحیل کو جس فوجی اتحاد کا سربراہ بنایا گیا ہے،اُس میں موجود افواج پہلے سے ہی یمن،لیبیا،افغانستان،صومالیہ،شام اور صحرائے صحارا سمیت مختلف مسلمان خطوں میں جہادی تحریکوں اور مجاہدین کے خلاف صلیبی جھنڈے تلے سرگرمِ عمل ہیں...لہٰذا اس اتحاد کے اہداف تو واضح ہیں...البتہ رافضی ایران کی اس قدر ناز برداریاں اور نخرے اس لیے اٹھائے جارہے ہیں کہ وہ پوری طرح بے غم اور بے فکر ہو کر شام،عراق،لبنان،یمن وغیرہ میں مسلمانوں کا قتلِ عام کرنے اور ''ولایت فقیہ'' کو رواج دینے اور رائج کرنے میں یکسوئی سے مصروف رہے...یہ ''مسلم فوجی اتحاد'' مسلمانوں کے دفاع اور حفاظت کے لیے ہرگز نہیں ہے...کیونکہ یہ اتحاد 'اعدائے اسلام کے احکامات کی مکمل طور پر پیروی کرے گا اور مسلمانوں کے کھلے دشمن روافض کو ''ضمانت امن'' سے بھی نوازے گا...باقی ان کا اول و آخر ہدف وہی ہوں گے جنہیں امریکہ،روس،ایران اور بشار قصائی مل کر ذبح کر رہے ہیں...ساڑھے چار سال قبل شام کے شہر مشرقی غوطہ میں بانٹی جانے والی ''خاموش موت'' کو اب ادلب کے شہر خان شیخون پر طاری کر دیا گیا ہے...یہ افواج اور ''مسلم فوجی اتحاد'' موت کے ان سوداگروں کا کچھ نہیں بگاڑے گا بلکہ ہر طرح سے ان کے ہاتھ میں ہی کھیلے گا اور انہی کا مقاصد واہداف کے حصول کے لیے جانیں لڑائے گا!

لیکن ایمان والوں کے زخم ایمان والوں کے سامنے تو رکھنے ہی چاہئیں...ادلب کی معصوم کلیوں کو دیکھئے! کیمیائی ہتھیاروں کی زد میں آئے امتِ مسلمہ کے یہ نونہال اور اطفال کس طرح سسک سسک کر جانیں دے رہیں ہیں...بلکہ ان کو تو سسکنے بھی نہیں دیا جارہا...سانسیں ہیں کہ سینوں میں ہی گھٹ گھٹ کر دم توڑ رہی ہیں اور یہ معصوم اَدھ کھلی آنکھوں سے ایسی بے بسی کا اظہار کر رہے ہیں کہ رتی بھر آکسیجن بھی نظام تنفس میں داخل نہیں ہو پارہی...نہ چیخ و پکار ہے،نہ ہائے وائے ہے...نہ تڑپنے کی سکت ہے اور نہ ہی بلکنے کی طاقت...بس آسمان پر نظریں گاڑے،گلاب پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں کو کھولتے بند کرتے یہ جنت کے پھول ،جنتوں میں ہی جا جا کر کِھل رہے ہیں! ذرا ایک لمحہ کو اپنے آنگنوں میں چہکتے بچوں کو دیکھئے...اپنے صحنوں میں کلکاریاں مارتے جگر گوشوں کو آنکھوں کے سامنے لائیے...اپنے دالانوں میں سرخ و سپید گالوں والے ''کیوٹ سے'' چہروں پر نظریں جمائیے...اپنے گھروں میں لاڈ دکھاتے اور ناز نخروں میں اِٹھلاتے بچوں کو نظر بھر کر دیکھئے...پھر ذرا خان شیخون کا تصور کیجیے! جہاں سبز اور نیلی آنکھوں والے خوب صورتی اور حسن کے مرقع میرے اور آپ کے بچے ،پتھرائی آنکھوں اور سرخی مائل چہروں پر موت کی پرچھائیاں سجائے،زرد پڑتے ہونٹوں سے بس آسمان کی وسعتوں کو ہی ٹک ٹک دیکھے جاتے ہیں اور اسی حالت میں عرش کے سایہ تلے قندیلوں میں جا مکیں ہوتے ہیں! یہ سب تصور کر کے آپ کے حلقوم سے دلوں کو پھاڑ ڈالنے اور کلیجوں کو کاٹ دینے والی آہ و بکا اور چیخ و پکار نکل اٹھے گی...بس اسی لمحے رُک جائیے اور ان ''افواجِ قاہرہ و متحدہ'' کی عظمت بیانی سے توبہ تائب ہو کر،ان پر بھروسہ چھوڑ کر،ان سے اور ان کے باطل و کفریہ آقاؤں سے مکمل برأت کا اعلان کر کے ''ایمان کاملہ'' کے حصول کی تڑپ اور رب سے اس کی طلب کے داعیہ کو مضبوط و مستحکم کیجیے!...یہی ایمان کاملہ،توکل علی اللہ،طواغیتِ عالم سے برأت اور جہاد و شہادت فی سبیل اللہ کا جذبہ ہی ہے جو بالآخر منزلِ حسین پر لے جا کر چھوڑے گا!

شذرات:

☆۱۹ مارچ ۲۰۱۷ء کو افغانستان کے صوبہ پکتیکا کے ضلع بیرمل میں مجاہدین کے محبوب وجری عسکری قائد 'استاد اسلم رحمہ اللہ' امریکی ڈرون میزائل حملے میں شہید ہوئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔استاد اسلم رحمہ اللہ نے صلیبی افواج اور اُن کے حواریوں کے خلاف تاریخ ساز معرکے لڑے... اسی لیے ۲۶ مارچ کو امریکی محکمہ دفاع پینٹاگون سے خصوصی طور پر اُن کی شہادت کا اعلان کیا گیا،اس موقع امریکی وزیر دفاع جیمز میٹس نے جو الفاظ کہے وہ اس صلیبی جنگ کی حقیقت کو بالکل واضح کرتے ہیں،اُس نے کہا:

''قاری یاسین (استاد اسلم) کی ہلاکت اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام کو بدنام کرنے والے انصاف سے نہیں بچ سکتے''۔

یہ مجاہدین چونکہ مفسد،مہلک اور مرتد نظامِ پاکستان سے نبرد آزما ہیں اس لیے بہت سے ''جمہوریت پسندوں اور خوگرانِ امن'' کے نزدیک مسلم معاشروں میں ''بگاڑ'' کا سبب ہیں...یعنی جو خائنین کئی کئی دہائیوں سے امت کو کاٹ کاٹ کھا رہے ہیں،وہ تو ''اصلاح'' کے علم بردار ٹھہرے اور یہ مجاہدین 'اللہ کے بھروسے پر رب کے

باغیوں سے بھڑنے کے باعث ''بگاڑ'' کے ذمہ دار قرار پائے! اب دیکھ لیجیے کہ صلیبی سردار جنہیں ''اسلام کی بدنامی کا مجرم'' گردان رہے ہیں، وہی اصحابِ عزیمت ' یہاں کے ''انصاف پسندوں'' کے ہاں ''بگاڑ کا سبب'' بتائے جاتے ہیں! صلیبی سرداروں اور ''پُرامن اسلام'' کے ٹھیکے داروں کا ایک ہی ''پیج'' پر آنے کو کیا محض اتفاق ہی سمجھا جائے گا؟

☆بھلا زمانہ تھا کہ علمائے کرام ''ٹائی'' سے بھی صلیب سے مشابہت کی بنا پر تنفر و بے زاری کا اظہار کرتے تھے... لیکن اب ''امن پسندوں'' کی مسلسل منمناہٹ اور عملی، فکری و نظریاتی سطح پر پسپائی سے محسوس ہوتا ہے کہ سرسید کامیاب ہو گیا! آج کل مدارس دینیہ میں تعلیمی سال کے اختتامی ایام ہیں اور ہر جگہ اختتامی تقاریب منعقد ہو رہی ہیں... ایسے میں سرسید کے حقیقی دشمنوں نے ''دقیانوسیت'' سے جان چھڑانے کے لیے عملی و فکری میدان میں کارہائے نمایاں انجام دینا شروع کیے ہیں... اب ''ختم بخاری شریف'' کی جگہ ''Cermony'' اور ''Convocation''، ''دورہ حدیث'' کی بجائے ''Graduation''، ''دستار بندی'' اور ''پگڑی عمامہ'' کی جگہ گاؤن اور Acadimic Cap، فرشی نشستوں اور چٹائیوں کی جگہ ''Sofa cum bed'' کی سہولتوں کو گلے سے لگایا گیا ہے... یہ تو ظاہری پسپائی ہے... فکری، نظریاتی اور عقیدے کی پسپائی کے حالات اس سے کہیں بدتر ہوں گے!!! جس کے مظاہر یہ ہیں کہ ''رواداری کے فروغ'' اور ''امن پسند چہرے'' کی تشہیر کے لیے اپنے سٹیج پر بلا کر لاکھوں کے مجمع سے عیسائی پوپ کا خطاب کروایا جاتا ہے اور وہ خطاب کرنے والا پوپ بھی عام اور سادہ لباس میں نہیں ہوتا بلکہ اپنے مکمل مذہبی شعائر اختیار کرنے ہوئے اور ہاتھ میں صلیب لہراتے ہوئے دھڑلے سے ''اظہارِ خیال'' کرتا ہے...

پیارے آقا و مولا فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو چہرہ مبارک سرخ اور متغیر ہو جاتا ہے، جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تحریف شدہ تورات کا نسخہ دیکھتے ہیں، ایسے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ 'سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ڈانٹ کر کہتے ہیں کہ ''اے عمر! تمہیں رونے والیاں روئیں، تم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا حال نہیں دیکھتے؟''... سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کانپ گئے اور پکار اٹھے کہ: اعوذباللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ، رضینا باللہ ربا، وبالاسلام دینا، وبمحمد نبیا ''میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول کے غضب سے، ہم اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے کہ وہ ہمارا رب ہے، اور اسلام سے کہ وہ ہمارا دین ہے، اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ وہ ہمارے نبی ہیں''... (سنن دارمی)

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

> ''حق تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو۔ پس جب اپنے پیغمبر کو جو خلقِ عظیم سے موصوف ہے، کفار کے ساتھ جہاد کرنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان پر سختی کرنا خلقِ عظیم میں داخل ہے۔ پس اسلام کی عزت' کفر اور کافروں کی خواری میں ہے۔ جس نے اہلِ کفر کو عزیز رکھا اُس نے اہلِ اسلام کو خوار کیا۔ ان کو عزیز رکھنے سے یہ مراد نہیں کہ صرف ان کی تعظیم کریں اور بلند بٹھائیں، بلکہ اپنی مجلسوں میں جگہ دینا اور ان کی ہم نشینی کرنا اور ان کے ساتھ گفتگو کرنا سب اعزاز میں داخل ہے۔ کتوں کی طرح ان کو دور کرنا چاہیے... حق تعالیٰ نے اہلِ کفر کو اپنا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن فرمایا ہے۔ پس ان خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ ملنا جلنا اور محبت کرنا بڑا بھاری گناہ ہے... خدا کے دشمنوں کے ساتھ دوستی والفت کرنا خدا تعالیٰ اور اس کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی تک پہنچا دیتا ہے... ہندوستان میں اہل کفر سے جزیہ دور ہونے کا باعث یہی ہے کہ اہلِ کفر اس ملک کے (مسلمان) بادشاہوں کے ساتھ ہم نشین ہیں۔ ان سے جزیہ لینے کا اصل مقصود ان کی ذلت و خواری ہے۔ اور یہ خواری اس حد تک ہے کہ جزیے کے ڈر سے اچھے کپڑے نہ پہن سکیں اور شان و شوکت سے نہ رہ سکیں... حق تعالیٰ نے جزیہ کو کفار کی خواری کے لیے وضع کیا ہے۔ اس سے مقصود ان کی رسوائی اور اہلِ اسلام کی عزت اور غلبہ ہے... اہلِ کفر کے ساتھ بغض و عناد رکھنا دولتِ اسلام کے حاصل ہونے کی علامت ہے''۔
>
> (مکتوبات امام ربانی۔ جلد اول، صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷)

☆☆☆☆☆

صحبت کا اثر

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبہ: ۱۱۹)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ حاصل کرنے کے لیے یہ نسخہ ارشاد فرمایا ہے کہ سچے مسلمانوں کے ساتھ رہا کرو۔ صحیح بخاری میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے:

اجلس بنا نؤمن ساعة

"ذرا ایک جگہ مل کر بیٹھ کر ایمان تازہ کر لیں"۔

آپ کے مخاطب حضرت اسود بن ہلال رضی اللہ عنہ تھے (قسطلانی)۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کی ضرورت محسوس فرماتے تھے حالانکہ صحابی تھے۔ وہ اس میں اپنے دین اور ایمان کی بہتری سمجھتے تھے کہ کبھی کسی وقت مل کر بیٹھ جایا کریں تو ایمان میں ترقی ہو گی۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

آسمان سجدہ کند بزمینی کہ بر و

یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشینند

زمین کے بعض ٹکڑوں کی بعض قطعات کی اتنی بڑی فضیلت ہے اور اللہ کے ہاں انہیں ایسا مقام حاصل ہے کہ آسمان بھی اس پر رشک کرتا ہے۔ ایسا رشک کرتا ہے کہ گویا آسمان اس زمین کو سجدہ کرتا ہے، کہاں آسمان اور کہاں زمین، وہ کون سی زمین ہے جسے آسمان سجدہ کرتا ہے؟ وہ زمین جس پر یک دو کس، ایک دو انسان، کوئی بڑا مجمع نہیں، صرف ایک دو انسان، یک دو نفس، ایک دو سانس کے لیے، پانچ دس منٹ یا گھنٹوں نہیں بلکہ جتنی دیر میں ایک دو سانس آجائیں صرف اتنی سی دیر کے لیے بہر خدا بنشینند، اللہ کے لیے مل کر بیٹھ جائیں، وہ زمین ایسی مقدس ہو جاتی ہے کہ آسمان بھی اسے سجدہ کرتا ہے۔ ایسی مقدس ہو جاتی ہے اس طرح مل بیٹھ کر دین کی باتیں کرنے سے دین میں ترقی ہوتی ہے۔

مجلس کا اثر:

اس کی مثال ایسے سمجھیں جیسے گرم کھولتا ہوا پانی بہت تیز گرم کھولتا ہوا اس میں ٹھنڈے پانی کا ایک قطرہ ملا دیا جائے تو اس کھولتے ہوئے پانی کی گرمی میں یقیناً خفت آئے گی، کمی ہو گی اگرچہ وہ محسوس نہ ہو۔ پہلے بھی کھول رہا تھا، ٹھنڈے پانی کا ایک قطرہ ملانے کے بعد بھی کھول رہا ہے، پہلے بھی جلا رہا تھا اب بھی جلا رہا ہے، احساس تو نہیں ہوتا کہ اس میں کچھ تغیر پیدا ہو گیا ہے مگر ہوتا ضرور ہے۔ اگر ایک قطرے سے تغیر نہیں ہوا تو کئی لیٹر ٹھنڈا پانی ملا دینے سے تغیر کیسے آجاتا ہے؟

معلوم ہوا کہ تاثیر تو ایک قطرے میں بھی ہے۔ اسی طرح اگر کسی کی زندگی فسق و فجور کے جہنم میں گزر رہی ہے اور کہیں کسی صالح شخص کے پاس گزر ہو گیا تو کھولتے ہوئے پانی میں اس ٹھنڈک کا کچھ تو اثر پڑا، ہو سکتا ہے کہ اسے احساس نہ ہو اس لیے کہ اس میں معاصی کی شدت ہے، اہل جہنم کی صفات کا غلبہ ہے۔ اگرچہ اسے اثر محسوس نہ ہو مگر کسی صالح شخص کے پاس اچھی مجلس میں بیٹھتا رہا تو ایک ایک قطرے کے اثر سے ہوتے ہوتے جہنم کی آگ بجھنے لگے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اثر ہوتا ہے اور اگر مل بیٹھنے والوں میں جہنم کی حرارت پر اللہ کے عشق کی حرارت غالب ہو تو کچھ ایک میں ہے کچھ دوسرے میں کچھ تیسرے میں جتنے مل کر بیٹھیں گے حرارت اور روشنی بڑھتی چلی جائے گی۔ ایک موم بتی جل رہی ہو روشنی کم ہے، اس کے ساتھ ایک موم بتی اور جلا دی جائے تو روشنی بڑھ جائے گی اور اگر انہیں پھیلا کر رکھیں تو بہت وسیع رقبے کو روشن کر دیں گے، روشنی پھیلتی جائے گی۔ جن لوگوں کے قلوب میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی روشنی ہے وہ جتنے زیادہ مل بیٹھیں گے اتنی ہی روشنی زیادہ ہو گی۔ اسی روشنی کا اثر ہر بیٹھنے والے پر اس کی اپنی اصل روشنی سے زیادہ پڑتا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ سب کے جمع ہونے کے بعد جو کُل روشنی ہو اسے سب پر تقسیم کر دیا جائے۔ ایسا کرنے سے تو اتنی ہی روشنی رہے گی جتنی پہلے تھی، وہ روشنی تقسیم نہیں ہوتی بلکہ جو کُل مجموعہ ہے وہ سب کے قلوب میں اللہ تعالیٰ ڈال دیتے ہیں، دیکھئے کتنی ترقی ہو گئی۔ اس میں یہ نہیں فرمایا کہ مل کر بیٹھ کر کچھ دین کی باتیں بھی کریں تو روشنی بڑھتی ہے بلکہ ایسے ہی مل کر بیٹھ جائیں دنیا کی فضول باتیں نہ کریں، صرف اللہ کے لیے مل کر بیٹھیں پھر خواہ دین کی باتیں کریں خواہ ہر شخص اپنے طور پر اللہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا رہے، خواہ ایک دوسرے کو ایسے ہی دیکھ رہے ہیں نہ کوئی کچھ بول رہا ہے نہ کوئی کچھ سن رہا ہے، اللہ کی خاطر بیٹھے ہیں اس مجلس کا یہ اثر ہے۔ بری مجلس سے بری صحبت سے بچا کریں۔

دارالافتاء کے ایک طالب علم کا قصہ:

ابھی ابھی ایک خط میرے سامنے آیا، نماز سے پہلے اسے پڑھ کر آرہا ہوں۔ ایک بچہ چند سال پہلے یہاں دارالافتاء میں رہا ہے۔ دنیاوی لحاظ سے بلند لوگ ہیں، اللہ نے اس بچے کو دارالافتاء میں پہنچا دیا یہاں آنے کے بعد اس نے ٹی وی دیکھنا چھوڑ دیا۔ اس کا ابا اسے مار مار کر ٹی وی دکھاتا تھا۔ مار مار کر ٹی وی کے سامنے لے جاتا تھا، یہ بچہ ٹی وی کے سامنے جا کر اپنا سر زمین پر رکھ دیتا تھا تاکہ ٹی وی پر نظر نہ پڑے۔ ابا اوپر سے تھپڑ لگا لگا کر کہتا کہ اٹھاؤ سر دیکھو ٹی وی! اس بچے نے بتایا کہ ایک بار میری امی نے کہا تو ملّا بن جائے گا تو کھائے گا کہاں سے؟ تو میں نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہاں سے کھاؤں گا۔

ہر چیز میں کچھ مقدرات ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ عبرتیں ہوتی ہیں۔ شاید ایک یا دو سال وہ لڑکا دارالافتاء میں رہا۔ اس کے بعد کچھ ایسا شیطان کا چکر چلا کہ وہ دارالافتاء کو چھوڑ کر چلا گیا۔ ڈاڑھی اس زمانے میں تھوڑی تھوڑی نکل رہی تھی، اسے بھی منڈوانا شروع کر دیا۔ اس نے بعد میں جو حالات لکھے ان میں بتایا کہ اس زمانے میں بھی صرف دارالافتاء کی زیارت کے لیے باہر سے چکر لگایا کرتا تھا، کافروں کی صورت میں دارالافتاء کے

اندر آنے کی تو ہمت نہیں ہو رہی تھی ڈاڑھی منڈانے سے تو کافروں جیسی صورت بن جاتی ہے نا! اللہ کے باغیوں کی صورت میں دار الافتاء آئے ایسا بے شرم تو نہیں ہوا۔ کہتے ہیں اندر آنے کی ہمت تو نہیں ہو رہی تھیں مگر اتنا کام کرتا رہا کہ دار الافتاء کی زیارت کے لیے کبھی کبھی سامنے سے چکر لگاتا رہا اتنا تعلق رکھا۔ دوسرا تعلق یہ رکھا کہ یہاں کے چھپے مواعظ کی کیسٹیں سننے کا معمول رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا کیا کرنا ہوا کہ والدین نے دنیا کمانے کے لیے لندن پھر وہاں سے کینیڈا بھیج دیا۔ کماؤ دنیا بیٹے دنیا کماؤ!

اللہ کی رحمت نے ان کی دست گیری یوں فرمائی کہ جن دنوں پچھلے سال میں لندن میں تھا انہی دنوں میں اس لڑکے کو لندن پہنچا دیا، وہاں جو وعظ ہوئے تھے ان کی کیسٹیں میں نے انہیں دیں اور ان سے کہا کہ اس میں آٹھ بغاوتیں ہیں یہ آپ سنیں۔ انہوں نے وہ کیسٹیں سنیں اور چونکہ پہلے سے یہاں مصالحہ لگتا رہا تھا اس لیے پرانی چوٹ ابھر آئی۔ اللہ کی محبت کی اس چنگاری کو شیطان نے بجھانے کی کوشش کی تھی مگر وہ وعظ سن کر پرانی چوٹ ابھر آئی۔

اسی وقت طے کر لیا کہ اب ڈاڑھی رکھوں گا۔ مجھے بتایا کہ میں نے آئندہ ڈاڑھی منڈانے کٹانے سے توبہ کر لی ہے۔ اس کے بعد لندن سے واپس کینیڈا پہنچ گئے، شادی بھی ہو چکی تھی بیوی وہیں کینیڈا میں تھی۔ وہاں سے خط لکھا کہ میں نے ڈاڑھی پوری کرنے کا عزم کر لیا ہے بس اب وہ منزل کی طرف بڑھ رہی ہے کٹے گی نہیں۔ کچھ مدت وہاں ٹھہرنے کے بعد یہاں آئے تو ڈاڑھی کافی بڑھی ہوئی تھی پوری تو نہیں ہوئی تھی مگر بڑھ رہی تھی۔ یہاں بھی لکھ کر دیا کہ اب یہ ڈاڑھی نہیں کٹے گی، ان شاء اللہ۔ ایک خط میں بیوی کے بارے میں لکھا کہ اس نے شرعی پردہ کر لیا ہے۔ آج ان کا خط میرے سامنے آیا، آئے ہوئے تو کئی دن ہو گئے ہوں گے میرے سامنے تو ترتیب سے ڈال آتی ہے۔ ان کا خط پڑھ کر معلوم ہوا کہ اللہ نے اس لڑکے کو بہت بڑا زاہد بنا دیا۔

ان کا قصہ سننے سے پہلے زاہد اور تارکِ دنیا کا معنی سن لیں۔ زاہد یا تارکِ دنیا کے معنی یہ ہیں کہ دنیا کا ہر وہ نفع چھوڑ دے جس سے آخرت کا نقصان ہوتا ہو، جس سے آخرت کا نقصان ہو وہ دنیا قبیح ہے ملعون ہے ملعون! اس سے جو شخص بچتا ہے وہ ہے تارک دنیا! اس طرح بچتے ہوئے خواہ وہ پوری دنیا کا بادشاہ بن جائے ہزاروں دنیا اس کے قبضے میں آ جائیں، تخت سلیمانی مل جائے، سلیمان علیہ السلام جیسی بادشاہت مل جائے تو بھی وہ تارکِ دنیا ہے۔

انہوں نے اپنے حالات میں لکھا ہے کہ کینیڈا پہنچنے کے بعد میں نے یہاں قانون کے مطابق اپنی قابلیت کے کاغذات تیار کر کے ملازمت کے لیے درخواست دی، درخواست کے جواب میں چار کمپنیوں کی طرف سے ملازمت کے لیے بلایا گیا۔ ان میں سے تین تو بنک کے ادارے تھے میں نے وہاں جانے سے انکار کر دیا کہ میں یہاں ملازمت نہیں کروں گا۔ آگے تھوڑی سی تشریح کر دوں کہ جس پر اتنی بڑی لعنت اتنی بڑی لعنت ہے، اللہ کا بندہ اسے کیسے قبول کر لے؟!

سود خوری بہت بڑی لعنت:

جب بھی بنک یا سود کی بات آتی ہے تو میں اس بارے میں قرآن مجید کی ایک آیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ارشاد قصداً دہرایا کرتا ہوں تاکہ آپ لوگ انہیں زیادہ سے زیادہ آگے پھیلائیں۔ یہ معلوم نہیں کہ پھیلا رہے ہیں یا نہیں، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔ سنئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ o

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ

اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ (البقرۃ: ۲۷۸، ۲۷۹)

سود کی لعنت سے بچنے کے لیے اعلان کی ابتدا یوں فرمائی: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے ایمان کے دعوے دارو! میرے ساتھ عشق و محبت کے دعوے دارو! ایمان کے معنی ہیں اللہ کے ساتھ عشق و محبت، یہ ایمان کا حاصل ہے جس میں یہ نہیں اس میں ایمان نہیں۔ ایک آپریشن تو یہیں کر دیا کہ یا تو ایمان کے دعوے کو چھوڑ دو اور اگر ایمان کا دعویٰ کرتے ہو تو پھر سودی لین دین چھوڑ دو۔

ہمدم گلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا تن برضائے دوست می باید کرد
یا قطع نظر زیار می باید کرد

ارے دغا بازو! فریبیو! ایک کام کرو، صرف ایک کام کرو، یا ادھر یا ادھر! یہ کیا ادھر بھی اور ادھر بھی، ایک طرف کو چلو، اگر ایمان کے دعوت کرتے ہو، اللہ سے محبت کے دعوے کرتے ہو تو محبت کا ثبوت پیش کرو۔ محبت کا ثبوت کیا ہے کہ چوٹی سے لے کر ایڑی تک اپنے پورے حالات میں اپنے دوست اپنے محبوب یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کر دو۔ مردہ بدست زندہ بن جاؤ، اگر ایسا کرتے ہو تو محبت کا دعویٰ صحیح ہے ورنہ غلط ہے، جھوٹا ہے، دنیا میں کوئی بھی ایسی محبت کو قبول نہیں کرتا کہ جس سے محبت کے دعوے کریں اس کی نافرمانیاں بھی کرتے رہیں۔

دنیا کے معاملے میں تو ہر انسان بڑا ہشیار ہے بہت ہشیار! کسی سے ایسی محبت کر کے دیکھ لیں کہ ارے یار! تیری محبت میں مرا جا رہا ہوں۔ ارے یار! کچھ نہ پوچھ میں جب تک تجھے دیکھ نہ لوں پریشان رہتا ہوں نیند ہی نہیں ہوتی، آنکھیں ہر وقت تیری ہی طرف لگی رہتی ہیں۔ میرے دوست تیری محبت نے تو مجھے مجنون بنا دیا ہے مگر دیکھ تیری بات ایک بھی

نہیں مانوں گا یا چلو وہ باتیں مان لوں گا جس میں مجھے مزہ آئے دوسری ایک بھی نہیں مانوں گا۔ کیا دنیا میں کوئی پاگل سا پاگل احمق سا احمق بھی اس محبت کو مانے گا؟

؎ دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

سراسر موم بن یا پھر سنگ ہو جا

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا یا تو اللہ کے رنگ کو قبول کر لے:

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ (البقرۃ: ۱۳۸)

اپنے دل پر اللہ کا رنگ چڑھا لے اور اللہ کے رنگ سے زیادہ بہتر رنگ کون سا ہو سکتا ہے؟!

عبادت کے معنی:

آیت کے آخر میں اسی اللہ کے رنگ کی تشریح اور تفسیر ہے:

وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ

تقدیم ماحقہ التاخیر کے لیے فرمایا ہے: "لَهٗ عٰبِدُوْنَ" ہم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ عبادت کے معنی یہ ہیں کہ پورے کے پورے اللہ کی رضا کے تابع ہو جاؤ۔ عبادت کے لغوی معنی ہیں کسی کے اتنا تابع ہو جانا کہ اپنی کوئی خواہش باقی نہ رہے، سب کچھ قربان کر دینا۔ اسے عبادت کہتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ تو پڑھ لیا مگر احکام مانتے نہیں یا کچھ مان لیے کچھ نہیں مانے تو یہ عبادت نہیں، عبادت کے معنی مکمل طور پر غلام بن جانا مکمل طور پر فنا ہو جانا، اپنی سب خواہشات کو اللہ کی رضا میں فنا کر دیں: وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ یہ ہے اللہ کا رنگ، اللہ تعالیٰ پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اپنا رنگ عطا فرما دیں۔

معبود صرف اللہ ہے:

فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌO فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (البقرۃ: ۲۰۸، ۲۰۹)

ایمان کے دعوے کرنے والو! "ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً" پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ پورے کے پورے! کوئی حالت تمہاری اسلام کے خلاف نہ ہو تو تمہارا ایمان کا دعویٰ قبول ہو گا۔ پورے مکمل داخل ہو جاؤ۔ اگر اسلام کے ایک لاکھ احکام میں سے ایک کو چھوڑ دیا باقی ننانوے ہزار نو سو ننانوے احکام پر عمل کرتے رہے اور ایک حکم کو چھوٹا یا معمولی سمجھ کر چھوڑ دیا کہ اب تو ہم بہت بڑے ولی اللہ بن گئے ہیں اگر یہ ایک حکم چھوڑ دیا تو کوئی بات نہیں، تو سن لو! تم اسلام میں پورے داخل نہیں ہوئے۔ اگر اسلام کے ہزاروں لاکھوں احکام میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا تو یہ شیطان کا اتباع ہے! اسی لیے فرمایا:

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ

شیطان کے پیچھے مت لگو، شیطان کی تھوڑی سی بات بھی مت مانو۔ پورے کے پورے اللہ کے بندے بن جاؤ تو مسلمان کہلاؤ گے ورنہ نہیں اور اگر اسلام کو سمجھنے کے بعد پھر سے شیطان کی اتباع کرنے لگے کوئی کوئی بات شیطان کی بھی ماننے لگے کہ چلیے اسے بھی راضی کر لیں۔

؎ حج بھی کعبہ کا کیا اور گنگا کا اشنان بھی

خوش رہے رحمٰن بھی راضی رہے شیطان بھی

اگر یہ مذہب بنا لیا کہ دونوں کو خوش رکھیں، تسبیح بھی پڑھ لیا کرو، اتنے ہزار بار درود شریف بھی پڑھ لیا کرو، اشراق چاشت تہجد یہ کام بھی کر لیا کرو، عمرے اور حج بھی کرتے رہو، زکوٰۃ خیرات بھی ادا کرتے رہو مگر ساتھ ساتھ شیطان کو بھی خوش رکھو۔ مثال کے طور پر سب سے پردہ کر لیا مگر بہنوئی سے نہیں کیا۔ بہنوئی کی بہت خصوصیات ہیں نا ادھر کو کہیں لمبا بیان نہ چلا جائے۔ بہنوئی سے پردہ نہیں کیا یا اس سے بھی زیادہ نندوئی یا دیور کو گلے کا زیور بنا کر رکھا ہے۔ ایسے کچھ کچھ تھوڑا تھوڑا شیطان کو بھی خوش رکھو، دنیا میں رہنا ہے تو شیطان کو بھی خوش کرنا پڑے گا۔

؎ خوش رہے رحمٰن بھی راضی رہے شیطان بھی

یا کہیں بنک والے کے ہاں رشتہ کر لیا، اس کی گاڑی میں چلے گئے۔

رحمٰن کے ساتھ شیطان کو خوش کرنے والے:

کسی نے فون پر مجھ سے پوچھا کہ ہمارے پڑوسی بنک میں ملازم ہیں اگر میں ان کی گاڑی میں انہیں مسجد لے جاؤں تو مجھے ثواب ملے گا یا نہیں؟ میں نے کہا کہ آپ بنک والے کی گاڑی کیوں استعمال کر رہے ہیں یہ تو حرام ہے، وہ خود نہیں چلا سکتا آپ کیوں اسے لے کر جائیں؟ بات جو صحیح ہوتی ہے نکل ہی جاتی ہے! کہتا ہے کہ اس کی لڑکیوں سے بھی میری کچھ بات چیت ہو جاتی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا فائدہ ہے کہ اس کی لڑکیوں سے کچھ بات چیت ہو جاتی ہے۔ آج اس شخص نے پھر پوچھا کہ پڑوس میں اگر کوئی بنک والا ہو، اس کا بچہ بیمار ہو تو میں اس بچے کو ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں یا نہ لے جاؤں؟ میں نے کہا کہ بچے کو لے جانے میں کیا حرج ہے۔ لے جائیں۔ کہتے ہیں کہ گاڑی بنک والے کی ہو گی۔ میں نے کہا کہ نہیں آپ بنک والے کی گاڑی میں نہ بیٹھیں وہ تو وہی لعنت والا کام ہو جائے گا۔ وہ کہنے لگا کہ بچہ بیمار ہے اسے بچانا ہے۔ میں نے کہا بچے کو بچانے کے لیے آپ جہنم میں جا رہے ہیں۔ یہ کہاں کی عقل مندی ہے؟

پھر بعد میں ایک بات خیال میں آئی کہ ان کا فون تو تقریباً روزانہ ہی آتا ہے۔ یہ اسی فکر میں رہتا ہے کہ کوئی نہ کوئی ترکیب لگ جائے، پڑوسی کی لڑکیوں سے بات کرنے کی۔ معلوم نہیں مجھ سے پوچھنے کا کیا مطلب ہے کہ میں کہہ دوں کہ ہاں لڑکیوں سے بات چیت کر لیا

کرواوران سے تعلق رکھو۔ شاید وہ یہ چاہتا ہو گا کہ دار الافتاء سے بنک والوں کی لڑکیوں کو استعمال کرنے کی اجازت مل جائے۔ اللہ کرے کہ کل ہی اس کا فون آ جائے تو میں اسے کہوں گا کہ وہ بنک والا اپنے بیٹے کو خود ڈاکٹر کے پاس نہیں لے جاسکتا؟ اتنا تو میں نے کہہ دیا تھا کہ آپ اپنی گاڑی میں لے جائیں ان کی گاڑی کیوں لے جاتے ہیں، احسان کرنا ہی ہے تو اپنی گاڑی میں لے جائیں یا کوئی ٹیکسی کر کے اس میں لے جائیں۔ حرام آمدنی والی گاڑی کیوں استعمال کرتے ہیں؟ یہ ہے:

؎ خوش رہے رحمٰن بھی راضی رہے شیطان بھی

سود خوروں کو اللہ کی دھمکی:

یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا... ایک آپریشن تو کیا کہ ایمان والے ہو یا نہیں؟ پہلے تو یہ فیصلہ کرو۔
دوسرا آپریشن یہ کہ اگر ایمان کے دعوے کرتے ہو تو: اتَّقُوا اللهَ... اللہ سے ڈرو۔ جو اللہ سے نہیں ڈرتا اس کا ایمان نہیں ہے، جھوٹ بولتا ہے! اللہ سے ڈرنے کی علامت یہ ہے کہ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا... اللہ نے جس چیز پر لعنت بھیج ہے وہ چھوڑ دو، سودی لین دین چھوڑ دو۔

تیسرا آپریشن: اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ... پھر کہتا ہوں کہ یا تو ایمان کا دعویٰ چھوڑ دو اور اگر ایمان ہے تو سود کو چھوڑنا پڑے گا، اللہ سے ڈرو! ایک آیت میں تین بار سخت تنبیہ کی، آگے چوتھی بار تو اتنی زبردست تنبیہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی تنبیہ ہو ہی نہیں سکتی:
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا اگر سودی لین دین نہ چھوڑو گے تو فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللهِ وَ رَسُوْلِهٖ پھر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو! جنگ کا اعلان ہے! کفر اور شرک کے سوا کوئی گناہ ایسا نہیں جس پر جنگ کا اعلان کیا گیا ہو۔ مگر سود کی لعنت ایسی بڑی لعنت ہے کہ اس پر اللہ کی طرف سے جنگ کا اعلان ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سود کا ایک درہم چھتیس زنا سے بدتر ہے"۔ (احمد، طبرانی)

ایک درہم ساڑھے تین گرام چاندی کا ہوتا ہے۔ اندازہ لگائیں کہ اگر بنک والوں کے ہاں ایک ناشتہ کیا تو کتنے درہم کھا لیے، کتنے سو زنا کر لیے۔ ایک مجلس میں چند منٹوں میں کئی سو بدکاریاں کر لیں، کھلی بغاوت کر رہا ہے، سب کے سامنے کر رہا ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ اسے حلال بھی سمجھ رہا ہے، بعض لوگ تو اسے ثواب سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جوڑ پیدا کرنے کے لیے کر رہے ہیں اس لیے ثواب ہے اور سنیں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سود میں تہتر خرابیاں ہیں، ان میں سے چھوٹی سے چھوٹی خرابی ایسی ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کرے"۔ (حاکم علی شرط الصحیحین)

جو لوگ سودی لین دین سے پرہیز نہیں کرتے، رات دن رات دن علی الاعلان اپنی ماؤں سے بدکاریں کرتے ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے ہیں!

اللہ کی خاطر دنیا قربان کر دی:

میں اس زاہد بچے کا قصہ بتا رہا تھا۔ چار اداروں سے ملازمت کی پیش کش آئی۔ تین تو بنک تھے، انہیں انکار کر دیا۔ انہوں نے لکھا کہ یہاں میرے جاننے والے لوگ مجھے سمجھا رہے تھے، بہت اصرار کر رہے تھے کہ یہ تو بہت بڑی ترقی ہے، اسے مت چھوڑو، کر لو کر لو، آگے راہیں کھلیں گی، کہتے ہیں میں نے بالکل انکار کر دیا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا! چوتھا ادارہ جہاں مجھے بلایا وہ ہوائی جہاز کا ادارہ ہے۔ اس میں مجھے متعین کر دیا گیا، بعد میں پتا چلا کہ اس میں مسافروں کو اور عملے کو شراب بھی پلانی پڑے گی تو میں نے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ میرے ذمے ایسے کام لگاؤ جس میں شراب کا لین دین نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ اگر ملازمت کرو گے تو یہ کام کرنا پڑے گا ورنہ تو ملازمت نہیں ہو سکتی آپ استعفیٰ دے دیں۔ میں نے پہلی فرصت میں استعفیٰ دے دیا، اب اور کوئی ملازمت سامنے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت پر اتنی بڑی دنیا کو قربان کر دیا، بڑی بڑی ملازمتیں، بڑی بڑی تنخواہ، بڑا منصب، بڑے سے بڑا اعزاز، سب کچھ قربان کر دیا۔ خالی ہاتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت کا امتحان لیا جا رہا ہے۔ اللہ کے ہاں مقام حاصل کرنے کے لیے بڑے مناصب کو، ملازمتوں کو، عزت کو، جاہ کو، مال کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔ ایک اللہ کی محبت پر قربان کر دیا۔ دنیا جاتی ہے تو جائے، دنیا کی وقعت ہی کیا ہے کہ اللہ کی رضا کے مقابلے میں اسے لایا جائے۔
دوسرا سبق اس سے یہ حاصل ہوا کہ کبھی کہیں کسی مصلح باطن سے کسی وقت تھوڑا بہت تعلق ہو جائے تو بھٹکنے کے بعد بھی اللہ کی رحمت متوجہ ہو جاتی ہے۔ یہ درمیان میں بھٹک گئے، ڈاڑھی منڈا دی اور علم دین حاصل کرنا چھوڑ دیا۔ اس کے باوجود اتنا سا تعلق رکھا کہ باہر سے گزرتے ہوئے دار الافتاء کی زیارت کر جاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ دار الافتاء کی زیارت کرنے کے لیے اس کے سامنے سے گزرتا تھا اندر آنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ بھنگیوں کی، یہودیوں کی عیسائیوں کی صورت بنا کر اندر کیسے آتا؟ شرم آتی تھی، اس لیے اندر آنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ باہر سے گزر جاتا تھا، جن کے ساتھ محبت کا تعلق رہا چلیے ان کی گلی ہی سے گزر جائیں، مکان ہی پر نظر پڑ جائے۔ دوسری بات یہ رہی کہ چھپے ہوئے مواعظ پڑھتے تھے، وعظ کی کیسٹیں سنتے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔
اس سے یہ سبق حاصل کریں کہ جس میں تھوڑی بہت کچھ نہ کچھ طلب رہے، اپنی کوشش میں لگا رہے تو بھٹکنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت دستگیری فرماتی ہے۔ صحیح دین دار بننے کے لیے وعظ "علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟" ضرور پڑھتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو فکر آخرت عطا فرمائیں، آمین۔

وصل اللھم وبارك وسلم علی عبدك ورسولك محمد وعلی اٰله وصحبه اجمعین

والحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

تزکیہ وسلوک بارے وارداتِ قلبی

شیخ حارث النظاری رحمۃ اللہ علیہ

جماعۃ القاعدۃ الجہاد فی جزیرۃ العرب کے رہ نما شہید شیخ حارث النظاری رحمہ اللہ کے افادات میں سے ''خواطر فی التزکیۃ والسلوك'' کے سلسلہ کے پہلے درس کا ترجمہ قارئین نوائے افغان جہاد کے لیے پیش خدمت ہے۔ شیخ رحمہ اللہ نے یہ سلسلہ دروس مجاہدین کی مجلسوں میں جمادی الاول ۱۴۳۳ھ میں ارشاد فرمایا[ادارہ]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ربّ العالمین، اللھم لك الحمد کما ینبغی لجلال وجھك وعظیم سلطانك، اللھم صلِّ علی محمدٍ وعلی آل محمد کما صلیت علی إبراھیم وعلی آل إبراھیم، وبارك علی محمدٍ وعلی آل محمد کما بارکت علی إبراھیم وعلی آل إبراھیم فی العالمین إنَّك حمیدٌ مجید، أمَّا بعد: قال اللہ تبارك وتعالی:

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ

یہاں اللہ جل شانہ 'مومنین کی سرزنش فرماتے ہیں،اے ایمان والو! تمہارے دل ایسے کیوں نہیں کہ اللہ سے ڈر جائیں؟ یہ آیت مؤمنین کو جھنجھوڑتی اور تنبیہ کرتی ہے۔

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ

مؤمنین کو خبردار کیا گیا اور ڈرایا گیا ہے اس امر سے کہ وہ سابقہ امتوں کی طرح اللہ کی کتاب (کے احکامات) سے روگردانی نہ کریں۔

وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ

ڈر جا اے مؤمن! کہ تیرے اوپر غفلت کے سائے لمبے ہوگئے ہیں اور تیرا دل سخت ہو چکا ہے، پس اس آیت میں مؤمن کو اس پر طویل ہوتے غفلت کے لمبے سائے سے خبردار کیا گیا ہے، اس کی غلطیوں پر جھنجھوڑا گیا ہے اور غفلت پر خبردار کیا گیا ہے۔

مومن پر جب غفلت اور سستی کا غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ تنبیہ کیے جانے پر فوراً بیدار ہو جاتا ہے، اللہ جل شانہ نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ

لہٰذا جب مومن غافل یا بھول جاتا ہے تو اس کو بیدار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور بیداری کی قوت غفلت کی کیفیت سے قوی ہوتی ہے، پس جب غفلت شدید ہوتی ہے تو اسے بیدار کرنے کے لیے تنبیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

اور امام الھروی رحمہ اللہ (مؤمن کی) بیداری کی منازل کے بارے میں فرماتے ہیں:

''غافلین کو نیند سے خبردار و بیدار کرنے کے لیے دل کو ٹھیس پہنچا کر بے قرار کیا جاتا ہے۔ لہٰذا غفلت سستی و کاہلی، نیند کے مشابہ ہوگی۔ اور بیدار کرنا عملی طور پر دل کو بے قرار کرنا ہے یہاں تک کہ تنبیہ کا مقصد حاصل ہو جائے۔ جب انسان نیند میں ہوتا ہے تو ضروری ہے کسی ایسی چیز کا ہونا جس سے اس کو چوٹ لگے یہاں تک کہ وہ اس (غفلت کی) نیند سے بیدار ہو جائے۔ اور جب وہ ایمانی طور پر غفلت کا شکار ہوتا ہے، پس یہ وہ مؤمن ہے جس کو غفلت اور کاہلی نے گھیر لیا''۔

ایک آدمی اپنی تعریف کرے اور اپنے تزکیہ نفس کا دعویٰ کرے اور کہے کہ میں غفلت میں نہیں ہوں اور میں مکمل طور پر بیدار و خبردار ہوں، اس کی یہ بات اس چیز کی دلیل ہے کہ اس کا دل غفلت میں گھر چکا ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ ''الفوائد'' میں فرماتے ہیں:

''لاپرواہی اور سستی کی غفلت، ہلکی سی نیند کے مشابہ ہے''۔

بلکہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تو لوگوں کی آرام طلبی کو بھی غفلت میں شمار کیا ہے، جیسا کہ اسے امام الماوردیؒ نے ''ادب الدنیا والدین'' میں ذکر کیا ہے۔ بے شک جب انسان کو غفلت گھیرتی ہے تو وہ گناہ اور خطا کا ارتکاب کرتا ہے اور یہ تمام چیزیں بھول، غفلت، گناہ اور خطا کا ارتکاب کرتا ہے، اور یہ تمام چیزیں بھول، غفلت، گناہ اور خطا' اس کے دل پر اپنے اثرات چھوڑتی ہیں تو اس (انسان کو) غفلت اور سستی گھیر لیتی ہے۔ ابن قیمؒ فرماتے ہیں غفلت اور غشی (سستی) دل کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ اس (غشی کی) تین اقسام ہیں۔ وہ غفلت جو مسلمان کو پہنچتی ہے وہ کافر کے دل پر چھانے والی غفلت (یعنی دل پر لگنے والی مُہر) کی طرح نہیں ہوتی۔ پس مسلمان کے دل کو جو غفلت پہنچتی ہے، اس کی تین اقسام ہیں:

پہلی ''الغین'' وہ (غشی) جو دل کو اس طرح ڈھانپ لیتی ہے کہ دل پر اوٹ سی آجاتی ہے۔

پھر دوسری ''الغیم'' جو اس سے کچھ سخت ہے۔

تیسری ''الران'' جو ان سب سے زیادہ شدید (سخت) ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بے شک ''الغین'' ہلکی سی اوٹ آنا ہے، جیسا کہ انبیاء علیہم السلام پر واقع ہوئی۔ اور اس کا استدلال اور اس کی روایت امام مسلم نے اغر المزنی رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''بے شک میرے دل پر ہلکا سا پردہ آجاتا ہے اور بے شک میں اپنے رب سے روزانہ سو مرتبہ بخشش طلب کرتا ہوں''۔

دل پر پردے کا کیا معنی ہے؟ابن الاثیر رحمہ اللہ نے ’’النہایہ‘‘ میں اس (’’الغین‘‘) کے معنی سے متعلق ایک غریب حدیث ذکر کی ہے، وہ اس بارے میں کلام کرتے ہیں کہ بے شک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا تھا لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی بہتری (مصلحت) کی وجہ سے دنیا کے کاموں میں تھوڑا سا مشغول ہوتے تو اس امر کو تقصیر (کمی) شمار کیا گیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کی بہتری کے لیے امورِ دنیا میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے اللہ جل شانہ سے گڑگڑا کر بخشش طلب فرماتے۔

دوسری ’’الغیم‘‘، جو مؤمنین پر واقع ہوتی ہے۔

تیسری ’’الران‘‘ ان کے لیے جن پر شقاوت غالب آجائے۔

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (المطففین: ۱۴)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ’’رَانَ‘‘ ’’(زنگ) کے دل پر اترنے‘‘ کی تفسیر یوں کی ہے۔ فرماتے ہیں:

’’رَانَ کا مطلب یہ ہے کہ پے در پے گناہ سے دل پر پردہ پڑ جاتا ہے گویا کہ وہ زنگ آلود ہو جاتا ہے‘‘۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ بیان کیا کہ گناہوں کی کثرت دل کی غفلت کا باعث ہے، جس سے دل پر زنگ لگ جاتا ہے۔ مومن کو جب غفلت گھیر لیتی ہے تو پہلا قدم جو دل کی اصلاح کے لیے اٹھایا جاتا ہے وہ غفلت سے بیداری ہے اور بندگی کی پہلی منزل یہی بیداری ہے جس کو علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے مدارج السالکین میں ثابت کیا ہے۔ خطرے کی بات یہ ہے کہ بندہ خود غفلت (کی حقیقت) سے اور پھر اس سے بھی بے خبر ہو کہ وہ غفلت میں ہے۔ جس کی وجہ سے وہ خیر کے بہت سے کاموں سے محروم رہ جاتا ہے۔

علامہ ابن قیمؒ نے ’’مدارج السالکین‘‘ میں غفلت کی اقسام کو بیان کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں چلنے والوں کو پیش آتی ہیں۔ علامہؒ فرماتے ہیں:

’’حق کی اکثر باتیں ہمارے علم میں نہیں آتی ہیں۔ اگر ایک چیز کا آپ کو علم ہے تو بہت ساری چیزوں سے آپ بے خبر ہیں۔ خیر وصلاح اور ہدایت کے اکثر امور ہمارے علم میں نہیں یعنی ہمارا علم محدود ہے، ہم بہت تھوڑا جانتے ہیں اور بہت کچھ نہیں جانتے ہیں۔

خیر و ہدایت کے یہ بہت کم امور جو ہمارے علم میں ہیں ان پر بھی عمل نہیں ہو پاتا، کبھی سستی آڑے آتی ہے تو کبھی اس عمل پر قدرت ہی نہیں ہوتی۔ خیر وصلاح کے بہت سے امور ایسے بھی ہیں جو اگرچہ ہمارے علم میں ہیں مثلاً سنن و نوافل اور دیگر خیر کے امور جن پر عمل نہیں ہوتا، سستی، کاہلی اور ناقدری اس کی بڑی وجوہات ہیں۔ ہدایت کے بعض امور ایسے بھی ہیں جو ہمارے علم میں بھی ہیں، اُن پر عمل کرنے کے متمنی بھی ہوتے ہیں، اُن پر عامل ہونے میں بظاہر کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہوتی لیکن پھر بھی اُن پر پوری طرح عمل نہیں ہو پاتا۔

بعض خیر و ہدایت کے امور ایسے ہیں جنہیں ہم مختصراً جانتے ہیں اور اس کی تفصیل سے بے خبر ہیں اور تفصیل تک رسائی کی کوئی صورت بھی نہیں ہوتی۔ یہ سب غفلت کی صورتیں ہیں کہ ان اعمال کو خیر و ہدایت والا جاننے کے باوجود ہم اپنی سستی کی وجہ سے کر نہیں پاتے۔ یہ سب غفلت کی صورتیں ہیں۔ ان سے آگاہ رہنے اور متنبہ ہونے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سچی رغبت کی ضرورت ہے‘‘۔

ہم اپنی موجودہ حالت (جس میں ہمارا مقصود اللہ تعالیٰ کا قرب ہے) میں اپنے ناقص اعمال پر مطمئن اور راضی ہیں۔ حالانکہ ہم تقرب الی اللہ کے بہت سے درجات سے محروم ہو چکے ہیں۔ یہ بہت بڑی بات ہے جس کو ہم نے اپنی غفلت سے کھو دیا اور اس کے لیے کوشش بھی نہ کر سکے۔

اس غفلت کے مختلف اسباب ہیں اور سب سے بنیادی سبب نفس کی حالت پر مطمئن ہونا ہے۔ نفس سے مطمئن ہونا ایسی بیماری ہے جس سے اسلاف نے پہلے ہی باخبر کر دیا ہے۔

علامہ ابن جوزیؒ ’صید الخاطر‘ میں لکھتے ہیں؛

’’بڑی مصیبت یہ ہے کہ انسان اپنے نفس سے مطمئن اور اپنے علم پر قانع ہو جاتا ہے یہ ایسی مصیبت ہے جس میں اکثر لوگ مبتلا ہیں۔ حکما کا کہنا ہے کہ ہر معصیت، شہوت اور غفلت کی جڑ نفس سے مطمئن ہونا ہے اور ہر بیداری کی جڑ نفس کی حالت پر عدم اطمینان (بالفاظ دیگر احتسابِ نفس) ہے۔ اگر آپ ایسے جاہل کی ہم نشینی کر لیں جو اپنے نفس سے مطمئن نہیں یہ بہتر ہے ایسے عالم کی ہم نشینی سے جو اپنے نفس سے مطمئن ہو‘‘۔

اپنی حالت پر مطمئن ہونا بڑی مصیبت ہے۔ جب انسان خود کو بہتر حالت میں سمجھتا ہو تو وہ تبدیلی کی جانب کیسے مائل ہو گا اور کیونکر اپنی حالت بدلے گا؟ کیسے اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھے گا اور تقرب الی اللہ درجات میں کیسے ترقی کرے گا؟

اس مشکل یعنی اپنے نفس سے مطمئن ہونے کے اسباب کیا ہیں۔

مختصراً میں اس کے اسباب بیان کرتا ہوں۔

پہلا سبب: غافلوں سے تعلقات:

ایسے لوگوں سے میل جول جن کی ظاہری حالت ابتر اور بگڑی ہوئی ہے۔ اگر بندہ اپنی حالت اور اس دوسرے آدمی کی حالت کا موازنہ کرے تو اپنی حالت بہتر اور دوسرے کی حالت کم تر اور بدتر لگے گی۔ صوفیا کا مقولہ ہے:

”بسا اوقات تمہارا بدحال سے صحبت رکھنا تمہیں اپنی ذات سے حسن عمل دکھاتا ہے“۔

پس انسان دائیں بائیں دیکھتا ہے کہ ہم نشین تو بدحال لوگ ہیں اور میں ان سے کسی درجے میں تو بہتر ہی ہوں، اس سے بندہ اپنی حالت اور نفس سے مطمئن ہو جاتا ہے۔

اس بیماری اور مشکل کا حل کیا ہے؟

خوش خبری اس شخص کے لیے ہے جسے اپنے عیوب نے دوسروں کے عیوب دیکھنے سے غافل کیا ہوا ہے۔ آپ دوسروں کو بدحال دیکھتے ہیں حالانکہ آپ کو کیا پتہ کہ آپ باطن کے ایسے گناہ میں مبتلا ہیں جو دوسروں کے ظاہری گناہوں سے بڑھ کر ہے۔ ہمارے گناہ اس قدر زیادہ ہیں جس کا ہمیں اندازہ بھی نہیں ہے۔

میرے اندر ریاکاری (دکھلاوا) کبر عجب جیسی بیماریاں اور گناہ ہیں جو کہ دوسروں کے ان اعمال سے بدتر ہیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں۔

بلاشبہ آپ کے وہ چھوٹے گناہ آپ پر بھاری ہوں گے بنسبت اس بڑے گناہ کے جو دوسروں سے سرزد ہوتے ہیں۔ یہ بات یقینی ہے کہ آپ کو اپنے گناہوں کا علم ہے اور لوگوں کے (حقیقی) احوال سے بے خبر ہیں کیونکہ آپ ان کے دل کے حال سے بے خبر ہیں۔ بسا اوقات لوگوں سے بعض گناہ صادر ہوتے ہیں لیکن ان کے دل میں ایمان کی حالت آپ کی حالت سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ ممکن ہے ان کے پاس ایمانی استغفار، توبہ اور اللہ تعالیٰ کی جھکاؤ اور عاجزی ہو جو آپ کے علم میں نہ ہو۔

دوسری بات؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قائد اور رہنما ہیں۔ وہ ترازو جس میں اپنے اخلاق، اعمال اور سیرت کو جانچ سکیں وہ ہماری اپنی حالت نہیں بلکہ ان تمام اعمال کو جانچنے کا ترازو رسول اکرم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی ہے۔

آپ دل میں تہیہ کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق، عبادات، معاملات ہی کو میں کسوٹی بناؤں گا، جس کے ذریعے جس سے اعمال کو جانچوں گا اور اسی سے اپنی سیرت اور عبادات کو جانچوں گا۔

مجھے یہ دیکھنا ہو گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات کیسی تھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ اطہر کیسا پاکیزہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان کیسا تھا؟ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے مناجات کرتے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیقن و توکل کے کیسے عظیم مقام پر فائز تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات اور معاملات کیسے تھے؟ یہی حق کا ترازو ہے جس سے میں اپنی حالت کو پرکھوں گا۔ یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا ترازو اور پیمانہ ہے۔

پس نفس سے اطمینان ہونے کے اسباب میں سے پہلا سبب خود سے کم تر (ایمانی) حالت والوں سے میل میلاپ ہے۔

دوسرا سبب؛ لوگوں کی تعریفیں:

بندے کی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں، میرا ذکرِ خیر ہو، یہ نفس کے اطمینان کا سب سے اہم سبب ہے۔

بیماری اور اس کا علاج:

آپ اپنے نفس سے زیادہ باخبر ہیں۔ جو شخص آپ کی تعریف کرتا ہے تو آپ کی اس خوبی کی تعریف کرتا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ ستاری اور پردہ پوشی کا معاملہ فرمار کھا ہے۔ آپ بہت گناہگار ہیں، بہت عیوب والے خطاؤں والے ہیں لیکن ان سب پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالا ہوا ہے۔ آپ کو دیکھنے والا اس خوبی کی بناپر دیکھتا اور اس کی تعریف کرتا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کا پردہ کیا ہوا ہے۔ اور اگر وہ پردہ ہٹا دیا جائے تو دیکھنے والا عجیب معاملہ دیکھے گا۔ ہم میں سے ہر انسان اپنی حالت کو بخوبی جانتا ہے۔

قحطانی رحمہ اللہ قصیدۃ نونیہ میں رقم طراز ہیں:

”اللہ کی قسم! مجھ سے ملنے والے مجھے سلام کرنے سے گریز کر دیں گے اگر وہ میری پوشیدہ خامیوں سے باخبر ہو جائیں۔ اور میں عزت کے بعد ذلت بھی چکھ لوں گا۔

لیکن اے میرے کریم اللہ! آپ نے میرے عیوب پر پردہ ڈالا اور میری کوتاہیوں، سرکشیوں کے معاملے میں بردباری کا معاملہ فرمایا۔

تمام تر تعریفوں کے سزاوار آپ ہی ہیں! میرا دل، زبان اور تمام اعضا و جوارح سے ادا کی جانے والی تمام تعریفیں آپ کے لیے ہیں“۔

پہلی بات:

یہ کہ آپ اپنی ذات کو بخوبی جانتے ہیں۔ جو آپ کی تعریف کرتا ہے درحقیقت وہ آپ کی ان خوبیوں کی تعریف کرتا ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ کے عیوب پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ جب آپ اپنے نفس میں کوئی برائی دیکھیں تو خود اپنے نفس کی ملامت کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کی انہوں نے آپ کی پردہ پوشی فرمار کھی ہے۔

لوگوں کی تعریف سے دھوکہ کھانے کا علاج:

یاد رکھیں! اصل تعریف آسمانوں میں ہوتی ہے کہ آسمانوں میں آپ کو کس نام سے پکارا جاتا ہے؟ آسمانوں میں آپ کی صفات کیا ہیں؟

بلاشبہ ایک انسان سچ بولتا ہے سچ بولنے میں لگا رہتا ہے یہاں تک وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سچا لکھا جاتا ہے اور ایک انسان جھوٹ بولتا ہے جھوٹ بولنے میں مصروف رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

پس بہت برا ہے وہ شخص جو زمین پر مخلص سمجھا جائے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ دکھلاوا کرنے والا ہو (العیاذ باللہ)۔ یا اہل زمین میں تو متواضع، کریم اور بہادر مشہور ہو مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں منافق، جھوٹا، مکار اور فاجر لکھا جائے۔

لہٰذا ہمیں لوگوں کی تعریفوں سے کوئی سروکار نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنا رتبہ دیکھنا چاہیے۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل مذمت رہوں تو لوگوں کی تعریفیں میرے کسی کام کی نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ خواہش ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کا مقرب ٹھہروں۔

تیسرا سبب؛ بندے کا اپنی نیکی کو کافی سمجھنا:

نیکی کے بعد اس کو بڑا عمل سمجھنا، نیکی کے بعد خود کو اچھا سمجھنا، نیکی کو باور کرانا گویا کہ یہ نیکی کرنے والا میرے علاوہ کوئی نہیں اور میں نے بڑی مشقت سے کی ہے۔ فلاں فلاں کام کیے جس سے اپنے عمل کو بڑا سمجھنے لگے۔ جب بندہ اپنی نیکی کو بہت اور بڑی نیکی سمجھے گا تو اس سے نفس مطمئن ہو جائے گا اور دوسروں کی بنسبت اپنے آپ کو بہتر سمجھے گا۔

اس بیماری کا علاج:

اللہ تعالیٰ کی بڑائی کرنا اور اپنے عمل کو چھوٹا اور حقیر سمجھنا۔ ایک نیکی کی توفیق عطا فرما کر اصل میں تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر احسان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہی نیکی کو آپ کے لیے آسان کیا اور آپ کو ہدایت دی۔

بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیۡکُمۡ اَنۡ ھَدٰاکُمۡ لِلۡاِیۡمَانِ

وَمَا بِکُم مِّن نِّعۡمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ

اسلام، ایمان، نیکی، اطاعت، جہاد، قربانی اور تمام کی تمام عبادات 'اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہم پر کرم کیا اور ہمارے لیے ان اعمال کو آسان فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ہم سے یہ سارے اعمال پھیر دیتے جیسے دیگر بہت سی مخلوق کو ان اعمال سے پھیر دیا ہے۔ تو یقیناً یہ سب ہم پر اللہ تعالیٰ کا کرم و احسان ہے۔ اے اللہ! تمام تعریفیں آپ ہی کے لیے ہیں۔ نیکی کی طاقت عطا کرنے والی بھی آپ ہی کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں نیکی کے کاموں میں استعمال کیا اور اپنے رضا مندی والے کاموں کی توفیق دی۔ یقیناً یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ممکن ہوا، یہ تو ایک بات ہوئی۔

دوسری بات:

نیکی کرلی، اس میں اپنی کوشش بھی صرف کر دی، اب کیا یہ یقین ہے کہ آیا وہ نیکی قبول بھی ہو گئی؟ کیا آپ کو اس بات کا ڈر نہیں کہ آپ ان لوگوں میں سے ہو جائیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَامِلَۃٌ نَّاصِبَۃٌ ؀ تَصۡلٰی نَارًا حَامِیَۃً

''اور محنت کرنے والے تھکے ہوئے، دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے''۔

جی ہاں! نیکیاں تو بہت لوگ کرتے ہیں۔ لیکن کیا ان نیکیوں میں اخلاص تھا؟ کیا ان نیکیوں میں خشوع تھا؟ ان نیکیوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف عاجزی اور جھکاؤ تھا؟

یہ بہت اہم معاملات ہیں جن کے بارے میں علم اور فکر ضروری ہے۔ ہم نے نیک اعمال کیے تو ہماری یہ خواہش ہو گی کی اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ اعمال مقبول ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنا پہلا احسان یہ کیا کہ ہمیں نیکی کی توفیق دی۔ اور اگر اب اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمالیں تو یہ ان کا ہمارے اوپر دوسرا احسان ہو گا۔ کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نیکی کو قبول بھی کیا یا نہیں؟

تیسری بات:

نیکی کا فائدہ کس کو ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی غنی ذات ہے۔ اور بلاشبہ نیکی کا فائدہ نیکی کرنے والے کو ہی ہے۔ جیسا کہ حدیثِ قدسی میں وارد ہے:

''یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جن کا شمار تمہارے لیے کیا جاتا ہے''۔

پس نیکی کا پھل مجھے ہی ملے گا۔ میں ہی اس سے مستفید ہوں گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا اور ان کے اعمال سے غنی ہیں۔ چونکہ نیکی سے مستفید میری ذات ہو گی تو نیکی کی کثرت بھی میرے لیے فائدے مند ہو گی۔ کسی چیز کو بڑا سمجھنا اپنے ذات کے حق میں ہی بڑا سمجھنا ہے۔ یہ غلط ہے۔

اب نیکی کو زیادہ سمجھنے کا علاج یہ ہے کہ میں یہ سوچوں کہ (۱) اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے (۲) اور اللہ تعالیٰ ہی اس نیکی کو قبول فرما کر مجھ پر احسان کریں (۳) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نیکی کا فائدہ بھی فقط میری اپنی ذات کو ہے۔

حدیث قدسی میں ہے:

''اے میرے بندو! تم ہر گز اس قابل نہیں ہو سکتے کہ مجھے کچھ نقصان پہنچا سکو اور ہر گز اس قابل بھی نہیں ہو سکتے کہ مجھے فائدہ پہنچا سکو (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کو نفع اور نقصان پہنچانا کسی مخلوق کے بس میں نہیں۔ مترجم)۔

اور دوسری جگہ حدیثِ قدسی بیان ہوئی ہے کہ

''اے میرے بندو! میں تمہارے اعمال یاد رکھتا ہوں اور انہیں تمہارے لیے لکھتا ہوں''۔

چوتھا اور آخری سبب: گناہ کو چھوٹا سمجھنا اور نیکی کو بڑا سمجھنا:

یعنی گناہ کر کے اس کو چھوٹا سمجھنا اور نیکی کر کے اس کو بڑا سمجھنا۔

اس بیماری کا علاج؟

اس بیماری کا علاج یہ ہے کہ گناہ کو بڑا جرم سمجھا جائے اس طور پر کہ یہ نفس پر زیادتی، کوتاہی ہے۔ اور کوتاہی بھی ایسی جو اللہ تعالیٰ کے حق میں ہے۔ مشہور مقولہ ہے کہ '' گناہ کے چھوٹے ہونے کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ معصیت کس ذات کی کر رہے ہو''۔

حلیۃ الاولیاء میں ابو نعیم الاصفہانی، ابن سماک رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی کو نصیحت کرتے ہوئے لکھا:

(بقیہ صفحہ ۲۷ پر)

دل کی سلامتی کی دعائیں

دل کے ٹیڑھے پن سے بچنے کی دعا:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

''اے ہمارے رب! تو ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عطا فرما۔ بلاشبہ تو ہی سب کچھ عطا کرنے والا ہے''۔

دل میں نور پیدا کرنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا

''اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا کر''۔

دل کو صاف کرنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ قَلْبِيْ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

''اے اللہ! میرے دل کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے ایسے صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتا ہے اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی دوری تو نے مشرق و مغرب میں رکھی ہے''۔

دل کی ہدایت کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبِيْ وَسَدِّدْ لِسَانِيْ وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ قَلْبِيْ

''اے اللہ! میرے دل کو راہ نمائی عطا فرما، میری زبان کو درستگی عطا فرما اور میرے دل کے کینے کو دور فرما''۔

دین پر دل کی ثابت قدمی کی دعا:

اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ

''اے اللہ! اے دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے۔ اے دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر جما دے''۔

ایسے دل سے پناہ مانگنا جو ڈرتا نہ ہو:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا

''اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ لیتا ہوں ایسے علم سے جو نفع دینے والا نہ ہو اور ایسے دل سے جو ڈرنے والا نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر ہونے والا نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول ہونے والی نہ ہو''۔

دل میں تقوی پیدا کرنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى

''اے اللہ! میرے نفس کو تقوی عطا کر اور اسے پاکیزہ بنا، تو ہی بہتر ہے جو اس کو پاکیزہ بنا سکے تو ہی اس کا ولی اور مددگار ہے۔ اے اللہ! بے شک میں تجھ سے ہدایت، تقوٰی، پاکدامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں''۔

سلامت دل کی دعا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ

''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے دین میں ثابت قدمی اور ہدایت میں پختگی کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والے اور تیری مغفرت کو لازم کرنے والے امور کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے تیری نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور اچھے انداز میں عبادت کرنے کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے سلامت دل اور سچی زبان کا سوال کرتا ہوں، اور میں تجھ سے ہر اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جسے تو جانتا ہے اور ہر اس برائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور تجھ سے ان (تمام گناہوں) کی بخشش کا سوال کرتا ہوں جو تیرے علم میں ہیں، بے شک تو غیبوں کو خوب جاننے والا ہے''۔

اپنے دل کے شر سے پناہ مانگنا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ

''اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ لیتا ہوں اپنے کان کے شر سے اور اپنی آنکھ کے شر سے اور اپنی زبان کے شر سے اور اپنے دل کے شر سے اور اپنے مادہ منویہ کے شر سے''۔

دوسروں کے دل کی ہدایت کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهُ وَثَبِّتْ لِسَانَهُ

'' اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو (صحیح بات پر) قائم فرما''۔

دوسروں کے دل کی طہارت کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ وَحَصِّنْ فَرْجَهُ

''اے اللہ! اس کے گناہ معاف فرما، اس کے دل کو پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما''۔

دوسروں کے دلوں کی شفا کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اشْفِ قَلْبَهُ، وَاشْفِ سَقَمَهُ

''اے اللہ! اس کے دل کو شفا دے اور اس کی بیماری کو دور کر دے''۔ آمین

☆☆☆☆☆

عورتوں کا فتنہ اور اس سے بچنے کی صورتیں

مولوی ابو ابراہیم

عورتیں ایک مرد کے لیے شدید ترین فتنہ ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنْ النِّسَاءِ (صحیح البخاري ومسلم)

''میں نے اپنے بعد مرد حضرات کے لیے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا''۔

عورتوں کی فتنہ انگیزی سے متعلق زیادہ کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ ایسی واضح بات ہے جس سے متعلق دو دانش مندوں کا کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس فتنہ سے بچنے کے راستے کیا ہیں؟ اور وہ کون سے وسائل و ذرائع ہیں جنھیں اختیار کر کے ہم اس فتنہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ ذیل کی سطروں میں ہم اسے بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

۱۔ ایمان: اللہ پر ایمان اور اس کی گرفت کا خوف ایک انسان کو وقتی خواہشات اور عارضی لذتوں سے محفوظ رکھنے کا زبردست ذریعہ ہے۔ اللہ کی نگرانی کا احساس حرام سے بچنے کے لیے ایک مسلمان میں حیرت انگیز کردار ادا کرتا ہے۔

۲۔ نگاہوں کی حفاظت: قرآن مجید میں اللہ تعالی نے ایمان والوں کو نگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے کیونکہ نگاہوں کو بے لگام چھوڑنا ہی حرام کاری و بدکاری کے برے انجام تک پہنچاتا ہے۔

۳۔ دل سے برے خیالات کو ہٹانا: دل میں برا خیال آتے ہی اگر اسے نکال باہر کیا گیا تو کوئی خیال باعث وبال نہیں بنتا لیکن اگر کسی خیال کو سوچ بنا لیا جائے تو انجام بھیانک ہے۔

۴۔ نکاح: اسلامی شریعت میں نوجوانوں کو نکاح کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ فطری خواہش کو جائز طریقہ سے پورا کرنے کا موقعہ موجود ہو۔

۵۔ روزہ رکھنا اگر نکاح کی طاقت نہ ہو: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بن مسعود قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (صحیح البخاري ومسلم)

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کی طاقت رکھے تو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو پست رکھنے اور شرم گاہ کی حفاظت کا باعث ہے اور جو نکاح کی طاقت نہیں رکھتا اسے روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ وہ خواہشات نفسانی کو توڑ دیتا ہے''۔

۶۔ بری صحبت سے پرہیز: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ (رواه أبوداود والترمذي وحسنه الألباني)

''ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہٰذا اسے غور کرنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

۷۔ فتنہ کی جگہوں سے دوری: اپنے دین کی حفاظت کے لیے ہمیں ان تمام مقامات اور اشیا سے دوری اختیار کرنی چاہیے جو فتنہ وفساد کا باعث ہیں؛ بازار سے، مخرب اخلاق میگزینوں اور رسالوں سے، حیا سوز فلموں، ٹی وی چینلوں، انٹرنیٹ کے ویب سائٹس اور عریاں اشتہارات سے۔ وغیرہ وغیرہ

۸۔ گھر میں تلاوت قرآن اور نفلی عبادات: جب ایک شخص اپنے گھر میں قرآن کی تلاوت اور نفلی عبادات کرے گا تو اپنے گھر میں پہنچ کر انہی نیکیوں کو یاد کرے گا اور اس کے ذہن ودماغ میں برے خیالات اور وساوس نہیں پیدا ہوں گے۔ اس کے برخلاف اگر کوئی شخص اپنے گھر کی دیواروں پر ناچنے گانے والیوں کی عریاں یا نیم برہنہ تصویریں آویزاں کرے گا یا اپنے کمپیوٹر، موبائیل اور البم میں ان کے فوٹو رکھے گا تو ظاہر ہے کہ اس کے دل ودماغ پر انہی گندگیوں کا عکس ہو گا۔

۹۔ وقت کا مفید استعمال: وقت اللہ کی وہ عظیم نعمت ہے جس کی قدر دانی سے اکثر لوگ محروم ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنْ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ (صحیح البخاري)

''دو نعمتوں کے بارے میں اکثر لوگ گھاٹے کا شکار ہیں، ایک صحت اور دوسرے فراغت''۔

وقت کو رکنا نہیں ہے۔ اگر ہم نے اس کا مفید استعمال نہیں کر لیا تو ظاہر ہے کہ یا تو بے فائدہ ضائع ہو گا اور یہ بھی مضر ہی ہے اور یا مضر کاموں میں استعمال ہو گا اور وہ مضر ترین ہے۔

۱۰۔ آخرت کی نعمتوں کو یاد رکھنا: جب کسی دنیاوی عورت سے متعلق دل میں برے خیالات پیدا ہوں اور حرام کاری کا وسوسہ آئے تو اس وقت ہمیں جنت کی ان پاکیزہ اور حسین ترین حوروں کو یاد کرنا چاہیے جن سے اس برائی سے بچنے کی صورت میں ملنے کا سچا ربانی وعدہ ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ حوروں کی نعمت دائمی ہو گی جب کہ دنیاوی لذت کا انجام چند منٹ کے بعد حسرت وافسوس اور ندامت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆

گستاخ رسول کی سزا اور اعتراضات کے جوابات

ملا محمد درویش الخراسانی

گستاخ رسول کی سزا ایک ایسا امر ہے کہ جس کے ثبوت کے لیے قرآن وحدیث میں بے شمار دلائل موجود ہیں۔اور اگران دلائل کو ایک انسان مد نظر رکھے تو وہ کبھی بھی اس مسئلے کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہیں ہوگا۔ لیکن چونکہ کم علمی کے سبب بعض لوگوں کے ذہن میں بعض اشکالات اور اعتراضات پیدا ہو جاتے ہیں، جس کے سبب وہ اس عالمی اور مشہور مسئلے میں تردد کا شکار ہو جاتے ہیں۔اور اس سلسلے میں بروقت مناسب رہنمائی نہ ہونے سے کبھی کبھی اس سلسلے میں بعض اوقات مخالفت پر بھی اُتر آتے ہیں۔

لہٰذا میں نے مناسب جانا کہ اول تو اس مسئلے کو دلائل سے ثابت کروں اور اس کے بعد قرآن وحدیث کی روشنی میں ان اعتراضات کا بے غبار جواب دوں تاکہ اس کے بعد اس سلسلے میں کسی کا کوئی اشکال اور اعتراض باقی نہ رہے۔ قارئین کی آسانی کے لیے میں نے اس کو درج ذیل کے عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔تاکہ ہر بات آسانی سے سمجھی جاسکے۔نیز پڑھنے میں دشواری نہ ہو۔

اللہ جل شانہ میری اس سعی کو قبول فرما کر میری سعادت کا ذریعہ بنادے۔آمین۔

☆ اہانت رسول کی سزا قرآن میں

☆ اہانت رسول کی سزا احادیث میں

☆ اگر کوئی قانون ہاتھ میں لے کر اپنے طور پر گستاخ رسول کو قتل کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔

☆ گستاخ رسول کا توبہ کرنا اور معافی طلب کرنا۔

☆ اعتراضات اور ان کے جوابات

شاتم رسول کی سزا اسلام میں متنازع فیہ مسئلہ نہیں ہے۔تاریخ اسلام کے کسی دور میں اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا گیا۔ لیکن دور جدید میں بعض اہل قلم مغربی نظریات سے اسی طرح متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنے ہی عقیدے اور اسلام کے بنیادی احکام میں بے جا مداخلت شروع کی،اور غیر ضروری بحثوں میں پڑ کر امت میں تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش شروع کردی۔ مغربی نظریہ کے نزدیک آزادی فکر ''خیر اعلیٰ''کی حیثیت رکھتی ہے اور ہر شخص کو حق ہے کہ وہ جو چاہے کہے اور لکھے ، اس پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔اسی مغربی نظریے کے اپنانے کا یہ نقصان ہوا کہ ایک ایسے مسئلے سے اختلاف کیا گیا ، جس پر ہمیشہ عالم اسلام متفق اور متحد رہا۔

چنانچہ ملعون سلمان رشدی کے کتاب کے وقت بھی بعض لوگوں نے مسلمانوں کے احتجاج کو ایک مجنونانہ حرکت قرار دیا تھا۔اور یہی حال اب بھی ہے کہ بعض لوگ توہین رسالت بل کے درپے ہیں اور اغیار کے آلہ کار بن کر ناموس رسالت کی گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

پاکستان کے ائین کے مطابق ناموس رسالت کی توہین کرنے والے کی سزا صرف اور صرف موت ہے۔اور یہ سزا عین شریعت خداوندی اور اسلام کے مطابق ہے۔نیز گستاخ رسول کا قتل ہی عشق اور محبت رسول کی دلیل ہے۔اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے عاری ہونا اہل فسق کا شعار ہے۔اور مؤمنوں کا شعار تو یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرنے والے ہوں گے۔چنانچہ قران مجید میں ہے کہ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ:۱۶۵)

اور ایک حدیث کے مطابق ایمان کی حلاوت بھی وہی شخص پائے گا جس کے نزدیک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ساری محبتوں پر غالب ہو۔

شاتم رسول کے لیے سزائے موت کی مخالفت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت پر احتجاج کو خلاف اسلام قرار دینا دراصل مزاج اسلام سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔اور اجماع امت کی مخالفت ہے۔گذشتہ چودہ سو سال سے یہ مسئلہ متفق علیہ رہا ہے۔اور کسی نے بھی شاتم رسول کی سزائے موت کا انکار نہیں کیا ہے۔

☆گستاخ رسول کی سزا کے قرانی آیات سے دلائل:

ذیل میں ہم قرآن مجید سے گستاخ رسول کی سزائے موت کے دلائل کو ذکر کرتے ہیں:

انَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا(الاحزاب:۵۷)

''بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں،اللہ ان پر دنیا اور اخرت میں لعنت کرتا ہے۔اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کرر کھا ہے''۔

اذیت جسمانی بھی اور روحانی بھی، ذہنی بھی اور عقلی بھی،ان سب صورتوں میں جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بھی اذیت دے تو وہ دین و دنیا میں رحمت سے دور ہوتا ہے۔اب ہر آدمی کو سوچ لینا چاہیے کہ دو انچ کی زبان کہاں تک آدمی کا خانہ خراب کرتی ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللهِ (الاحزاب:۵۸)

''اور تم کو جائز نہیں کہ رسول اللہ کو اذیت دو''۔

قُلْ أَبِاللهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِؤُنَ۔ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ(التوبہ:۶۵،۶۶)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اس کی ایتوں کے ساتھ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے۔تم اب عذر مت کرو، تم اپنے کو مؤمن کہہ کر کفر کرنے لگے''۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الانفال:۱۳)

''اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے، سو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں''۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:۱۱۵)

''اور جو شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کے سامنے امر حق ظاہر ہو چکا ہو اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا ہو تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی''۔

امید ہے کہ سب حضرات اس پر غور کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت، ان کی مخالفت اور ان کا مقابلہ کس قدر سنگین جرم ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب سے کون اور کس طرح بچ سکتا ہے۔ پھر مخالفت بھی معمولی نہیں بلکہ اعلانات اور اشتہارات اور اپنی انتہائی کوشش سے، تو غور کر لیا جائے کہ اس شدید ترین کوشش پر شدید عقاب وعذاب دنیا اور آخرت میں کیا کیا ہوگا۔ ایسے مجرم کی حمایت اور حفاظت نیز اس کی معاونت کرنا کسی انسانیت دشمن ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (سورہ توبہ:۷۳)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کفار ومنافقین سے سے جہاد کیجیے اور ان پر سختی کیجیے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہی ہے''۔

ان گستاخان رسالت میں بعض اسلام کے دعویٰ بھی کرتے ہیں، لہٰذا منافق کے زمرے میں بھی آتے ہیں۔

☆گستاخ رسول کی سزا احادیث نبویہ سے دلائل:

قرآن مجید کے ان ایات کے بعد ہم احادیث نبویہ سے دلائل پیش کرتے ہیں۔

قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَا فَأَتَاهُ فَقَالَ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ قَالُوا كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ قَالُوا كَيْفَ نَرْهَنُ أَبْنَاءَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ (بخاری، باب الرھن)

حضرت عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون کھڑا ہوگا کعب بن اشرف کے لیے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیفیں دی ہیں تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر جا کر اس کو قتل کر دیا۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ میں نے اس کو قتل کر دیا۔

اس حدیث کے ذیل میں فتح الباری نے لکھا ہے کہ یہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے سے مراد یہ ہے کہ اس نے اپنے اشعار کے ذریعے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف دی تھیں اور مشرکوں کی مدد کی تھی۔

حضرت عمروؓ سے روایت ہے کہ یہ کعب بن اشرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا اور قریش کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتا تھا۔ یہ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے واسطے سے اللہ کو اذیت دیتا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا اعلان کیا اور محمد بن مسلمہ نے اس کو قتل کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل کی اطلاع دے دی۔

بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ابی رافع الیھودی رجالا من الانصار وامر علیھم عبد اللہ بن عتیق وکان ابو رافع یؤذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویعین علیہ۔ (بخاری)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کے لیے چند انصار کا انتخاب فرمایا، جن کا امیر عبداللہ بن عتیق مقرر کیا۔ یہ ابو رافع نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف دیتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کی مدد کرتا تھا''۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ گستاخ رسول کے قتل کے لیے باقاعدہ آدمی مقرر کیے جا سکتے ہیں اور نیز یہ بڑے اجر وثواب کا کام ہے نہ کہ باعث سزا وملامت۔ کیونکہ یہ لوگ ایک بہت ہی بڑا کارنامہ اور دینی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکہ یوم الفتح وعلی راسہ المغفر فلما نزعہ جاء رجل فقال ابن خطل متعلق باستار الکعبہ فقال اقتلہ (بخاری)

قال ابن تیمیہ فی الصارم المسلول وانہ کان یقول الشعر یھجوبہ رسول اللہ ویامرجا ریتہ ان تغنیابہ فھذا لہ ثلاث جرائم مبیحۃ الدم، قتل النفس، والردۃ، الھجاء (الصارم: صفحہ ۱۳۵)

امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتل القینتین (اسمھما قریبہ وقرتنا) (اصح السیر۔ صفحہ ۲۶۶)

’’حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک پر خود پہنا ہوا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اتارا تو ایک آدمی اس وقت حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔ (بخاری)

ابن تیمیہ نے الصارم المسلول میں لکھا ہے کہ ابن خطل اشعار کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا اور اپنی باندی کو وہ اشعار گانے کے لیے کہا کرتا تھا، تو اس کے کُل تین جرم تھے جس کی وجہ سے وہ مباح الدم قرار پایا، اول ارتداد دوسرا قتل اور تیسرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان میں گستاخی۔

اور ابن خطل کے ان دونوں باندیوں کے قتل کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔

دراصل اشعار ابن خطل کے ہوتے تھے اور اس کو عوام کے سامنے گانے والی اس کی دو باندیاں تھیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ گستاخی ناموس رسالت کی اشاعت میں مدد کرنے والے کو بھی قتل کا جائے گا۔

امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتل الحویرث ابن نقیذ فی فتح مکہ وکان ممن یؤذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم(البدایہ والنہایہ) وقتلہ علی رضی اللہ عنہ (اصح السیر)

فتح مکہ کے دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حویرث بن نقیذ کو قتل کرنے کا حکم دیا اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچایا کرتے تھے۔ حضرت علی نے اس کو قتل کیا۔

عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب نبیا قتل و من سب اصحابہ جلد(الصارم المسلول صفحہ ۲۹۹،۹۲)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی نبی کو برا کہے اسے قتل کیا جائے اور جو صحابہ کو برا کہے اسے کوڑے لگائے جائیں۔

ان تمام دلائل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ناموس رسالت کی گستاخی آدمی کو واجب القتل بنا دیتی ہے اور اس کا خون مباح ہو جاتا ہے۔ اور یہ حکم حضرت آدم سے لے کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک سب کو شامل ہے، یعنی آدم علیہ السلام سے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی انبیاء ہیں، تو ان میں سے کسی ایک کی توہین سے بھی آدمی واجب القتل بن جاتا ہے۔

☆ اگر کسی نے قانون ہاتھ میں لے کر اپنے طور پر اس گستاخ رسول کو قتل کیا تو!!!

ان دلائل کے بعد جس میں گستاخ رسول کو قتل کرنے کا حکم ملتا ہے۔ اور خود نبی پاک صلی اللہ علیہ و علی اٰلہ وصحبہ وسلم نے ایسے گستاخوں کو قتل کا حکم دیا ہے۔ ظاہر ہے اس وقت اسلامی حکومت تھی اور یہ کام اسلامی حاکم کے حکم سے انجام پائے ہیں۔ لیکن اگر کسی نے انفرادی طور پر اُٹھ کر ایسے گستاخ کو قتل کر دیا تو اس کا کیا حکم ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ نبوی زندگی میں اس کا کوئی مثال اگر ہے تو خود حضور صلی اللہ علیہ و علی اٰلہ وصحبہ وسلم نے ایسے گستاخ کے قاتل کے ساتھ کیا رویہ اپنایا ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ انا عْمَی كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتُمُ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ فَيَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي وَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ قَالَ فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِی النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَشْتُمُهُ فَأَخَذَ الْمِغْوَلَ فَوَضَعَهُ فِی بَطْنِهَا وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ فَلَطَّخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ أَنْشُدُ اللهَ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِی عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ فَقَامَ الْأَعْمَی يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلْزَلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ تَشْتُمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي وَأَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ وَلِی مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ وَكَانَتْ بِی رَفِيقَةً فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتُمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِی بَطْنِهَا وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ (ابوداؤد، باب الحکم فی من سب)

’’حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ام ولد باندی تھی جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں گستاخیاں کرتی تھی، یہ نابینا اس کو روکتا تھا مگر وہ نہ رکتی تھی۔ یہ اسے ڈانٹتا تھا مگر وہ نہیں مانتی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ جب ایک رات پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنی اور گالیاں دینی شروع کیں تو اس نابینا نے ہتھیار (خنجر) لیا اور اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا وزن ڈال کر دبا دیا اور مار ڈالا، عورت کی ٹانگوں کے درمیان بچہ نکل پڑا، جو کچھ وہاں تھا خون آلود ہوا۔

جب صبح ہوئی تو یہ واقعہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ذکر ہوا۔ آپ نے لوگوں کو جمع کیا، پھر فرمایا کہ اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے کیا جو کچھ میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے تو نابینا کھڑا ہوا، لوگوں کو پھلانگتا ہوا اس حالت میں آگے بڑا کہ وہ کانپ رہا تھا، حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ہوں اسے مارنے والا، یہ آپ کو گالیاں دیتی تھی اور گستاخیاں کرتی تھی میں اسے روکتا تھا وہ نہ رکتی تھی، میں دھمکاتا تھا وہ باز نہیں آتی تھی اور اس سے میرے دو بچے ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں اور وہ مجھ پر مہربان بھی تھی، لیکن آج رات جب اس نے آپکو گالیاں دینی اور برا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے خنجر لیا اور اس کی پیٹ

پر رکھا اور زور لگا کر اسے مار ڈالا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں گواہ رہو اس کا خون بے بدلہ (بے سزا) ہے"۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا (ابوداؤد، باب الحکم فی من سب)

"حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور برا کہتی تھی تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو نا قابل سزا قرار دے دیا"۔

پہلی حدیث تو ایک مملوکہ باندی کا تھا اور دوسرا حدیث غیر مملوکہ غیر مسلم کا ہے، مگر غیرت ایمانی نے کسی قسم کا خیال کیے بغیر جوش ایمانی میں جو کرنا تھا کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کا بدلہ باطل قرار دیا۔

دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے مباح الدم بن جاتا ہے اور اگر کوئی اس گستاخ کو انفرادی طور پر قتل کرے تو قاتل کے لیے کوئی سزا نہیں ہے۔ بلکہ اس گستاخ کا قاتل ہر قسم کے جرم و سزا سے آزاد ہو گا۔ نیز حق کا علم بردار بن کر ثواب عظیم کا مستحق بن جاتا ہے۔ گستاخ رسول کے قتل حکومت کے ذمہ ہے۔ اور عام آدمی قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لے، لیکن اگر کسی نے قانون ہاتھ میں لے کر اس گستاخ کو قتل کیا تو اس قاتل پر کوئی قصاص یا تاوان نہیں ہو گا کیونکہ مرتد مباح الدم ہوتا ہے اور جائز القتل ہوتا ہے۔ عام آدمی اگر اس کو قتل کر دے تو یہ آدمی مجرم نہیں ہو گا۔

☆گستاخ رسول کا توبہ کرنا اور معافی طلب کرنا:

مرتد اور گستاخ رسول کے توبہ کے بارے میں اکثر علما کا مسلک یہ ہے کہ صرف مرتد کی توبہ کو قبول کیا جا سکتا ہے، لیکن وہ مرتد جس نے اہانت رسول کی ہے تو اس کی توبہ قطعاً قبول نہیں۔ کیونکہ رسالت انبیاء کا حق ہے، اور اپنے حق کی معافی کا اختیار بھی صرف ان انبیاء کے پاس تھا۔ ان کے وفات کے بعد کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ انبیاء کی توہین کر کے ان کی عزت مجروح کرنے والے کی توبہ قبول کرلے۔

بعض علما نے توبہ کے بعد اس کے سزائے موت کو ٹالنے کا فیصلہ صادر کیا ہے۔ لیکن اس شرط پر کہ وہ توبہ حقیقی توبہ ہو اور یہ مرتد دل سے توبہ کرے۔ کیونکہ جرم اس کا بہت بڑا ہے لہٰذا توبہ بھی اسی درجہ کی ہونی چاہیے۔ چونکہ قرآنی آیات اور احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ شخص اسلام سے نکل کر مرتد ہوا ہے، لہٰذا یہ آدمی پہلے اسلام کی تجدید کرے، اور علما اور عوام کے مجمع میں باقاعدہ اپنے اسلام کی تجدید کرے۔ اور جس قدر اعلان اس کی گستاخی کا ہوا ہے، اسی قدر اعلان اپنے تجدید اسلام اور توبہ کا کرے۔

توبہ نام ہے تین چیزوں کا

۱۔ گذشتہ گناہ پر انتہائی شرمندگی ہو یعنی جو گناہ اس کیا ہے اور جو گستاخی اس نے کی ہے، اس سے رجوع اور توبہ کا کھلے عام اعلان کرے۔ نیز جن جن علاقوں تک اس کی گستاخی کی خبر پہنچی ہے تو وہاں تک یہ اپنے توبہ کی خبر بھی پہنچا دے۔ اور کھلے عام رسائل، اخبارات اور میڈیا کے سامنے اپنے گناہ سے توبہ کرے۔ اور اپنے اس گناہ پر شدید شرمندگی اور ندامت ظاہر کرے۔ نیز لوگوں کے سامنے اپنی غلطی کا اقرار کرے۔ اور جو گستاخی اس نے کی ہے، اس کو بے دلیل اور بے ثبوت قرار دے کر لوگوں کے سامنے اس کا اقرار کر دے۔

۲۔ نہایت عاجزی اور گریہ وزاری سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور اپنے فعل پر حقیقی پشیمانی ظاہر کرے۔

۳۔ آئندہ کے لیے ان گناہوں کے نہ کرنے کا پختہ عہد کرے۔ بلکہ اپنے اس گناہ کی تلافی کے لیے ان انبیاء مبارکہ کے محاسن، بزرگی اور اعلیٰ مراتب کو اسی عام ترین اعلان اور تقریر و تحریر کے ذریعے کرتے رہا کرے اور گذشتہ کی غلطیاں طشت از بام کرے۔ تو توبہ کی تکمیل ہو جاے۔

☆چند غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ

۱۔ اعتراض: قرآن مجید میں پیغمبروں کے ساتھ استہزاء کا جرم کا ذکر بار بار آیا ہے لیکن مجرم کے لیے سزائے موت کا کہیں ذکر نہیں آیا ہے۔

جواب: اصل گفتگو اسلامی شریعت کے دائرے میں ہو رہی ہے۔ اور احادیث کے نصوص سے قتل کی سزا ثابت ہے۔ اور اگر صرف احادیث سے قتل کی سزا ثابت ہے تو کیا منکرین حدیث کی طرح سے احادیث کا انکار کیا جائے گا۔ شراب نوشی کے حد کے بارے میں قرآن میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے بلکہ احادیث سے ثابت ہے، تو اعتراض کرنے والے اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

۲۔ اعتراض: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وسلم دعوت و تبلیغ کے لیے طائف گئے تھے اور وہاں کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت تکلیف پہنچائی تھی لیکن اس کے باوجود جب فرشتہ ملک الجبال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ان طائف والوں کی ہلاکت کی اجازت مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وسلم نے اس کی اجازت نہیں دی۔

جواب: یہ واقعہ مکی زندگی کے دوران ہوا اور یہ اسلام کا ابتدائی دور تھا، اور اس وقت تک شاتم رسول کے لیے سزا موت کا حکم نہیں ملا تھا۔ نیز اس وقت تک شریعت محمدی نافذ نہیں ہوئی تھی، لہٰذا طائف والوں کو عذاب نہیں ملا۔ ظاہر ہے اکثر احکامات ہجرت کے بعد لاگو ہوئے ہیں۔ اور چونکہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو مجروح کیا تھا، لہٰذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وسلم نے ان لوگوں سے حکمت کی بنا پر بدلہ لینا گوارا نہیں کیا۔

۳۔اعتراض: سہل بن عمرو، عکرمہ بن ابو جہل اور عبد اللہ ابن ابی ابن سلول نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کی تھی لیکن ان کو کچھ نہیں کہا گیا ۔بلکہ عبد اللہ ابن ابی ابن سلول کا جنازہ بھی حضور نے بذات خود پڑھایا، تو ان کو کیوں قتل نہیں کیا گیا؟

جواب: اس اعتراض کا جواب دینے سے پہلے ایک مشہور قاعدہ بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ایک آدمی نے کسی دوسرے آدمی کو بے گناہ قتل کر دیا۔اب قاتل کے لیے سزائے موت ہے، اور اس کا خون مباح ہے۔ قتل ثابت ہونے پر اس کو ضرور قتل کیا جائے گا۔ لیکن مقتول کے وارث کے پاس یہ حق ہے کہ وہ اس قاتل کو معاف کر دے، اور مقتول کے وارث کے معاف کرنے کے بعد اس قاتل کو سزائے موت دینا جائز نہیں ہے۔ لیکن یہ حق صرف مقتول کے وارث کے پاس ہے، کسی اور کے پاس نہیں۔ لہٰذا اگر مقتول کے وارث موجود نہ ہوں تو کوئی دوسرا آدمی اس قاتل کے سزاے موت کو نہیں بدل سکتا۔

بالکل ایسے ہی چونکہ شاتم رسول نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہوتی ہے تو یہ گستاخ سزاے موت کا حق دار بن گیا ہے۔ لیکن اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی حکمت کے سبب اس گستاخ کی اس گستاخی کو معاف کر دے تو ظاہر ہے کہ اس شاتم رسول کو سزائے موت نہیں ہو گی۔اور جس طرح صرف مقتول کے وارث کے پاس قاتل کو معاف کرنے کا حق ہوتا ہے۔ بالکل ایسے ہی گستاخ رسول کو معافی کا حق صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اہانت رسول کے مرتکب شخص کو معاف کر دے۔ ظاہر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو اس نے مجروح کیا ہوتا ہے تو معافی کا اختیار بھی صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہو گا۔

اور یہی امت مسلمہ کا معمول ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم کے وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے لے کر آج کے دور تک امت کا اس مسئلے پر اجماع ہے کہ گستاخ رسول کو سزاے موت دی جاے گی۔اور اسی قاعدے کی بنیاد پر ان علما کا فیصلہ ہے جو کہ گستاخ رسول کی سزاے موت کو توبہ کے بعد بھی بحال رکھتے ہیں۔

نیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم صاحب شریعت تھے اور صاحب حکمت تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ کس کے قتل کرنے میں حکمت ہے اور کس کے قتل نہ کرنے میں۔ لہٰذا ابن خطل اور اور حویرث کے سزاے موت کو نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم نے بحال رکھا اور سہل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل کو معاف کیا۔اور بعد میں یہ دونوں سچے دل سے اسلام لائے تھے۔

رہا یہ سوال کہ عبد اللہ ابن ابی ابن سلول کا جنازہ نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم نے خود پڑھایا تھا، تو یہ بات درست ہے اور عبد اللہ ابن ابی ابن سلول کی منافقت کا علم نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم کو بھی ہوا تھا۔ لیکن عبد اللہ ابن ابی ابن سلول مدینہ میں ایک قبیلہ کا سردار تھا اور مدینہ میں اگر نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم تشریف نہ لاتے تو اس کی سرداری یقینی تھی۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم کی تشریف آوری سے اس کو سرداری نہ مل سکی، اور حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم اس کوشش میں ہوتے تھے کہ کسی طرح عبد اللہ ابن ابی ابن سلول سچے دل سے مسلمان ہو جائے، اور منافقت کی چادر اتار پھینکے۔اور اس کی گستاخیوں کو بھی صرف اس لیے معاف کیا کہ معافی کا اختیار نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم کو حاصل تھا۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم امت پر مہربان تھے اور چاہتے تھے کہ یہ لوگ جہنم کی آگ سے بچ جائیں، لہٰذا اسی لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم نے عبد اللہ ابن ابی ابن سلول کا جنازہ پڑھا۔

لیکن اس واقعے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم کو منافقین کے جنازے پڑھنے سے منع کر دیا۔اور یہ حکم نازل ہوا کہ نہ تو ان منافقین کے لیے مغفرت کی دعا کی جائے اور نہ ہی ان کا جنازہ پڑھا جاے۔اور یہ حکم آج تک قائم ودائم ہے۔

۴۔اعتراض: نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم تو امت کے لیے رحمت عالم بنا کر بھیجے گئے تھے۔ ناکہ قاتل عالم۔ لہٰذا گستاخ رسول کی سزاے موت درست نہیں ہے۔

جواب: یہ درست ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم اس دنیا کے لیے رحمت عالم بنا کر بھیجے گئے تھے۔ لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مجرموں کو کچھ نہ کہا جائے اور ان کو کھلے عام چھوڑ دیا جاے۔ مجرموں کو پکڑ کر ان کو ان کے جرم کے مطابق سزا دینا ہی عین رحمت اور انصاف ہے۔ ورنہ تو قاتل اور چور قتل اور چوریاں کرتے، اور قانون ان کو کچھ نہ کہتی، تو یہ تو انصاف نہیں بلکہ مجرموں کو اپنے کیے کی سزا دینا ہی رحمت اور انصاف ہے۔اور اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت عالم بنا کر بھیجا گیا تھا۔ قرآن مجید میں ہے کہ

ولکم فی القصاص حیاۃ

”اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے“۔

تو قصاص کو حیات اس لیے کہا گیا کہ اس سے کشت وخون کی بدامنی سے انسانیت کو نجات ملتی ہے۔ شاتم رسول پیغمبر کے کردار کی قتل کی کوشش کرتا ہے، اور اس گستاخ کا قتل ہی پیغمبر کے کردار کے قتل کا بدلہ ہے۔

آج اگر ایک ملک کی سفیر کی بے حرمتی ہوتی ہے تو پورے ملک کی بے حرمتی سمجھی جاتی ہے۔ تو انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے سفیر ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کے سفیر کی بے حرمتی عذاب الٰہی کو دعوت دیتی ہے اور عذاب سے پورا علاقہ تباہ ہوتا ہے، تو پورے علاقے کی تباہی کے بجائے کیوں نہ اس گستاخ کو ہی صفحہ ہستی سے مٹادیا جائے۔

☆☆☆☆☆

دعوت کے لیے خلافت کی قوت کا ہونا ناگزیر ہے!!!

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

دعوت اسلام کو پھیلانے کے لیے کسی قطعہ ارضی کا ہونا بہت ضروری ہے، کسی ایسی جگہ کی ضرورت ہے جہاں اسلام کے اس پودے کو لگایا جائے اور وہاں اس کی دیکھ بھال کے لیے لوگ موجود ہوں۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آغاز دعوت سے ہی ایک زمین کی تلاش شروع کر دی تھی جس کو مرکز بناتے ہوئے وہ اس پیغام کو پھیلا سکیں۔ اس دوران مین آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سال مکہ میں گزارے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا ہمارے علم سے موازنہ تو کُجا موازنے کا سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان بہت فصیح تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلام عطا کیے گئے، وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی جاتی۔ پھر بھی ان سب وسائل کے باوجود مکہ کے دور میں محض چند صحابہؓ ایمان لائے۔ثابت ہوا کہ ''کلمہ توحید'' کی قوت تاثیر کے باوجود کچھ دوسرے عناصر بھی ہیں جو اسلام کی دعوت کو پھیلانے کے لیے اہم ہیں۔

مگر دس سال بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل سے مدینہ کی زمین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسخر کیا، انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کر لی تو چند ہی سالوں میں سیکڑوں لوگ اسلام کے دائرے میں داخل ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ دعوت کی پشت پر قوت کا ہونا ناگزیر ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مختلف ملکوں اور جگہوں پر قوت کی تلاش کی جائے۔ یہ مفہوم تو آج کے حالات میں مزید واضح ہے کیونکہ جب سے امارت اسلامیہ اور خلافت کی تحلیل ہوئی ہے کثیر تعداد میں موجود جامعات، مدارس، مساجد، کتب اور حفاظ کے باوجود بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اسلام کی دنیا میں کوئی قوت نہیں۔ یہ حالات کیوں ہیں؟ اس لیے کہ لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے، حالانکہ یہ طریقہ بہت واضح ہے اور شرعی نصوص میں کئی مقامات پر اس کے خصائص بیان کیے گئے ہیں جیسے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (المائدۃ: ۵۴)

''اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈریں۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے''۔

یہ آیت ہماری موجودہ حالت کی ترجمانی کرتی ہے کہ جب دین سے منہ پھیر لیا جائے تو کون سی ایسی صفات ہیں جو دین کی طرف لوٹنے کے لیے ضروری ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پانچ صفات کا ذکر کیا ہے، پس ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کریں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ سے محبت

۲۔ مسلمانوں سے نرمی اور رحم کا رویہ اختیار کرنا

۳۔ نیکی کی نصیحت کرنا

۴۔ اہل کفر کے ساتھ سختی سے پیش آنا (یہ صفت اسلام کے ایک اہم عقیدے ''الولاء و البراء'' سے تعلق رکھتی ہے کہ مومن صرف مومنین سے ہی دوستی رکھتا ہے اور کفار سے دشمنی رکھتا ہے)

۶۔ پانچویں صفت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف زدہ نہیں ہوتے''۔ لہٰذا اللہ کی راہ میں لڑنا اور ملامت سے نہ گھبرانا لوگوں کو دین کی طرف لانے کے لیے دو اہم صفات ہیں۔

وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ زمین پر اسلام کے سائے کے بغیر دین کی دعوت دیں گے اور اسلامی حکومت قائم کر لیں گے تو یہ ان کی خام خیالی ہے اور یقیناً وہ دین کے منہج کا صحیح فہم نہیں رکھتے۔ جب کہ اگر ہم ان صفات کو اپنے اندر پیدا کر لیں تو ہمیں غلبہ شریعت کے لیے ایک مضبوط بنیاد میسر آ جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا حکم مجھے اللہ نے دیا ہے سمع، اطاعت، جہاد، ہجرت اور جماعت'' (رواہ امام احمد، ترمذی)۔

اس حدیث سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جن پانچ چیزوں کا ذکر ہوا وہ ارکان اسلام ہیں (ان کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا) لیکن آخری پانچ کے بغیر خلافت اسلامی قائم نہیں ہو سکتی۔ بالکل ایسے ہی جیسے کہ انسان اپنی ذات اور دل میں اسلام کی موجودگی کا اقرار کرے لیکن زندگی میں غیر اللہ کے احکام نافذ کرے۔ جب کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام تو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ دنیا پر صرف اسلام کی حکومت قائم ہو۔ کہ اسلام محض مراسم عبودیت کا نام نہیں ہے۔ اس لیے آخری پانچ چیزوں پر عمل بہت ضروری ہے۔ اگر ان پانچ چیزوں پر غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کا قبائل کو دی گئی دعوت سے بہت گہرا تعلق ہے۔ یعنی ان کا ''پناہ اور نصرت'' سے ربط ہے۔

اس لیے کہ پناہ اور نصرت کے لیے جماعت کا ہونا، پھر اس جماعت میں سمع اور اطاعت کی موجودگی، سمع اور اطاعت کے تحت جہاد کرنا اور پھر جہاد کے لیے ہجرت سب چیزیں آپس

میں مربوط ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ امارت اسلامی یا خلافت اسلامی یا اسلامی حکومت کے قیام کے لیے مندرجہ ذیل چیزوں کی موجودگی اشد ضروری ہے۔

ا۔ جماعت

۲۔ سمع وطاعت

۳۔ ہجرت اور جہاد

جو لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد کی قربانیوں کے بغیر اسلام کا نفاذ ہو جائے تو یقیناً وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو نہیں سمجھے اور اگر سمجھے بھی ہیں تو ان پر عمل کرنے کی بجائے خود کو دوسری آسان عبادات میں مشغول کر رکھا ہے کیونکہ جہاد کرنا ان کے لیے مشکل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس رویے کا ذکر کیا ہے۔

اسی وجہ سے آج کرۂ ارض پر کوئی ملک ایسا نہیں جس کی طرف ہجرت کی جاسکے۔ جب سے خلافت کا خاتمہ ہوا ہے، اہل کفر کی یہی کوشش ہے کہ مسلمانوں کی کوئی اسلامی حکومت قائم نہ ہوسکے لیکن جب افغانستان پر حملہ ہوا اور سوویت اتحاد کو شکست سامنے نظر آنے لگی تو صلیبیوں نے اس اتحاد کو چھوڑنا شروع کر دیا۔

اس وقت نوجوان مسلمان مجاہدین کے علاوہ کوئی نہ تھا جو سوویت یونین کا مقابلہ کرتا، اللہ کی مدد سے انہوں نے امارت اسلامیہ کی بنیاد رکھی جو چھ سال تک قائم رہی۔ لیکن بہت افسوس کی بات ہے کہ امت نے اپنے فرض کو پورا نہیں کیا خاص طور پر علما، داعیوں، خطیبوں اور اسلامی جماعتوں نے۔ جو لوگ بھی مجاہدین کی نصرت کے لیے ارضِ جہاد میں آئے وہ امت کے نوجوانوں کا بہت چھوٹا سا گروہ تھا، اس کے علاوہ کچھ اہل ثروت نے اپنے مال سے نصرت کی لیکن یہ سب ایک مضبوط امارت اسلامی کے قیام کے لیے ناکافی تھا۔

جب کہ یہ ایک زبردست موقع تھا کہ ایک ایسی امارت اسلامی قائم کی جاتی جو رنگ ونسل اور جغرافیائی تعصبات سے پاک ہوتی جب کہ ہمارے افغان بھائی بھی ہر طرح کے تعاون کے لیے تیار تھے۔ حالات ایسے بن چکے تھے کہ ایک مضبوط امارت اسلامی وجود میں آسکتی تھی۔ مگر صد افسوس کہ شیخ عبداللہ عزامؒ جیسے علما اور مفکرین کی دعوت فکر اور جہاد کی ترغیب کے باوجود کسی نے کان نہ دھرے اور لوگ اپنی جغرافیائی حدوں سے چپک کے بیٹھے رہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی اسلامی حکومت بنائے، جب کہ ہر جماعت کی آرزو ہے وہ جس ملک میں موجود ہیں اسی میں اسلامی نظام قائم ہو جائے، اور ہم انہی افکار کے غلام ہیں، اسی لیے تو یہ سارا عرصہ یونہی گزر گیا اور کوئی ان سے فائدہ اٹھانے کے لیے آگے نہیں بڑھا۔

لیکن میں آپ کو مطلع کردوں کہ اب حالات مزید دگرگوں ہو چکے ہیں کیونکہ افغانستان میں طالبان کی حکومت بھی تقریباً چھ سال تک موجود رہی لیکن امت کے افراد کی اکثریت نے لاپرواہی کا رویہ اختیار کیا اور عالمی طاغوتی میڈیا کی باتوں میں آکر کسی نے بھی اس امارت کی نصرت نہیں کی حتیٰ کہ امریکی حملے کے بعد یہ حکومت بھی ختم ہوگئی۔ مگر سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ عوام تو میڈیا کے پروپیگنڈے کا شکار ہو ہی جاتے ہیں لیکن کیسے ممکن ہے کہ علما اور داعی بھی اصل حالات سے ناواقف ہوں! جب کہ دنیا کے کسی بھی مسلمان ملک سے افغانستان چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے۔ میرے نزدیک طالبان حکومت کی مدد سے غفلت، علما سو کے سوئے فہم کا نتیجہ ہے (واللہ اعلم)۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ امارت اسلامی بھی مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گئی اور علما کی جماعت خاموشی سے بیٹھی رہی۔ اگرچہ مسلم امہ میں اتنی صلاحیت موجود ہے کہ ایک مضبوط اسلامی خلافت قائم کی جاسکے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس صلاحیت کو استعمال میں لایا جائے کیونکہ اس کو استعمال نہ کرنے کی وجہ سے ہم گناہ گار ہو رہے ہیں۔ وقت کی ضرورت ہے کہ اگر نوجوان اور تاجر اپنی ذمہ داری کو سمجھ چکے ہیں تو اپنے فرض کو ادا کریں اس طرح امت سے سختی اٹھ جائے گی۔ آج کئی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ پوری امت کو جہاد پر نکلنے کی ضرورت نہیں۔ یہ بات یقیناً حق ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس بات کو بیان کرنے کا مقصد درست نہیں ہے۔

یہ بات ٹھیک ہے کہ فرضِ کفایہ کی صورت میں پوری امت کو جہاد پر نکلنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دشمن کا مقابلہ کرنے لیے امت کا ایک گروہ بھی کافی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرض عین کا حکم بھی یہی ہے۔ مگر علما ہم سے اس بات پر اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے کئی ہزار افراد مہیا کر دیے تو کیا ابھی بھی تم مقابلہ نہیں کر سکتے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ہم کام چھوڑ کر سب کے سب جہاد کے لیے نکل جائیں۔ یہاں پر اس دور کی سب سے بڑی مصیبت کی نشان دہی ہوتی ہے اور وہ ہے مادیت پرستی!

شیخ عزامؒ نے یہ بات صراحت سے بیان کی ہے کہ جب دشمن دین ودنیا میں فساد کے لیے حملہ کر دے تو اس کے خلاف قتال ایمان کے بعد سب سے اہم چیز ہے۔ جب کہ فرض عین کا حکم اس وقت ساقط ہو کر فرض کفایہ میں تبدیل ہوتا ہے جب دشمن کے مقابلے کے لیے قوت کافی ہو جائے۔

مگر یہ لوگ محض دنیاوی لذتوں کے لیے بہانے تراشتے ہیں اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جہاد ایک عظیم عبادت ہے لیکن اس کے علاوہ بھی تو دوسری عبادات موجود ہیں۔ یہی سوچ شریعت کے نفاذ میں رکاوٹ ہے۔ بے شک یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منہج کو نہیں سمجھ سکے!!!

☆☆☆☆☆

خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے کا سازشی پس منظر

شفیق احمد

ستمبر ۲۰۰۹ء میں صدیوں ترکی پر فرماں روائی کرنے والے عثمانی خلفا کے آخری جاں نشین کا استنبول کے اسی شہر میں انتقال ہو گیا جو کبھی تین براعظموں پر پھیلی اس عظیم سلطنت کا دارالحکومت تھا۔ ارطغرل عثمانی کی عمر ۹۷ سال کی تھی اور وہ کمال اتاترک کے ہاتھوں عثمانی خلافت کے خاتمے اور ترک جمہوریہ کے قیام کے بعد سے امریکہ میں مقیم تھے۔ ارطغرل عثمان ۱۹۱۲ء میں استنبول میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۹۲۴ء میں سلطنت کے خاتمے کے وقت وہ آسٹریا کے شہر ویانا میں ایک اسکول میں پڑھ رہے تھے۔ انہیں ویانا میں یہ خبر ملی کہ اتاترک نے ان کے خاندان کے تمام افراد کو جلا وطن کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کی بیش تر زندگی امریکہ کے شہر نیویارک میں گزری، جہاں ساٹھ برس تک وہ ایک ریستوراں کے اوپر کی منزل میں ایک چھوٹے سے فلیٹ میں رہے۔

ارطغرل عثمان ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ ان کے کوئی سیاسی عزائم نہیں تھے اور وہ ۱۹۹۰ء تک ترکی واپس نہیں لوٹے۔ وہ ترکی حکومت کی دعوت پر واپس گئے تھے، لیکن انہوں نے تب بھی کوئی وی آئی پی پروٹوکول قبول نہیں کیا۔ جب وہ اپنے خاندان کے سابق محلات دیکھنے گئے تو بھی وہ سیاحوں کے ایک گروپ میں شامل ہو کر اپنے آباؤاجداد کی سابق رہائش گاہیں دیکھتے رہے۔ یہ وہی محل تھا، جہاں ان کا اپنا خاندان بھی رہتا تھا اور جہاں ان کا بچپن گزرا تھا۔

اس پس منظر میں مسلمانوں کے لیے یہ جاننا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ آخر وہ کون سی عالمی اور خاص طور پر صہیونی سازشیں تھیں، جن کے نتیجے میں عالم اسلام کو ترکی میں خلافت عثمانیہ سے محروم ہونا پڑا۔ حالات پر نظر ڈالیں تو پتا چلے گا کہ آج سے ۶۹ سال قبل مغربی طاقتوں نے ۱۵ مئی ۱۹۴۸ء کو فلسطینی عوام کے سینے میں اسرائیل نام کا ایک خنجر گھونپا تھا، جس کی کسک ابھی تک محسوس کی جا رہی ہے۔ اس سے ایک دن پہلے برطانیہ نے اس علاقے سے اپنے اقتدارِ اعلیٰ کے خاتمے کا اعلان کر دیا تھا، جس پر اس نے پہلی عالمی جنگ میں ترکی کو شکست دے کر قبضہ کر لیا تھا۔ ضروری ہے کہ ان ریشہ دوانیوں پر نظر ڈالی جائے، جن کے ذریعے اسرائیل کے قیام سے ۳۰ سال قبل خلافت عثمانیہ کے خلاف سازشوں کا جال بنا گیا تھا۔

پہلی عالمی جنگ کا سلسلہ ۱۹۱۴ء میں شروع ہوا تھا، جو ۱۹۱۸ء میں ترکی اور جرمنی کی شکست پر ختم ہوا۔ اس جنگ میں ایک طرف برطانیہ اور اس کے حواری تھے تو دوسری طرف جرمنی اور ترکی کے آخری خلیفہ سلطان عبدالحمید کی افواج صف آرا تھیں۔ جنگ کے خاتمے کے بعد ترکی میں اسلام پسند قوتوں کا بتدریج زوال ہوتا گیا اور مصطفی کمال پاشا کی قیادت میں دہریوں کا اثرورسوخ بڑھتا گیا۔ اس کا نتیجہ خلافت عثمانیہ کے خاتمے کی شکل میں نکلا۔

ناقدین کی نظر میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد تاریخ اسلام کا بدترین اور دردناک سانحہ شاید ۱۹۲۴ء میں خلافت عثمانیہ کے خاتمے کی صورت میں نمودار ہوا، کیوں کہ ترکی میں خلافت جیسی بھی تھی، اس کے خاتمے نے ملت اسلامیہ کی رہی سہی مرکزیت کو ختم کر کے رکھ دیا۔ یہی وجہ تھی کہ ہندوستان کے مسلمان خلافت عثمانیہ کے خاتمے پر تڑپ اٹھے اور محمد علی جوہر اور شوکت علی نے تحریک خلافت شروع کی، اس کا اثر کتنا پڑا، اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب ہندوستان کے گلی کوچوں میں یہ شعر پڑھا جاتا تھا

بولی اماں محمد علی کی، جان بیٹا خلافت پہ دے دو

کہا جاتا ہے کہ سلطان عبدالحمید کے دورِ حکومت میں یہودیوں کے ایک وفد نے خلیفہ سے ملاقات کی تھی۔ یہ ۱۹ویں صدی کے اواخر کی بات ہے۔ اس زمانے میں خلافت عثمانیہ بے حد کمزور ہو چکی تھی۔ ترکی کی مالی حالت خستہ تھی، حکومت بھی مقروض تھی۔ اس وفد نے خلیفہ سے کہا تھا کہ:

"اگر آپ بیت المقدس اور فلسطین ہمیں دے دیں تو ہم خلافت عثمانیہ کا سارا قرضہ اتار دیں گے اور مزید کئی ٹن سونا بھی دیں گے"۔

اس گئے گزرے خلیفہ عبدالحمید کی دینی حمیت دیکھیے کہ اس نے وہ جواب دیا، جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ خلیفہ نے اپنے پاؤں کی انگلی سے زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"اگر اپنی ساری دولت دے کر تم لوگ بیت المقدس کی ذرا سی مٹی بھی مانگو گے تو ہم نہیں دیں گے"۔

اس وفد کا سربراہ ایک ترکی یہودی قرہ صوہ آفندی تھا۔ بس پھر کیا تھا، خلافت عثمانیہ کے خلاف سازشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، چنانچہ چند برسوں بعد جو شخص مصطفی کمال پاشا کی طرف سے خلافت عثمانیہ کے خاتمے کا پروانہ لے کر خلیفہ عبدالحمید کے پاس گیا تھا، وہ کوئی اور نہیں، بلکہ یہی ترک یہودی قرہ صوہ آفندی ہی تھا۔

خود مصطفی کمال پاشا بھی یہودی النسل تھا۔ اس کی ماں یہودن تھی اور باپ ترک قبائلی مسلمان تھا۔ پھر ساری دنیا نے دیکھا کہ خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد ترکی میں نوجوان ترکوں کا غلبہ شروع ہو گیا۔ یہیں سے Turks Youngs کی اصطلاح نکلی، جنہوں نے مصطفی کمال پاشا کی قیادت میں اسلام پسندوں پر مظالم ڈھائے، علما کا قتل عام کیا، نماز کی ادائیگی اور تمام اسلامی رسومات پر پابندی لگا دی۔ عربی زبان میں خطبہ، اذان اور نماز بند کر دی گئی۔ مساجد کے اماموں کو پابند کیا گیا کہ وہ "ترک" زبان میں اذان دیں، نماز ادا کریں اور خطبہ پڑھیں۔ اسلامی لباس اتروا کر عوام کو یورپی کپڑے پہننے پر مجبور کیا گیا۔ مصطفی کمال پاشا اور اس کے ساتھی نوجوان ترکوں نے ترکی میں اسلام کو کچلنے کے لیے جتنی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا اور مسلمانوں کو جتنا نقصان پہنچایا، اس کی مثال روس اور دیگر کمیونسٹ ملکوں کے علاوہ شاید کہیں نہ ملے۔

خلافت عثمانیہ کے اندرون ملک یہودیوں نے جو سازشی جال پھیلایا تھا،اس کی ایک جھلک دکھلانے کے لیے خلیفہ عبدالحمید کا ایک تاریخی خط پیش کیا جاتا ہے، جو انہوں نے اپنے شیخ ابو الشامات محمود آفندی کو اس وقت لکھا تھا، جب انہیں خلافت سے معزول کر کے سلانیکی میں جلاوطنی اور قید تنہائی پر مجبور کر دیا گیا تھا۔

اس خط کے مندرجات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امت مسلمہ کے نظام خلافت کی بیخ کنی کے لیے صہیونی طاقتوں نے کیسی سازشیں کی تھیں اور ان سازشوں میں کون شریک تھا؟ خلیفہ عبدالحمید کے خط کا اردو ترجمہ پیش ہے:

''میں انتہائی نیاز مندی کے ساتھ طریقہ شاذلیہ کے اس عظیم المرتبت شیخ ابو الشامات آفندی کی خدمت میں بعد تقدیم احترام عرض گزار ہوں کہ مجھے آپ کا ۲۲ مئی ۱۹۱۳ء کا لکھا ہوا گرامی نامہ موصول ہوا۔

جناب والا! میں یہ بات صاف صاف بتانا چاہتا ہوں کہ میں امت مسلمہ کی خلافت کی ذمے داریوں سے از خود دست بردار نہیں ہوا، بلکہ مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا۔ یونینسٹ پارٹی نے میرے راستے میں بے شمار رکاوٹیں پیدا کر دی تھیں۔ مجھ پر بہت زیادہ اور ہر طرح کا دباؤ ڈالا گیا۔ صرف اتنا ہی نہیں ، مجھے دھمکیاں بھی دی گئیں اور سازشوں کے ذریعے مجھے خلافت چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔

یونینسٹ پارٹی' جو ''نوجوانانِ ترک (Young Turks)'' کے نام سے بھی مشہور ہے' نے پہلے تو مجھ پر اس بات کے لیے دباؤ ڈالا کہ میں مقدس سر زمین فلسطین میں یہودیوں کی قومی حکومت کے قیام سے اتفاق کر لوں۔ مجھے اس پر مجبور کرنے کی کوششیں بھی کی گئیں، لیکن تمام دباؤ کے باوجود میں نے اس مطالبے کو ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ میرے اس انکار کے بعد ان لوگوں نے مجھے ایک سو پچاس ملین اسٹرلنگ پاؤنڈ سونا دینے کی پیش کش کی۔ میں نے اس پیش کش کو بھی یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ ایک سو پچاس ملین اسٹرلنگ پاؤنڈ سونا تو ایک طرف، اگر تم یہ کرۂ ارض سونے سے بھر کر پیش کرو تو بھی میں اس گھناؤنی تجویز کو نہیں مان سکتا۔

۳۰ سال سے زیادہ عرصے تک امت محمدیہ کی خدمت کرتا رہا ہوں۔ اس تمام عرصے میں ، میں نے کبھی اس امت کی تاریخ کو داغ دار نہیں کیا۔ میرے آباؤاجداد اور خلافت عثمانیہ کے حکمرانوں نے بھی ملت اسلامیہ کی خدمت کی ہے، لہٰذا میں کسی بھی حالت اور کسی بھی صورت میں اس تجویز کو نہیں مان سکتا۔

میرے اس طرح سے صاف انکار کرنے کے بعد مجھے خلافت سے ہٹانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس فیصلے سے مجھے مطلع کر دیا گیا اور بتایا گیا کہ مجھے سلانیکی میں جلا وطن کیا جارہا ہے۔ مجھے اس فیصلے کو قبول کرنا پڑا، کیوں کہ میں خلافت عثمانیہ اور ملت اسلامیہ کے چہرے کو داغ دار نہیں کر سکتا تھا۔ خلافت کے دور میں فلسطین میں یہودیوں کی قومی حکومت کا قیام ملت اسلامیہ کے لیے انتہائی شرم ناک حرکت ہوتی اور دائمی رسوائی کا سبب بنتی۔ خلافت ختم ہونے کے بعد جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہوں اور ہمیشہ اس کا شکر بجالاتا ہوں کہ اس رسوائی کا داغ میرے ہاتھوں نہیں لگا۔ بس اس عرض کے ساتھ اپنی تحریر ختم کرتا ہوں''۔

(والسلام)

۲۲/ایلول ۱۳۲۹ (عثمانی کلینڈر کے مطابق) ستمبر ۱۹۱۳ء

ملت اسلامیہ کا خادم: عبدالحمید بن عبدالمجید

خلیفہ عبدالحمید کے اس خط کا بغور مطالعہ کرنے سے بہت سے حقائق سامنے آتے ہیں: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر غیر متزلزل یقین تھا۔ انہوں نے یہودیوں کی اتنی بڑی مادی پیش کش کو ٹھکرا دیا۔ ملت اسلامیہ کی تاریخ کو اپنے عہد میں داغ دار ہونے سے بچائے رکھا۔ اہل اللہ اور اہل علم سے انہیں گہرا قلبی تعلق تھا۔ تزکیہ قلب اور روح کے لیے باقاعدہ سلسلہ شاذلیہ سے وابستہ تھے۔ یہود اور مغرب کی سامراجی طاقتوں کے سامنے عزم اور استقامت کے ساتھ ڈٹے رہے۔ اپنے دورِ خلافت میں یہودیوں کو سر زمین فلسطین میں قطعہ زمین کسی بھی قیمت پر خریدنے کی اجازت نہیں دی۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب تک ترکی میں خلافت عثمانیہ قائم رہی، اس وقت تک استعماری قوتوں کا فلسطین میں یہودی مملکت کے قیام کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

مسلمانوں اور یہودیوں کی کشمکش:

مسلمانوں اور یہودیوں کی کشمکش یوں تو بہت پرانی ہے ، لیکن نئے انداز میں اس کا آغاز ۱۸۹۷ء میں ہوا، جب یہودی اکابرین نے خفیہ طور پر جمع ہو کر طے کیا کہ خلافت عثمانیہ پر کاری ضرب لگائی جائے، کیوں کہ ان کے عزائم کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ عالم اسلام کی مرکزیت تھی، چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق خلیفہ سلطان عبدالحمید کی خدمت میں ایک عیارانہ درخواست پیش کی گئی کہ

''ہمیں فلسطین میں ایک خطہ زمین دیا جائے۔ ہم اس کی بڑی سے بڑی قیمت دینے کے لیے تیار ہیں''۔

زیرک سلطان نے یہودیوں کے عزائم کو بھانپ کر ان کی درخواست رد کر دی۔ بس پھر کیا تھا، سلطان کے خلاف ملک کے اندر اور باہر زہریلے پروپیگنڈے کی مہم شروع کر دی گئی۔

عیسائی حکومتیں پہلے ہی خلافت عثمانیہ سے خار کھائے بیٹھی تھیں۔ ان کی فوجی طاقت اور یہودیوں کی خفیہ سازشوں کے ذریعے مسلمانوں کی مرکزیت ہمیشہ کے لیے ختم کر دی گئی اور ترکی کے اندر مصطفیٰ کمال پاشا کی قیادت میں ایک تنظیم یونینسٹ پارٹی کی داغ بیل ڈالی گئی۔ اس میں زیادہ تر بھولے ترک جوان شامل تھے۔

اس انجمن کے اجتماعات کے لیے "فری میسن" لاج تھے۔ فری میسن تحریک دراصل یہودیوں کے دماغ کی اختراع ہے، جس میں خاص طور پر ایسے لوگوں کو شامل کیا جاتا ہے، جن کا تعلق تو کسی نہ کسی مذہب سے ہونا ضروری ہے، لیکن حقیقت میں وہ مذہب سے بے زار ہوتے ہیں، چنانچہ وہ بڑے بڑے لوگ جن کے بارے میں متعین طور پر معلوم ہے کہ وہ فری میسن تحریک کے سرگرم کارکن تھے، ان میں مصطفیٰ کمال پاشا بھی شامل ہیں۔ اس تنظیم کے ہاتھوں خلافت عثمانیہ کا شیرازہ بکھیرا گیا اور استعمال کیا گیا مصطفیٰ کمال پاشا کو۔ پھر عالم اسلام ایک ایسے انتشار کا شکار ہو گیا کہ آج تک بلادِ اسلامیہ کے اتحاد کی تمام تحریکیں بے اثر ثابت ہوئی ہیں۔

بہر حال ۱۹۲۴ء میں ترکی سے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ یونینسٹ پارٹی برسر اقتدار آگئی۔ آخری خلیفہ سلطان عبدالحمید کو اقتدار سے بے دخل کر کے جلا وطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا گیا۔ ترکی میں دہریوں کا راج ہو گیا۔ مذہب بے زار فوج کا بول بالا ہو گیا۔ اور ٹھیک ۲۴ سال بعد ۱۵ مئی ۱۹۴۸ء کو فلسطین میں یہودی مملکت اسرائیل کا قیام عمل میں آگیا۔

حالات کی ستم ظریفی دیکھئے جس "خلیفہ" نے ہر طرح کی لالچ اور دھمکیوں کے باوجود یہودیوں کو فلسطین کی رتی بھر زمین دینے سے انکار کر دیا تھا، اسی فلسطین میں اسرائیل کو تسلیم کر کے اس کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے والا پہلا مسلم ملک کوئی اور نہیں، بلکہ اتاترک کا ترکی تھا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: تزکیہ و سلوک بارے وارداتِ قلبی

"امابعد میں آپ کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، جو آپ کے پوشیدہ معاملات میں آپ کے لیے نجات دہندہ ثابت ہوگا اور ظاہری احوال میں آپ کا نگہبان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاؤ اور اس سے محبت کرو بلاشبہ وہ قدرت رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ہر حال میں خواہ دن ہو یا رات 'اپنے اندر بسالو۔ یہ جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ہو اور اس کی سلطنت اور بادشاہت سے دوسروں کی سلطنت تک نہیں جاسکتے، اور اللہ تعالیٰ کے ملک سے دوسرے ملک کی طرف نہیں جاسکتے۔

لہٰذا تمہارا خوف اور ڈر اللہ تعالیٰ سے دگنا ہونا چاہیے۔ جان لو! عقل مند سے گناہ کا صدور بے وقوف سے گناہ کے صدور سے بڑھ کر ہے اور عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے بڑا درجہ رکھتا ہے۔ جرم کی بڑائی اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے ساتھ ہے"

دوسری بات؛ گناہ اور جرم کے بڑے ہونے کا ذکر:

جزا کا اقرار کرنا اور ماننا کہ جو گناہ میں کر رہا ہوں یہی میرے جہنم کا ایندھن بن سکتا ہے۔ یعنی جب میں کوئی گناہ کرنا چاہتا ہوں یا مجھے کسی شرعی امر کی مخالفت کی خواہش اور رغبت ہو تو میں یہ سوچوں کہ یہی میرے لیے جہنم کا ایندھن اور عذاب کا باعث ہوگا۔ جس قدر گناہ ہوں گے اسی قدر عذاب کی زیادتی ہوگی (العیاذ باللہ)

پس گناہ کو یوں دیکھیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے، سزا ہے، جہنم کی سخت بڑھکتی ہوئی آگ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے بچائے، آمین۔

آج ہم نے اپنے نفس سے مطمئن ہونے کے اسباب اور اس کا علاج بیان کیا ہے۔

نفس سے مطمئن ہونے کے چار اسباب ہیں۔

۱۔ خود سے ابتر اور بدحال لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا۔

۲۔ لوگوں کی تعریفوں سے دھوکہ کھانا۔

۳۔ نیکی کو زیادہ اور بڑا سمجھنا۔

۴۔ گناہ کو چھوٹا سمجھنا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور گناہوں سے محفوظ رکھے۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہیں۔

وصلی اللہ وسلم وبارك علی محمد وعلی آله وصحبه والتابعین لهم باحسان الی یوم الدین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆

"قتال سے منہ پھیرنے والو! تم جتنے مرضی بہانے بناؤ، عبادات اور نیکی کے کاموں میں مشغولیت کے عذر پیش کرو، لیکن یاد رکھنا! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر اعتبار سے ہم سے افضل تھے... جن عبادات وطاعات میں آج ہم مشغول ہیں، وہ ہم سے کہیں زیادہ ان میں مشغول رہتے تھے... لیکن اس سب کچھ کے باوجود جب بھی ان کو پکارا جاتا کہ "یاخیل اللہ ارکبی"... اے اللہ کے شہسوارو! کود پڑو... تو وہ ہر چیز چھوڑ کر میدانِ جہاد کا رخ کرتے... ہلکے ہوتے یا بوجھل، بہر حال اللہ کے حکم پر لبیک کہتے... اور اگر ان میں سے کوئی جہاد سے پیچھے رہ جاتا تو اس پر گرفت کرنے کے لیے آسمانِ بالا سے آیات نازل ہوتیں"۔

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

۲۸ رجب...یومِ سقوطِ خلافت

مولانا رحمت اللہ ہلمندیؔ

۲۸ رجب کا مہینہ ہر سال آتا ہے اور گزر جاتا ہے۔ ہم میں بے شمار ایسے ہیں جنہیں خبر ہی نہیں ہے کہ آج سے ۹۶ سال پہلے ۲۸ رجب ۱۳۴۲ ہجری (۳ مارچ ۱۹۲۴ء) کو اسی مہینے میں امتِ مسلمہ پر ایسی افتاد آپڑی تھی جس کا مقابلہ شاید ہی کوئی دوسری مصیبت اور آفت کر سکے۔ ہمیں یہ عظیم ترین حادثہ اس لیے یاد نہیں رہتا کہ ہمارے پاس یاد رکھنے کے لیے اور بہت کچھ ہے، اور وہ ایسا کچھ ہے کہ یاد رکھے بغیر ہم اقوام عالم میں سر اٹھا کر نہیں چل سکتے، جیسے بسنت، نیا سال، ویلنٹائن ڈی، یوم مئی وغیرہ۔ جن اربابِ ذوق کے پاس یاد رکھنے کے لیے اتنا کچھ ہوا نہیں کچھ اور یاد رکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے! مگر پھر بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے زخم تاریخ کے اوراق پلٹتے ہوئے تازہ ہو جاتے ہیں۔ رجب کی ۲۸ تاریخ اور سن ۱۳۴۲ ہجری، برطانیہ کی سرکردگی میں عرب اور ترک غداروں کی مدد سے مسلمانوں کے ازلی دشمن مسلمانوں کی خلافت تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ مال اور جاہ کی کشش نے ترک خلفا میں بہت سی اخلاقی اور عملی کمزوریاں پیدا کر دی تھیں، لیکن اس کے باوجود اقوام عالم میں خلافت کا رعب و دبدبہ جہاد کی وجہ سے قائم تھا اور موجودہ مسلم ریاستوں میں جاری نظام طاغوت سے لاکھ درجہ بہتر تھی۔ یورپ کی حکومتیں اسے اپنے لیے خطرہ سمجھتی تھیں اور اس کے خاتمے کے درپے تھیں۔

تمام تر کمزوریوں کے باوجود خلیفہ کے رعب کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۸۹۰ء عیسوی میں ایک انگریز شہری نے ایسا مواد شائع کیا جو اسلام دشمنی پر مبنی تھا، اور خلیفہ نے اس پر اُس کی گرفت کی تو اُس وقت کی بڑی طاقت برطانیہ' خلیفہ کے سفیر سے باضابطہ طور پر معافی مانگنے پر مجبور ہو گئی۔ یہ عہدۂ خلافت ہی کی برکت تھی کہ اس پر متمکن انسان مسلمانوں کے جذبات و احساسات کا لحاظ کرنے پر مجبور تھا۔ اس سلسلے میں خلیفہ عبدالحمید دوئم کا واقعہ پیش کیا جاسکتا ہے جس پر بین الاقوامی دباؤ بھی تھا اور اسے یہودیوں نے چندہ کرکے لاکھوں ڈالر بطور رشوت پیش کیے تھے تاکہ انہیں فلسطین میں بسنے کی اجازت دے دی جائے۔ خلیفہ نے اس پیش کش کے جواب میں یہ مشہور الفاظ کہے تھی:

''میں اس بات کو پسند کروں گا کہ کوئی میرے جسم میں خنجر گھونپ دے بجائے یہ کہ فلسطین کو اسلامی ریاست سے کاٹ دیا جائے''۔

نیز اس نے کہا:

''یہودی اپنے لاکھوں ڈالر اپنے پاس رکھیں...اگر کسی دن اسلامی خلافت تباہ ہو گئی تو پھر خواہ وہ فلسطین کو مفت لے جائیں''۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ارضِ مقدس تھالی میں رکھ کر یہود کو پیش کر دی گئی اور عالم اسلام کو حصوں بخروں میں تقسیم کرکے اتنا کمزور کر دیا گیا کہ وہ یہود جیسی بزدل اقلیت کے مقابلے کے قابل نہ رہا۔ مصطفیٰ کمال پاشا نے تو خلافت ہی کے خاتمے کا اعلان کر دیا، گویا وہ سائبان ہی گرا دیا جو اگرچہ کمزور تھا لیکن اس کی چھاؤں تلے حالات کے ستائے ہوئے مسلمانوں کو ستانے کا موقع مل جاتا تھا۔

موجودہ دور میں مجاہدین فی سبیل اللہ نے افغانستان میں خلافت کی ابتدائی صورت امارت اسلامی کی بنیاد رکھی جو آگے جا کر عالمی خلافت کی صورت اختیار کر جاتی لیکن کفار کو وہ نہ بھائی اور اُنہوں نے اُسے ختم کرنے کی ٹھان لی مگر اللہ کی نصرت سے وہ ان شاءاللہ جلد دوبارہ قائم ہونے کو ہے۔

خلافت علی منہاج النبوۃ کا بہت زیادہ مقام و مرتبہ شریعت نے بیان کیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ صحابہ کرامؓ جو کہ کتاب و سنت کے اولین مخاطب تھے، ان کی نظر میں خلافت کی اہمیت اس قدر تھی کہ جب تک خلیفہ کا تقرر اور اس کے دستِ حق پر بیعت نہیں کر لی گئی، اُس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کی تدفین نہیں کی گئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نظر میں خلافت کی اہمیت ایک تو اس لیے تھی کہ مرکزِ خلافت کے بغیر مسلمانوں میں اتحاد کو برقرار رکھنا ممکن نہیں۔ اس کی دوسری وجہ اسلام کے ان اجتماعی اور معاشرتی احکام کا نفاذ تھا جن پر عمل خلیفہ کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا، اور شرعی قاعدہ یہ ہے کہ ''جس چیز کے بغیر کوئی فرض پورا نہ ہو سکتا ہو وہ چیز بھی فرض ہوتی ہے'' اس قاعدے کی رو سے ایسے حکمران یعنی خلیفہ کا تقرر فرض ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں اسلامی احکامات کو نافذ کرے۔

یہ امر حیرت انگیز اور باعثِ شرم بھی ہے کہ ایک ایسا فریضہ جس کے قیام سے اسلام کے بیسیوں احکامات زندہ ہوتے ہیں اور امت کی عظمتِ رفتہ بحال ہوتی ہے اس کی طرف سے عوام اور خواص میں بے اعتنائی اور غفلت پائی جاتی ہے، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ کے تقرر اور اس کی بیعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھی، جب کوئی نبی وفات پاجاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا، جب کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے بلکہ کثرت سے خلفا ہوں گے''۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''تم ایک کے بعد دوسرے کی بیعت کو پورا کرو اور اس کا حق ادا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے اس ذمہ داری اور رعیت کے بارے میں سوال کرے گا جو اس نے انہیں عطا کی تھی''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خلیفہ ہی وہ ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے تحفظ حاصل ہوتا ہے"۔

علمائے کرام کے ہاں یہ امر متفقہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ ہی کی بدولت خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوئی اور اس کی حفاظت ہوئی اور آج بھی جہاد فی سبیل اللہ ہی بدولت قائم ہو سکتی ہے۔ آج ہمیں چاروں طرف سے جمہوریت جمہوریت کے نعرے سنائی دیتے ہیں۔ مسلم سیاست دان اسے آسمانی حکم سمجھ کر اس کا ورد کرتے ہیں اور غیر مسلم ان مسلمانوں کو قابل گردن زدنی قرار دیتے ہیں جو مسلم ممالک میں خلافت کے احیا کے لیے کام کر رہے ہیں۔ ہر صاحبِ علم جانتا ہے کہ جمہوریت اسلام کا نظام حکومت نہیں، کیونکہ اسلام میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی شریعت کو حاصل ہے، جب کہ جمہوریت میں اقتدارِ اعلیٰ عوام کے پاس ہے۔ اس کے باوجود جمہوریت کے لیے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی جاتی ہیں، اس کی خاطر خون دیا جاتا ہے اور اسے مقصدِ زندگی بنالیا جاتا ہے۔ دراصل ہمارے تمام مسائل کا حل خلافت کے نظام میں پوشیدہ ہے، اور اللہ کے نزدیک پسندیدہ نظام صرف خلافت ہے...نہ کہ جمہوریت، سوشلزم، کمیونزم، سرمایہ داریت اور کوئی دوسرا نظام!

آج مسلمانوں میں کتنے لوگ جانتے ہوں گے کہ آج سے ٹھیک چھیانوے سال پہلے ۲۸ رجب کو انگریزوں کی گہری سازش کے نتیجے میں مسلمانوں کی خلافت کا خاتمہ ہوا۔ مسلمانوں پر اغیار کی تہذیب کے جو اثرات عالمی سطح پر محسوس کیے جا رہے جن کی وجہ سے وہ ضروریاتِ دین سے بڑی تیز رفتاری سے بیگانہ ہوتے جا رہے ہیں اس کے پیش نظر مسلمانوں کے حاشیہ خیال سے بھی یہ بات محو ہو چکی ہے کہ خلافت کا احیا اور استحکام بھی ان کے بنیادی دینی فرائض میں شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دنیا میں اپنا خلیفہ نامزد کیا ہے، خلیفہ ہونے کا مطلب دینی، سیاسی اور سماجی ہر طرح کے امور کی نگہداشت، ارتقا، استحکام اور قیامِ عدل کی مساعی کو بروئے کار لانا ہے۔ اس کی عظیم الشان ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے بوساطت پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے دوشِ ناتواں پر ڈالی ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمان اس حقیقت کا گہرا شعور وعرفان رکھتے تھے اسی لیے انہوں نے قیام خلافت کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کا احیا کیا اور جہاد کے لیے اپنا تن من دھن سب کچھ وار دیا، ہر دوسری بات پر اس بات کو ترجیح دی۔ عدل و قسط کے قیام کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ اس کے نتیجے میں ایک عالمی خلافت کا قیام عمل میں آیا جو مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد واتفاق قائم رکھنے کی کوشش کرتی تھی۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتی تھی۔ مساجد، مدارس، سرایوں اور مسافر خانوں کا قیام روبہ عمل لاتی تھی، عوام الناس کو تحفظ دیتی تھی، معاشرے کو فواحش منکرات اور بے حیائی سے پاک کرتی تھی۔ زکوٰۃ کا نظام قائم کر کے اس کی تقسیم کا نظم کرتی تھی۔ علما کے وظائف مقرر کرتی تھی، جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ساز و سامان اور ہتھیاروں کی فراہمی ممکن بناتی تھی، حدود کو قائم کرتی تھی، خواتین کی عزت وناموس کی حفاظت کرتی تھی۔ لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے کوشاں تھی، سرحدوں کی حفاظت کا انتظام کرتی تھی۔

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ تمام دنیا کے لوگوں کے لیے پیغامِ رحمت ہے۔ خلافت سے جو برکتیں حاصل ہوتی ہیں ان کا احاطہ ممکن ہی نہیں حتیٰ کہ جب خلافت منہج نبوی پر برقرار نہ رہی بلکہ بہت کچھ بے اعتدالیوں کا شکار ہو گئی تب بھی اس کے ذریعے خیر وبرکت کے چشمے جاری تھے اور وہ موجودہ 'بغیر ماانزل اللہ' کے نظام سے تو لاکھ درجے بہتر تھی۔ سترھویں اور اٹھارھویں صدی عیسوی میں جب یورپ نے دنیا کے باشندوں کو غلام بنانا شروع کیا تو اس وقت انہوں نے اپنی تمام تر طاقت مسلمانوں کے اندر سے روحِ جہاد نکالنے اور خلافت کو مٹانے میں لگادی۔

یورپ نے اپنی زبان، تہذیب، کلچر، معتقدات اور رسومات کو ساری دنیا پر جبراً نافذ کرنے کی کوشش کی حتیٰ کہ اس سلسلے میں انہوں نے عام انسانی اور اخلاقی قدروں کو بھی پامال کرنے سے گریز نہ کیا۔ افریقہ اور ایشیا کے کمزور ملکوں کے باشندوں کو غلام بنا کر جانوروں کی طرح بیچنے کی تجارت کو فروغ دیا۔ انسانوں کے درمیان نفرت کے بیج بودیے۔ جنگ وتشدد کے شعلے بھڑکائے۔ یورپ کے ان ناپاک عزائم کی تکمیل میں اسلام ہی سب سے بڑی رکاوٹ تھی اور اسلام عبارت ہے قیام خلافت سے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک خلافت قائم رہتی تب تک یورپ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل نہ کر سکتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے خلافت کی جڑوں کو کھودنا شروع کیا۔ اور خلافت کو، جس کی تعمیر وترقی میں صدیوں تک مسلمانوں نے اپنا خونِ جگر لگایا تھا، ٹکڑوں میں بانٹ دیا۔ اسلامی مرکز کے عین قلب میں ممسوخ یہودیوں کی ناجائز ریاست کا قیام عمل میں لایا۔ اس زمانے میں مسلمانوں کی خاصی تعداد لذت پرستی اور عیش کوشی میں مست تھی۔ وہ دینی، سیاسی اور معاشی لحاظ سے بھی پسماندہ تھے۔ لہٰذا ان کے خلاف یورپ کا ہر وار کارگر ثابت ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے ۱۹۲۴ء میں اپنے ایک زر خرید ایجنٹ مصطفیٰ کمال پاشا کے ذریعے خلافت کا خاتمہ کر دیا۔

؎ چاک کر دی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی اپنوں کی دیکھ اوراروں کی عیاری بھی دیکھ

اب الحمدللہ دنیا بھر میں صومالیہ، یمن، الجزائر سے لے کر شام، عراق، افغانستان، پاکستان، چیچنیا تک جہاد فی سبیل اللہ کی محنت سے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کے لیے مجاہدین کوشاں ہیں اور اللہ کی مدد ونصرت سے کامیابی بہت قریب ہے!!!

☆☆☆☆☆

یوم سقوط خلافت...وہ دن جب مسلمان یتیم ہو گئے

عمران یوسف زئی

آج ہماری حالت یہ ہے کہ عدم تحفظ کا خوف پوری قوم کو جکڑے ہوئے ہے، حتیٰ کہ لاقانونیت کی اِس بڑھتی ہوئی فضا میں ہماری فوج اور پولیس بھی محفوظ نہیں ہے۔ معاشی مشکلات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور یہ سلسلہ کہیں تھمتا نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ وہ چیز جو ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہے یعنی اسلام، وہ بھی مغرب کی تہذیبی یلغار کی زد میں ہے۔ اس استعماری مسلط کردہ نظامِ حکومت نے ہمیں ہر جگہ ناکامی اور مایوسی سے دوچار کیا، یہاں تک کہ آج صورت حال یہ ہے کہ ہم اپنے حکمرانوں سے نفرت کرتے ہیں اور یہ حکمران اسلام سے ہماری وابستگی کی وجہ سے ہم سے نفرت کرتے ہیں۔

لیکن ابھی تک کچھ مسلمان یہ معلوم نہیں کر سکے کہ آخر ایسا کیوں ہے۔ اس کی محض ایک ہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی ڈھال یعنی مسلمانوں کا امام اور خلیفہ موجود نہیں جس کے پیچھے مسلمان متحد ہو سکیں اور دشمن کا مقابلہ کر سکیں۔ اس ڈھال کو استعمار نے مصطفیٰ کمال کے ساتھ مل کر توڑ ڈالا اور مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔ یہ سانحہ ۲۸ رجب ۱۳۴۲ھ (بمطابق ۳ مارچ ۱۹۲۴ء) کو پیش آیا۔ لیکن آج مسلمان اپنی تاریخ کے اس افسوسناک ترین دن کو اس طرح یاد نہیں کرتے جیسا کہ اس کو یاد رکھنے کا حق ہے۔ یہ سقوطِ خلافت کا دن ہے۔

اگر وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو یہ کہنا ہرگز غلط نہیں ہو گا کہ خلافت کا سقوط دراصل مسلمانوں کی ۱۳ صدیوں کی شان و شوکت، عظمت، تحفظ اور مسلمانوں کی وحدت کا خاتمہ تھا۔ یہ وہ دن ہے جب مسلمان پوری دنیا میں عزت و تعظیم سے محروم ہو گئے اس کے بعد دنیا میں مسلمانوں کا کوئی پرسانِ حال نہ رہا، مسلمان بے قیمت، آسان ترین شکار اور مالِ مفت بن کر رہ گئے۔ جس کا جی چاہے، مسلمانوں کو لوٹے، مارے، ذبح کرے یا پکڑ کر جیلوں میں بند کر دے۔ یہ وہ دن ہے جب مسلمانوں کے اتحاد کی آخری نشانی اور ادارے (یعنی خلافت) کو کُچل دیا گیا۔ اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ کو مسلمانوں کی ڈھال کہا ہے، اس دن اس آخری ڈھال، خلیفہ عبدالمجید ثانی کو سوئیزرلینڈ جلاوطن کر دیا گیا۔ اسلام کی جگہ سیکولرازم کا نفاذ ہوا اور اسلام کی ایک ایک نشانی کو دارالخلافہ استنبول (اسلامبول) ہٹانے کا عمل شروع ہوا۔

ہندوستان کے مسلمانوں نے انگریزوں کو خلافت کو تباہ کرنے سے روکنے کے لیے اپنی تاریخ کی پہلی اور انتہائی زبردست سیاسی مہم چلائی جسے تاریخ کے اوراق 'تحریکِ خلافت' کے نام سے جانتے ہیں۔ تاہم بدقسمتی سے مسلمانوں کے اندر موجود بعض غداروں کی موجودگی کے باعث خلافت کی تباہی کو روکا نہ جا سکا۔ یہ ۲۸ رجب ۱۳۴۲ ہجری بمطابق ۳ مارچ ۱۹۲۴ء کو ترکی میں خلافتِ عثمانیہ کا انہدام ہی تھا کہ جس کے بعد وہی کفار جو خلافت کا سامنا کرنے سے ڈرتے تھے، اب خوش تھے، جب مصطفیٰ کمال نے خلافت کی بجائے سیکولر ریاست کی بنیاد رکھ دی۔ اُس وقت کے برطانوی سیکرٹری خارجہ لارڈ کرزن نے برطانوی پارلیمنٹ میں فخر سے کہا:

> ''حقیقت یہ ہے کہ ترکی تباہ ہو چکا ہے اور اب دوبارہ کبھی نہیں اُٹھ سکے گا۔ کیونکہ ہم نے اس کی روحانی طاقت کو تباہ کر دیا ہے، یعنی اسلام اور خلافت کو''۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرمادیا تھا:

> ''اسلام کی گرہیں ایک ایک کر کے کھل جائیں گی۔ سب سے پہلی گرہ جو کھلے گی وہ نظامِ حکمرانی (یعنی خلافت) جب کہ سب سے آخری گرہ نماز کی ہو گی''۔

اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ ۹۶ برس قبل رجب کی ۲۸ تاریخ کو خلافت کے انہدام کے بعد ہی استعماری کفار کے اثر و رسوخ کی جڑیں تمام تر اسلامی علاقوں میں مضبوطی سے پیوست ہو گئیں۔ استعماری کفار نے مسلمانوں کے علاقوں کے حصے بخرے کر دیے اور اب انہیں پچاس سے زیادہ ٹکڑوں میں تقسیم کیا جا چکا ہے، جو آج اسلامی ممالک کہلاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ہر حصے پر ایک کے بعد دوسرے ایجنٹ حکمران کو مسلط کیا، جنہیں یہ کفار حکم دیتے ہیں اور یہ حکمران اُن کے حکموں کو پورا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔

خلافت کے انہدام کے بعد ہی کفار نے اِسراء و معراج کی بابرکت سرزمین یعنی فلسطین پر یہودیوں کو ایک ریاست عطا کی، اور انہیں وہ وسائل اور ذرائع مہیا کیے جس کے ذریعے وہ اس ناجائز قبضے کو برقرار رکھ سکیں۔ اس کا اولین ذریعہ یہودی ریاست کے ارد گرد موجود مسلم ممالک کے حکمران ہیں جنہوں نے اس یہودی ریاست کو امن و تحفظ کی ضمانت فراہم کی۔ علاوہ ازیں ان حکمرانوں نے یہودیوں کے خلاف ہر جنگ میں اس بات کی نگرانی کی کہ یہ جنگ مسلمانوں کی شکست پر منتج ہو۔ اس کے نتیجے میں یہودی ریاست کے ناقابلِ شکست ہونے کا تاثر پیدا ہوا، جس کے نہ یہودی قابل ہیں اور نہ ہی ماضی میں کبھی انہیں یہ اعزاز حاصل رہا ہے۔

خلافت کو گرانے کے بعد استعماری کفار نے برصغیر کی اسلامی سرزمین کا زیادہ تر حصہ ہندو مشرکین کے حوالے کر دیا، اگرچہ مسلمانوں نے اس (پورے برصغیر) علاقے کو ہندوؤں کی ظالمانہ حکمرانی سے آزادی دلائی تھی اور اس کے بعد مسلمان کئی صدیوں تک برصغیر پر اسلام کے نور سے حکمرانی کرتے رہے تھے۔ استعماری کفار کشمیر کو امتِ مسلمہ کے لیے ایک رِستے ہوئے زخم کی مانند چھوڑ گئے، جب انہوں نے کشمیر کو مسلم اکثریتی علاقہ ہونے کے باوجود ہندوؤں کی اتھارٹی میں دے دیا۔ اور ۱۹۷۱ء میں استعماری کفار نے ہندو مشرکین کی مدد سے پاکستان کی خونی تقسیم کو یقینی بنایا، جس نے مسلمانوں کو مزید کمزور اور تقسیم کر دیا۔

یہ ایک افسوس ناک صورتِ حال ہے کہ ہم کفار کے سامنے کمزور ہیں، اپنے نقصانات گن رہے ہیں اور ایک کے بعد دوسری مصیبت میں مبتلا ہو رہے ہیں؛ اگرچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں جو وسائل عطا کیے ہیں وہ کفار سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ امتِ مسلمہ اس وقت جن علاقوں اور آبادی کی مالک ہے وہ امریکہ سمیت دنیا کی تمام بڑی طاقتوں سے زیادہ ہے۔ بلاشبہ صرف پاکستان ہی کا رقبہ تقریباً برطانیہ اور فرانس کے مجموعی حجم کے برابر ہے۔ اور پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے اور اس کی آبادی روس، فرانس اور برطانیہ سے زیادہ ہے۔ اسلامی سرزمین میں مغربی ممالک سے ۱۸ گنا زیادہ تیل موجودہ ہے۔ پاکستان، ترکی، مصر، شام، انڈونیشیا، سعودی عرب اور مراکش کی مجموعی فوج کی تعداد ۳۰ لاکھ سے زائد ہے۔ یہ تعداد عراق میں موجود امریکی فوج سے بیس گنا زیادہ ہے، وہ امریکی فوج جو کہ معمولی اسلحہ رکھنے والے عراقی شہریوں کا سامنا کرنے سے بھی گھبراتی ہے۔ بلاشبہ ہماری کمزوری وسائل کی کمی کی وجہ سے نہیں کیونکہ ہمیں تو ایسے وسائل وذرائع سے نوازا گیا ہے جو دنیا کی بڑی طاقتوں کے پاس بھی نہیں ہیں۔

اس کی واحد وجہ ہماری ڈھال یعنی ریاستِ خلافت کا موجود نہ ہونا ہے۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

> ''بے شک خلیفہ ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے تحفظ حاصل ہوتا ہے''۔

آج کل کا میڈیا خلافت کو عموماً ایک پسماندہ نظام کے طور پر پیش کرتا ہے جیسے کہ وہ پتھروں کے دور کی بات ہے اور اس نظام میں خلیفہ محض عیاشی کے علاوہ کچھ نہیں کر رہا تھا جب کہ عوام کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ کم وبیش یہی بات ہندوستان کے مسلم حکمرانوں کے متعلق کی جاتی ہے۔ اِن لوگوں کی جانب سے خلافت کی تاریخ کا مطالعہ کبھی بھی حکمرانوں کی ذاتی زندگیوں سے آگے نہیں بڑھ پاتا۔ لیکن جیسے ہی آپ اُس معاشرے میں بسنے والے لوگوں کی بہترین معاشی حالت، عوام الناس کی بنیادی ضروریات کی تکمیل، زکوۃ وصول کرنے والوں کا فقدان، مسلمانوں کی طاقت ور ترین عسکری قوت، ہزار سال تک دنیا پر حکمرانی، فرقہ پرستی کا نہ ہونا اور سائنسی، ثقافتی اور تہذیبی ترقی کا تذکرہ کریں تو ان حضرات کا منہ کھلا کا کھلا رہ جاتا ہے۔ ان خلفا نے اس امت کے ہزاروں مربع میل کے علاقوں کو اسلام اور عربی زبان کی طاقت سے متحد کیا اور آج کے روشن خیال، دانش ور اور ترقی پسند حکمران صرف پانچ صوبوں کو متحد نہیں رکھ سکے۔

ہم اس ضمن میں تاریخ کے اوراق سے چند واقعات قلمبند قلم بند کرنا چاہتے ہیں تاکہ معزز قارئین خلافت کی موجودگی میں مسلمان کی شان وشوکت اور عزت وو قار کی ایک جھلک ملاحظہ کر سکیں نیز یہ بھی جان سکیں کہ کس طرح عالمی سیاست خلافت کے فیصلوں سے اثر انداز ہوا کرتی تھی۔

۱۔ برطانیہ، سویڈن اور ناروے کے بادشاہ، جارج دوم کا خلیفہ ہشام سوئم کو لکھا گیا یہ خط ریاست کی تعلیمی اور سماجی ترقی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ جارج دوئم تحریر کرتا ہے:

> ''ہم نے آپ کی تعلیم گاہوں اور صنعتوں کی عظیم ترقی اور ان کی بہتات کے متعلق سنا ہے... لہٰذا ہماری بھی یہ خواہش ہے کہ ہمارے بیٹے بھی ان اعلیٰ اقدار کو سیکھیں تاکہ یہ آپ کے نقش قدم پر چلنے کے لیے ایک اچھی ابتدا ہو اور اس کے ذریعے علم کی روشنی ہمارے ملک میں بھی پھیل سکے جو کہ چاروں جانب سے جاہلیت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے۔
>
> آپ کا تابع دار خادم، جارج دوئم''۔

۲۔ تقریباً دو سو سال قبل عثمانی خلیفہ سلیم سوئم (۱۷۸۹ء-۱۸۰۸ء) کے دور حکومت میں خلافت کا الجزائر کا گورنر اس وقت کے امریکہ سے سالانہ چھ سو بیالیس ہزار ڈالر سونے کی صورت میں اور بارہ ہزار عثمانی سونے کے سکے بطور جزیہ وصول کرتا تھا۔ اس ٹیکس کے جواب میں الجزائر میں امریکی قیدیوں کی رہائی اور امریکی جہازوں کی بحرالکاہل Atlantic Ocean)) اور بحر قلزم (Mediterranean Sea) سے حفاظت کے ساتھ گزرنے کی گارنٹی دی جاتی تھی کہ عثمانی خلافت کی بحریہ ان پر حملہ نہیں کرے گی۔

۳۔ فرانسیسی بادشاہ فرانسس اول کو ۱۵۲۵ء میں Paviaa کی جنگ میں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ بادشاہ کی گرفتاری فرانس کے لیے توہین آمیز واقعہ تھا لیکن اس کی افواج اس کو قید سے نجات نہیں دلا سکتی تھیں۔ فرانس نے خلیفہ کو مدد کے لیے پکارا۔ سلیمان نے نمائندے کو ایک خط دیا جس کہ الفاظ یہ تھے:

> ''ہمیں آپ کے نمائندے کی طرف سے خط مل گیا ہے جس میں آپ نے تحریر کیا ہے کہ آپ کے دشمنوں نے آپ کے ملک پر حملہ کیا اور آپ کو قیدی بنایا ہے اور آپ اپنی رہائی کے سلسلے میں ہماری مدد چاہتے ہیں۔ ہم نے آپ کی درخواست کا جواب دے دیا ہے، پس آپ بے فکر ہو جائیں اور پریشان نہ ہوں''۔

یہ تھا خلیفہ سلیمان القانونی کا جواب اور خلافت نے اپنا بین الاقوامی اثر ورسوخ اور فوجی قوت کو فرانس کے بادشاہ کی رہائی کے لیے استعمال کیا۔

۴۔ خلافت کے نظام حکومت کو دیکھیں اور اس کے زبردست ادارے قاضی مظالم کو (وہ قاضی جو کہ حکمرانوں کے خلاف شکایات سنتا ہے اور ان کا خاتمہ کرتا ہے)۔ تیسری صلیبی جنگ کے دوران میں سویڈن کا بادشاہ، چارلس سوئم کو مسلمانوں نے قیدی بنا لیا اور چار سال تک وہ مسلمانوں کی قید میں رہا۔ رہائی کے بعد اپنے وطن پہنچنے کے بعد جو پہلا حکم جاری کرتا ہے وہ محتسب (Ombudsman) کے ادارے کا قیام ہوتا ہے جس کا وہی کردار ہوتا ہے جو کہ قاضی کا ہے۔

۵۔ایک عورت کی پکار پر خلیفہ معتصم باللہ کی افواج کو متحرک کرنے اور روم کی اینٹ کی اینٹ بجادینے کا واقعہ کس کو یاد نہیں۔ نیز ایک عورت کی پکار پر حجاج بن یوسف، جسے اسلامی تاریخ میں سب سے بڑھ کر ظالم و جابر والی گردانا جاتا ہے، نے اپنے بھتیجے کو سندھ کے راجہ کو سبق سکھانے اور مسلم بہن کو بازیاب کرنے بھیج دیا۔ جو پھر برصغیر کے کروڑوں عوام کے مسلمان ہونے کا باعث بنا۔ مگر افسوس آج پچاس سے زائد گونگے بہرے اور اپاہج مسلم حکمرانوں کو عراق، افغانستان، لبنان، چیچنیا اور کشمیر سے ہزاروں مسلم بہنوں کی چیخ و پکار سنائی نہیں دیتیں۔

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے

وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں

کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سر دارا

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں

مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارہ

خلافت اپنے کمزور ترین دور میں بھی مسلمانوں کے لیے ڈھال تھی۔ اس کی دو مثالیں ہی کافی ہیں۔

۱۔۱۹۰۱ء میں خلیفہ سلطان عبدالحمید ثانی نے عالمی صیہونی تنظیم کے سربراہ ڈاکٹر ہرٹزل کی اُس پیش کش کو ٹھکرا دیا جس میں اس نے فلسطین کے کچھ حصہ پر یہودی آبادکاری کے بدلے میں ایک خطیر رقم دینے کی تجویز دی تھی۔ خلیفہ نے کہا:

''میں فلسطین کی زمین کا ایک بالشت بھر حصہ بھی کسی کے حوالے نہیں کر سکتا کیونکہ یہ زمین میری نہیں کہ جس کو میں قربان کر سکوں۔ فلسطین مسلم اُمہ کی زمین ہے... میرے لوگوں نے اس کے لیے سخت جنگیں لڑی ہیں اور اس کو اپنے خون سے سیراب کیا ہے۔ یہودی اپنے لاکھوں اپنے پاس رکھیں۔ ہاں اگر ایک دن خلافت کا خاتمہ ہو گیا تو یہ فلسطین کو مفت لے لیں۔ لیکن جب تک میں زندہ ہوں، تو میرے لیے یہ آسان ہے کہ میرے جسم کو قینچیوں سے کاٹا جائے بجائے اس کے کہ فلسطین کو خلافت سے جدا کر دیا جائے، ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ میں اپنے جسموں کے ٹکڑے کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا جب تک میں زندہ ہوں''۔

اس مردِ حق کی بات سچ نکلی۔ خلافت کے سقوط کے بعد یہودیوں نے اسے مفت میں ہی حاصل کر لیا۔ یاد رکھیں کہ جس وقت خلیفہ نے یہ جواب دیا تھا اس وقت خلافت پر قرضوں کا بار تھا اور یہ وہ وقت تھا جب کمزوری چھا چکی تھی۔

۲۔ صرف سو سال قبل جب مغرب خلافت عثمانیہ کو ''یورپ کا مردِ بیمار'' کہہ کر اس کا مذاق اڑاتا تھا۔ انہی دنوں میں فرانس میں ایک ڈرامہ سٹیج کیا گیا جسے والٹر نے تحریر کیا تھا اور اس میں نبی اکرم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی گئی تھی۔ خلیفہ عبدالحمید ثانی نے فرانس کے سفیر کو بلوایا، اسے طویل وقت تک انتظار کروانے کے بعد خلیفہ مکمل جہادی لباس زیبِ تن کر کے نمودار ہوا۔ پھر اس نے فرانسیسی سفیر کے سامنے تلوار رکھی اور اسے فوراً نکل جانے کا حکم دیا۔ فرانس خلیفہ کے پیغام کو سمجھ گیا اور اپنے عمل سے باز آ گیا۔ برطانیہ کو بھی یہی وارننگ دی گئی۔ اس نے جواب دیا کہ ڈرامے کی ٹکٹیں فروخت ہو چکی ہیں اور ڈرامے پر پابندی عائد کرنا لوگوں کی آزادی پر ضرب لگانے کے مترادف ہے۔ اس پر خلیفہ نے واضح الفاظ میں برطانیہ کے لیے پیغام جاری کیا۔

''میں امت مسلمہ کو یہ فتویٰ جاری کر دوں گا کہ برطانیہ ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر رہا ہے۔ میں جہاد کا اعلان کر دوں گا''۔

چنانچہ جب برطانیہ تک خلیفہ کا الٹی میٹم پہنچا تو اس نے بھی ڈرامہ پر پابندی لگا دی۔ یہاں پر اس بات کو دھرانے کی ضرورت نہیں کہ ڈنمارک نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو ہمارے حکمرانوں کا ردعمل کیا تھا۔

یقیناً ۲۸ رجب ۱۳۴۲ ہجری (۳ مارچ ۱۹۲۴ء) کو مسلم امت یتیم ہو گئی تھی۔ بے شک جس چیز کی اب ہمیں نہ صرف اشد ضرورت ہے بلکہ جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں وہ خالص اسلامی خلافت کی بحالی ہے۔ وہ نظام جو کہ ہر طرح تمام زمانوں سے ہم آہنگ، آزمایا ہوا اور لامحدود دانائی کی بنیاد سے اخذ کیا گیا ہے یعنی اسلامی عقیدہ سے۔ اور جسے قائم کرنے کو فقہا نے ام الفرائض اور الفرائض الاساسی قرار دیا ہے۔ نیز اس کے دوبارہ قیام کی بشارت ہمیں الصادق والامین صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی ہے:

''تم میں نبوت باقی رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ اس کو اٹھا لے گا۔ پھر خلفائے راشدین کا دور آئے گا اور یہ باقی رہے گا جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ اس کو اٹھا لے گا۔ پھر کاٹ کھانے والی بادشاہتوں کا دور آئے گا اور یہ باقی رہیں گی جب تک اللہ چاہے پھر اللہ ان کو اٹھا لے گا۔ پھر جابر بادشاہوں کی حکومتیں ہوں گی اور یہ باقی رہے گی جب تک اللہ چاہے، پھر اللہ اس کو اٹھا لے گا اور پھر تم میں دوبارہ خلافت علیٰ منہاج النبوی قائم ہو گی، اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔''

☆☆☆☆☆

عقائدِ اسلام

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی نور اللہ مرقدہ

یہ اقتباسات حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی نور اللہ مرقدہ کی کتاب ''عقائد اسلام'' سے لیے گئے ہیں

موجودہ زمانہ کے گمراہ فرقے:

ہندوستان کے اسلامی حکومت کے زوال اور انگریزی حکومت کے قیام کے بعد سب سے پہلا گمراہ فرقہ جو پیدا ہوا وہ فرقہ نیچریہ ہے۔

فرقہ نیچریہ:

ہماری مراد فرقہ نیچریہ سے وہ لوگ نہیں جن کو زمانۂ سابق میں طبیعیہ اور دھریہ کہا جاتا تھا۔ کہ عالم میں جو کچھ بھی ہے وہ نیچر یعنی مادہ اور طبیعت کے اقتضا سے ہے۔ خدا تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کو اس میں دخل نہیں اور یہ سارا عالم مادہ اور روح سے مل کر بنا ہے اور یہ دونوں چیزیں غیر فانی ہیں۔ بلکہ فرقہ نیچریہ سے ہماری مراد وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے علوم جدیدہ حاصل کر کے احکام شریعت کے قبول کرنے کے لیے اپنی جزوی عقل کو معیار بنایا اور مغربی تہذیب و تمدن کو حق اور باطل اور حسن اور قبح کا مدار ٹھہرایا۔

۱۔ کہ شریعت کی جو چیز ان کی جزوی عقل کی سمجھ سے باہر ہو وہ قابل قبول نہیں یا جو چیز یورپ کے تہذیب اور تمدن کے خلاف ہو وہ درست نہیں۔ شریعت کی جو چیز اُن کی ناقص عقل میں آجائے وہ تو حق ہے اور جو چیز ان کی لنگڑی اور لولی عقل میں نہ آئے یا یورپ کے نزدیک وہ ناپسندیدہ ہو، وہ ان کے نزدیک قابل قبول نہیں اگرچہ قرآن اور حدیث اس کی شہادت دیتے ہوں۔

۲۔ چنانچہ اس فرقہ کے لوگ انبیائے کرام کے معجزات اور اولیا کی کرامات کے قائل نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے لیے آتش نمرود کے بَردِ وسَلَام ہونے کے قائل نہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے عصا کے مارنے سے بارہ چشموں کے جاری ہونے کے قائل نہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کے قائل نہیں وغیرہ وغیرہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر اور معراج جسمانی کے قائل نہیں۔

۳۔ فرشتوں اور جنات کے وجود کے قائل نہیں۔ امام مہدی کے ظہور کے قائل نہیں۔

۴۔ آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ میں اپنی رائے اور خیال سے ایسی تاویلیں کرتے ہیں کہ جو تاویل کے درجہ سے نکل کر تحریف کے درجہ میں پہنچ جاتی ہے۔

۵۔ انبیائے کرام کو ایک حکیم اور فلاسفر یا مصلح قوم سے زیادہ مرتبہ نہیں دیتے۔

۶۔ یورپ کی تہذیب اور تمدن کے عاشق اور دلدادہ ہیں اور

۷۔ اسلامی تمدن کی ہنسی اور مذاق اڑاتے ہیں۔

ان کی زندگی کا نصب العین علمائے دین کو برا کہنا ہے۔ جس طرح ممکن ہوتا ہے علمائے دین سے لوگوں کو متنفر اور بے زار کرتے ہیں، جس کا مقصد یہ ہے کہ جب علمائے دین ذلیل اور بے وقعت ہو جائیں گے تو علم دین بھی ذلیل اور بے وقعت ہو جائے گا اور جب دینِ اسلام کا علم نہ رہے گا تو خود اسلام بھی نہ رہے گا۔ اس لیے کہ کسی دین اور مذہب کا باقی رہنا اس کے علم کے باقی رہنے پر موقوف ہے۔

اگر لوگ خود تو علمِ طب پڑھنا چھوڑ دیں اور جو طبیب ہیں ان کی ہنسی اڑانے لگیں، نتیجہ اس کا یہ ہو گا کہ لوگ علمِ طب کو ذلیل اور حقیر سمجھ کر علمِ طب پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ جس علم کی تعلیم نہ ہو وہ علم بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب لوگ علمِ دین پڑھنا چھوڑ دیں اور علمائے دین کا مذاق اڑانے لگیں تو ایسی حالت میں کون علمِ دین پڑھے گا۔

اس فرقہ کا امام اور پیشوا سر سید احمد خان علی گڑھی بانی علی گڑھ کالج ہے۔ جس کی کتابیں الحاد اور زندقہ سے بھری پڑی ہیں اور مولانا عبد الحق صاحب دہلوی مصنف تفسیر حقانی نے اپنی تفسیر میں سر سید کے عقائد اور خیالات کا خاص طور پر رد کیا ہے اور سر سید کی نام نہاد تفسیر کو ''تحریف القرآن'' سے تعبیر کیا ہے۔ اس شخص نے نصوصِ شریعت میں جو تاویلیں کی ہیں وہ تاویلات نہیں بلکہ بلاشبہ وہ ایسی تحریفات ہیں کہ یہود اور نصاریٰ کی تحریف بھی ان کے سامنے ہیچ ہے۔ و قال اللہ تعالیٰ:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا (حٰم سجدہ: ۴۰)

اور حدیث میں ہے، من فَسَّرَ القرآن برآیہ فقد کفر۔ اس وجہ سے اُسی زمانہ میں کسی عالم نے سر سید کے بعض اقوالِ کفریہ کو نقل کر کے علمائے حرمین سے استفتاء کیا تو علمائے حرمین نے جواب میں یہ الفاظ لکھے:

اعتقادہ فاسد والیھود والنصاری اھون حالا منه ضال مضل وھو خلیفة ابلیس اللعین یکفر لھذا الاعتقاد

اور اس فتویٰ پر حرمین شریفین کے علمائے حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ سب کے دستخط ہیں۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ موسوم بہ امداد الفتاویٰ جلد ششم ص ۱۹۲ میں اس فتویٰ کا ذکر فرمایا ہے اور حضرت حکیم الامت نے فرقہ نیچریہ کے عقائد کفریہ کو بشکل جدول تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور ہر جگہ اس فرقہ کی کتابوں کا حوالہ بھی دیا ہے کہ یہ عقیدہ اور یہ خیال اس فرقہ کے فلاں شخص نے فلاں کتاب میں لکھا ہے اور یہ مفصل جدول امداد الفتاویٰ جلد ۶، ص ۱۷۴ تا ص ۱۹۳ میں مذکور ہے۔

اگر ناظرین کرام اس جدول کو ملاحظہ فرمائیں تو اس ناچیز کو امید واثق اور یقینِ صادق ہے کہ دیکھنے کے بعد ناظرین کرام اس ناچیز کے لکھے ہوئے پر مطمئن ہو جائیں گے اور سمجھ جائیں

گے کہ اس ناچیز نے جو کچھ لکھا ہے وہ کم ہے اور حقیقت اس سے کہیں زیادہ ہے۔اے مسلمانو! اپنے ایمان کی فکر کرو اور دین کے رہزنوں اور قزاقوں سے اس کی حفاظت کرو۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نشاید داد دست

(ص ۱۷۹ تا ۱۸۱)

اسلامی اخوت (یعنی اسلامی برادری) حق ہے بحق ایمان واسلام روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو دینی اور اسلامی بھائی سمجھنا فرض اور لازم ہے۔ کما قال تعالیٰ:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (الحجرات:۱۰)

المسلم اخوالمسلم اور روئے زمین کے کافروں کو اپنا دشمن سمجھنا فرض ہے اور ان سے موالات دوستانہ تعلقات رکھنا حرام ہے۔ قال تبارک وتعالیٰ:

اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا (النسا:۱۰۱)

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ (النساء:۱۴۴)

وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ (النساء:۵۱)

قرآن اور حدیث سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد دین وملت پر ہے، وطن اور زبان پر نہیں۔ایمان اور اسلام کے رابطے اور تعلق کی بنا پر تمام مسلمان ایک قوم ہیں اور کافر دوسری قوم ہیں۔ شریعت کے احکام اسی ایمان اور کفر کی تقسیم پر دائر ہیں...خاص کر احکامِ جہاد...وہ تو صراحتاً ایمان اور کفر کی تقسیم پر مبنی ہیں۔

فتنہ قومیتِ متحدہ:

ایک ملک کے باشندے اور ایک زبان کے بولنے والے عرف زمانہ میں اگرچہ ایک قوم کہلاتے ہیں مگر شریعت مطہرہ کی نظر میں قومیت اور اخوت کا دار و مدار ایمان اور کفر پر ہے۔ شریعت کی نظر میں کافر اور مسلمان دو قومیں علیحدہ ہیں۔ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اگرچہ باپ اور بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔کافر کی نمازِ جنازہ نہیں اور نہ کافر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے اور مسلمانوں کے جنازہ پر کافر کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں اور مسلمان کو کافر کے جنازہ میں شریک ہونے کی اجازت نہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں صراحتاً یہ آیا ہے۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ (التوبۃ:۸۴)

اور اگر کسی مسلمان کا باپ یا بیٹا یا بھائی یا چچا بحالتِ کفر مر گیا ہو تو مسلمان رشتہ دار کو اس مردہ کافر کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ کما قال تعالیٰ:

مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّھُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ (التوبۃ:۱۱۳)

شریعت نے کافروں سے جہاد کو فرض کیا اور عندالضرورت بقدر ضرورت و مصلحت کافروں سے صلح کی اجازت دی اور صلح کے معنی ترک جنگ کے ہیں نہ کہ اتحاد کے۔اس لیے فقہائے کرام نے صلح کا نام موادعت رکھا ہے جو وَدَعَ یَدَعُ بمعنی ترک یترک سے مشتق ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس سے لڑائی نہ کی جائے۔ قرآن کریم نے کفار کو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور اسلام کا اور مسلمانوں کا دشمن بتایا ہے اور ان سے موالات اور دوستی کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے اگرچہ وہ کافر اپنے قریبی رشتہ دار ہی ہوں۔ پس ان احکام کے ہوتے ہوئے کافروں سے اتحاد کب جائز ہو سکتا ہے! اور قرآن اور حدیث میں جو کافروں سے ترک موالات کا حکم آیا ہے سو اس کی علّت کفر ہے نہ کہ غیر ملکی اور پردیسی ہونا۔

رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیّا و رسولا وبالقرآن حکما و اماما وبالمسلمین اخوانا واعوانا۔

عقیدہ:

اسلامی حکومت پر بشرطِ استطاعت و مقدرت کافروں سے جہاد فرض ہے اور بحالت مجبوری صلح جائز ہے۔ جہاد عزیمت ہے اور صلح رخصت کا درجہ ہے (دیکھو شرح سیر کبیر)

(حصہ دوم: ص ۱۱۲، ۱۱۳)

☆☆☆☆☆

اللہ کے دین کے راستے میں ہم میں سے کتنوں کو کبھی پتھر بھی لگے ہیں؟

”ہمارا ایک مزاج بن گیا ہے کہ ہم ’دھکا‘ نہیں کھانا چاہتے۔ تو میں کہا کرتا ہوں کہ اگر دین کی خدمت اس طرح ٹھنڈی ٹھنڈی کرنی ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی خدمت کروالی ہوتی۔ یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ایسی ٹھنڈی ٹھنڈی خدمت کروالی ہوتی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے مراحل سے گزارا کہ جن کے اندر مشکلات بھی ہیں، جن کے اندر ’ٹینشن‘ بھی ہے، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا؟ جہاد کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو خون مبارک بہا، دندانِ مبارک شہید ہوئے...ہم میں سے کتنوں کو کبھی پتھر بھی لگے ہیں؟ ہم پتھر کھانے کو بھی تیار نہیں، ہم تو کہتے ہیں کہ دھکا بھی نہ پڑے، ہمیں کوئی ’اوئے‘ بھی نہ کہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مجنون بھی کہا گیا، کیا کچھ کہا گیا (نعوذ باللہ)۔ لیکن ہماری ایک نفسیات بن گئی ہے کہ میری ’روٹین‘ ڈسٹرب نہ ہو، میں اپنی روٹین میں رہوں۔ ساری چیزوں کے لیے ہمیں تیار رہنا چاہیے اور ہمیں سرنڈر نہیں کر دینا چاہیے“۔

غازی عبد الرشید شہیدؒ کی علمائے کرام کی ایک محفل میں گفتگو

اپنے منہج سے منحرف کون ہوا؟!

ادارہ نوائے افغان جہاد، شیخ احمد الحمدان حفظہ اللہ کی کتاب "Methodological difference between ISIS and AlQaida" کا اردو ترجمہ سلسلہ وار پیش کر رہا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے داعش کی غلاۃ کی جانب سے عالمی تحریک جہاد اور اُس کے قائدین کے بارے میں کیے گئے منفی اور بے سر و پا پروپیگنڈے اور کذب بیانی کا رد کیا ہے۔ برادرم منصور کوہستانی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اس خدمت پر اُن سے راضی ہوں، آمین۔ (ادارہ)

نقطہ دہم: الطائفۃ الممتنعۃ

عدنانی نے اپنی تقریر ''معذرت! اے امیر القاعدہ'' میں 'جو ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ کو ایک جواب تھا' باہمی مصالحت اور اس افتراق و اختلاف کو ختم کرنے کے طریقے پیش کیے۔ اس کے پیش کردہ نکات میں ایک نکتہ ''منہج کی درستی'' بھی تھا اور مصری، پاکستانی اور افغان فوج کے ارتداد کو کھلم کھلا بیان کرنا تھا۔

چنانچہ ہم پوچھتے ہیں: کیا یہاں العدنانی کی مراد ان افواج کی بطور ادارہ (بحیثیت مجموعی) تکفیر ہے یا ان میں شامل افراد کی فرداً فرداً تکفیر ہے؟[i]

اگر اس کا مدعا بحیثیت مجموعی تکفیر ہے تو یہ بات معروف ہے کہ شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ ان سب گروہوں کو مرتد و کافر ہی سمجھتے ہیں، جیسا کہ ان کے بیان ''الطاغوت'' میں بیان ہے جو ''منبر التوحید والجہاد'' کی ویب سائٹ پر دستیاب ہے اور یہ مبسوط صورت میں ''طاغوت کے خلاف جہاد ایک مقدس راستہ ہے، جو تبدیل نہیں ہوتا'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا، یہ بیان دراصل جو جماعۃ الجہاد مصر 'جو مصری افواج کے خلاف برسرپیکار تھی' کی بنیادی دستاویزات میں سے تھا۔ اس میں طائفۃ الممتنعۃ گروہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا تھا:

> ''اور مرتد حکمرانوں کے اس مخصوص گروہ پر وہی احکامات لاگو ہوتے ہیں اور یہ مرتد ہی گروہ ہے جیسے حکمران اور ان سے معاملات کرنے اور ان کے خلاف جہاد کرنے میں ہم انہیں الگ نہیں بلکہ بطورِ گروہ ہی لیتے ہیں، باوجود اس امکان کے کہ مرتد حکمرانوں کے اس گروہ میں ایسے افراد بھی ہیں جو مسلمان ہیں اور اپنے عذر پیش کرتے ہیں۔ ایسے فرد کا کوئی بھی عذر اور فوج کا ساتھ بھی دینا کسی صورت معتبر نہیں۔ وہ حکمرانوں کی طرح ہی ایک مرتد مانا جاتا ہے''۔

لیکن اگر اس گروہ میں موجود تمام کے تمام افراد کی فرداً فرداً تکفیر کرنا ہی اس کا مطلب ہے کے افراد کی تکفیر نہ کرنا ہی اسکا مطلب ہے - اور بے شک یہی ان کا مطلب ہے جیسا کہ انہوں نے اپنے سرکاری جریدے ''دابق'' کے چھٹے شمارے (صفحہ ۲۰، حاشیہ) میں بیان کیا ہے کہ سلف کا بھی اس بات پر اجماع ہے کہ طائفۃ الممتنعۃ اور اس کے افراد میں کوئی فرق نہیں ہو سکتا!! اسی ذیل میں داعش کا موقف (دابق: شمارہ ۶، صفحہ: ۲۰) میں ہے:

> ''جہاں تک تکفیر اور اس کے چند احکامات کا تعلق ہے تو الظواہری طائفۃ الممتنعۃ اور اس کے انفرادی اراکین کے درمیان امتیاز رکھتے ہیں۔ اور یہ تفریق، ان گروہوں سے متعلق سلف کے اجماع کے خلاف ہے، جو کفر پر اکٹھے ہوں جیسے مزار پرستی اور انسان کے بنائے قوانین... چنانچہ ہم طائفۃ الممتنعۃ میں موجود ہر ہر فرد کو انفرادی طور پر بھی کافر ہی قرار دیتے ہیں''۔

اس بیان سے ہمیں جو بات سمجھ آتی ہے، وہ تو یہی ہے کہ جو کوئی بھی طائفۃ الممتنعۃ میں شامل افراد کی فرداً فرداً تکفیر نہیں کرتا، وہ نا صرف سلف کے اجماع کے خلاف جاتا ہے بلکہ اپنے منہج سے ہی منحرف ہو جاتا ہے۔ اب ہم ان حضرات کا ذکر کرتے ہیں جو داعش کے بقول ''منہج سے منحرف ہو چکے تھے''۔ پھر ہم پوچھیں گے کہ کیا جماعت القاعدہ کے قائدین اور تحریکِ جہاد کے شیوخ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی زندگی میں 'جب کہ داعش کا انحراف سامنے نہیں آیا تھا' اپنے منہج سے منحرف ہو چکے تھے؟ یہ شیوخ الجہاد اس معاملے کو اجماع کے مطابق ہی ضابطہ عمل میں لاتے تھے جو کہ اب ایک شخص کی ایمانداری یا گمراہی ماپنے کی کسوٹی بن گئی یا پھر یہ اجتہادی معاملہ ہے، اور یہ داعش ہی ہے جس نے کچھ ایسا نیا معاملہ پیش کیا جو قائدینِ جہاد اور شیوخ کے منہج سے متصادم ہے؟

شیخ عطیۃ اللہ رحمہ اللہ جو ''القاعدہ اسامہ'' کے قائدین میں سے ہیں' فرماتے ہیں:

> ''تاہم اسی مدعی کے لیے جو کہتا ہے - خصوصاً جو بغیر استثنیٰ تمام لوگوں کی تکفیر کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ تنہا ہی سچائی پر جما ہوا ہے، حالانکہ یہ ماسوائے گمراہی کے کچھ بھی نہیں اور یہ تو دین کا ایک واضح معاملہ ہے اور جو کوئی بھی اس سے اختلاف رکھتا ہے، اس نے توحید کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا اور نہ حق توحید سمجھا!!! میں کہتا ہوں: یہ تو صریح غفلت و گمراہی ہے، یہ جس کی طرف سے بھی آئی ہے، نا قابل قبول ہے۔ بلاشک و شبہ اجتہاد، تحقیق اور غور و فکر کرنے پر منحصر ہے اور یہ تو ایسا علم ہے کہ جسے تحقیق کے میدان میں اترنے اور شواہد کا کھوج لگانے سے ہی حاصل کیا جاتا ہے۔ بہ سبب وجوب، دین کے معروف مسائل میں اجتہاد کی ہر قسم یا شاخ پر لاگو نہیں ہوتی''۔

انہوں نے مزید فرمایا:

---

[i] کچھ علمائے اسلام متفقہ رائے رکھتے ہیں کہ ایک بڑا مجموعہ اگر کفر کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ کافر گروہ کہلائے گا۔ تاہم، گروہ کے افراد کی انفرادی سطح پر تکفیر نہیں کی جاتی جب تک کہ وہ کفر کی اس حقیقت سے لا علم ہوں جس میں وہ مبتلا ہوں۔ اور کچھ علما اس گروہ کے ہر ہر فرد کی تکفیر کرتے ہیں ہیں جو کفر کی حمایت میں ہتھیار اٹھا کر لڑیں (اگرچہ انہیں معلوم نہ ہو کہ یہ کفر ہے)، قاعدہ یہ ہے کہ جو گروہ کفر کا مرتکب ہوا ہے، علمی حیثیت سے وہ کفر الطائفہ کی حالت میں ہو گا (یعنی گروہ کا کفر)۔ تاہم، اس گروہ کے ہر فرد کی تکفیر کرنا ''تکفیرِ معین'' ہے۔

''اور ہمارے حالیہ مسئلہ کی صحیح صورت حال ہے کہ ہم ان سے اسی طریق پر لڑتے ہیں جیسے مرتد سے لڑا جاتا ہے، لیکن جہاں تک تکفیر معین کا معاملہ ہے، ہم محتاط ہیں اور توقف کرتے ہیں... ! اور ہم ایسے اور اسی طرح کے اور بیان دیتے ہیں کہ ''یہ فوج مرتد آمر اور مرتد حکومت کا ایک بازو ہے، جس کے بل بوتے پر وہ حملے کرتے ہیں اور ضربیں لگاتے ہیں اور یہ کہ فوج ان مرتدین کی حامی و معاون ہے اور ان کی محافظ ہے''۔ لیکن تکفیر معین کی کسوٹی پر پرکھنا ایک الگ معاملہ ہے''۔[ii]

اور شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

''بعض اوقات ایسی صورت حال ہوتی ہے کہ طائفۃ الممتنعۃ میں شامل افراد کی تکفیر کرنا جائز نہیں ہے، جو مرتد حکومت کی معاونت کرتے ہیں!''۔

انہوں نے مزید فرمایا:

''یہ معاملہ دوسرے معاملات سے تفاوت رکھتا ہے اور نہ ہی یہ مخالفین اور دلائل کی بھرمار تشکیل دینے کا مستوجب ہے! اسے انحراف اور راست بازی پرکھنے کے معیار پر چھوڑ دو''۔

العدنانی نے بھی اپنی کتاب ''نظارۃ فی الإجماع القطعی'' کے اختتامیہ میں کہا:

''بے شک موجودہ مرتد حکمرانوں کے معاونین کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ آیا وہ انفرادی طور پر کافر ہیں یا نہیں؟...شرعاً جو امور مانعِ تکفیر ہیں، وہ بعض اوقات طائفۃ الممتنعۃ کے افراد میں پائے جاتے ہیں، تو ایسی صورت حال میں یہ جائز نہیں کہ مرتدین میں شامل افراد کی تکفیرِ معین کی جائے، سوائے ان کے جن کی حقیقت بالکل واضح ہے۔ اسی طرح، جو کوئی بھی یہ جانتا ہے کہ طائفۃ الممتنعۃ میں شامل افراد کے پاس کوئی عذرِ شرعی موجود نہیں، تو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ تکفیر معین کرنے میں تذبذب کا شکار ہو۔ اور ان افراد کی تکفیر کرنے یا نہ کرنے کے معاملے وہ تابع ہے کہ مانعِ تکفیر امور موجود ہیں یا نہیں۔ اور اس معاملے کے بارے میں مختلف آرا اور توضیحات موجود ہیں۔ اسی بنیاد پر، یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ ایک خالصتاً اجتہادی معاملہ ہے، جس کو لے کر باہمی افتراق و انتشار پیدا کرنے اور مخالفتیں پالنے کا کوئی جواز نہیں''۔

پھر دوسری جگہ العدنانی نے یہ کہا:

''ان گروہوں کے خلاف، جو اسلام کی مسلمات سے ہٹ گئے ہوں، لڑنے میں علما کے اجماع اور ان گروہوں کی تکفیر کرنے یا نہ کرنے کے معاملے میں اختلاف رائے میں کوئی تعلق نہیں۔ جیسے بعض افراد نے ان دونوں امور کو باہم گڈمڈ کر دیا گیا''۔[iii]

شیخ ابو قتادہ حفظہ اللہ نے داعش کی نظر میں ''منحرف'' ہونے سے قبل فرمایا تھا:

''جب کسی گروہ کا ارتداد واضح ہو جاتا ہے تو کیا یہ ہمارا مقام ہے کہ ہم اس گروہ کے ہر فرد کے کافر ہونے، ارتداد میں جاپڑنے اور پھر جہنمی ہونے کا فیصلہ کریں؟ اس معاملے پر تحقیق کثیر الجہتی ہے اور اس میں موجود شواہد کسی بھی شخص سے تقاضا کرتے ہیں کہ رک کر مزید مطالعہ کرے کیونکہ یہ معاملہ ظن و تخمین پر قائم ہے اور ان معاملات میں سے ہے جس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے''۔[iv]

یہ بات بھی معروف ہے کہ طائفۃ الممتنعۃ کے بارے میں شیخ ابو قتادہ حفظہ اللہ کی فکر، داعش کے منہج سے یکسر مختلف ہے۔

شیخ ابو محمد المقدسی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو لوگ شیخ ابو قتادہ الفلسطینی حفظہ اللہ کی تکفیر کرتے ہیں، ان میں سے کچھ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ سب اس وجہ سے ہے کہ وہ (شیخ ابو قتادہ حفظہ اللہ) پارلیمنٹ میں موجود اسلامی نمائندوں اور طاغوت کے سپاہیوں کی تکفیرِ معین نہیں کرتے''۔[v]

حتیٰ کہ داعش کے شرعی 'ترکی البنعلی نے کہا کہ ''یہ جائز ہے اور اس معاملے میں اجماع سے متعلق مختلف آرا قابل قبول ہیں!''۔ اس نے طائفۃ الممتنعۃ میں شامل افراد کی تکفیر کے معاملے پر (ویب سائٹ) ''منبر'' میں اپنے فتویٰ میں کہا:

''جی ہاں! انفرادی طور پر سپاہیوں اور پولیس والوں کی تکفیر کے معاملے میں مختلف آرا موجود ہیں''۔

القاعدہ خراسان میں لجنۃ الشریعۃ کے ایک رکن شیخ عبد الحکیم حسان رحمہ اللہ نے افواج کے کفر کے معاملے میں کی گئی تحقیق میں فرمایا:

''اس مسئلہ کے بارے میں میرا موقف یہ ہے کہ عمومی نظریاتی اصولوں کا اطلاق، جو ذمہ دار افراد کے متعلق شواہد ملنے پر لاگو ہوتا ہے- اور اس مسئلے کا تعلق اصول یا عقیدہ سے نہیں، بلکہ اس کا تعلق فقہ الواقعہ سے ہے۔ کوئی گناہ گار یا فاسق یا بدعتی ہوئے بغیر اس معاملے میں مختلف فیہ رائے رکھ سکتا ہے،

[ii] أجوبۃ الحسبۃ: ص۱۹۹

[iii] جہاد اور باطل تصورات کی جنگ: صفحہ: ۳۰

[iv] جہاد اور اجتہاد... عکاسی منہج: ص۵۹

[v] ''مسجد ضرار بارے اور طاغوت کے اتحادیوں اور اس کے نمائندوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم'': ص۸۷

بشرطیکہ وہ اس مسئلے کی تحقیق اور مطالعہ کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر کوشش کرتا ہو۔ اور میں اپنے بھائیوں کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ انہیں عمومی شرعی اور خصوصاً ان جیسے اہم مسائل پر تحقیق کرتے ہوئے وسیع النظر ہونا چاہیے۔ اور کسی کو بھی اپنے موقف کو دوسروں سے قبول کروانے میں انتہا پسندی کی سمت نہیں جانا چاہیے۔ اور اس قسم کے مباحث میں نامناسب الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں اور جس نے حق اور علم کی طلب میں اجتہاد کیا، اس پر الزام عائد کرنا جائز نہیں"۔[vi]

شیخ ابو معصب السوری حفظہ اللہ بھی طائفۃ الممتنعۃ کے ہر فرد کو کافر قرار نہیں دیتے، اس کے بارے میں طویل گفتگو میں انہوں نے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے فرمایا

"شریعت کی روشنی میں جو حقیقت واضح ہوئی ہے' اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم' وہ یہ ہے کہ یہ جنگ جو کُلی طور پر اپنے جھنڈے تلے اور اجتماعی نظم کے احکامات کے تحت' لڑتے ہیں جیسے کہ ہم نے پہلے ذکر کیا۔ چنانچہ جو کوئی بھی مرتد حکمران کے جھنڈے تلے ہم سے لڑتا ہے، تو ہم ان کو مرتد گروہ سمجھ کر ہی اُن کے خلاف برسرپیکار ہوتے ہیں اور جو امریکیوں اور کفار کے جھنڈے تلے ہم سے لڑتا ہے، ہم انہیں کافر گروہ سمجھ کر ہی ان سے لڑتے ہیں۔ اسی بنیاد پر ان کے مردوں کے لیے دعا کرنا جائز نہیں اور انہیں مسلمانوں کے ساتھ دفنایا بھی نہ جائے۔ تاہم، ایک بہت اہم نقطہ یہ ہے کہ اُن میں شامل ہر فرد کو انفرادی حیثیت سے کافر قرار نہیں دیتے"۔[vii]

شیخ علی الحضیر فک اللہ اسرہ[viii] سے دریافت کیا گیا کہ "اگر ایک گروہ میں علامات کفر واضح نظر آئیں جیسے طاغوتی فیصلے اور طاغوت کے فیصلوں کی طرف قصد کرنا وغیرہ، تو کیا اس نمایاں کفر کی بنیاد پر ان کی تکفیر کرنی چاہیے یا اسباب و مزاحم کی بنیاد پر امتیاز رکھنا چاہیے؟" شیخ فک اللہ اسرہ نے جواب دیا: "ان تمام کی تکفیر کرنا جائز نہیں"۔[ix]

ثانیاً، کیا واقعی طائفۃ الممتنعۃ کے کفر پر اجماع منعقد ہوا ہے؟ شیخ ناصر الفھد فک اللہ اسرہ' جنہیں وہ (شیخ علی الحضیر فک اللہ اسرہ) اپنا شیخ مانتے ہیں' نے فرمایا:

"جان لو کہ شیخ الاسلام نے ان کے کفر کے متعلق فقہا کا اجماع بیان نہیں کیا، بلکہ انہوں نے ان کے خلاف لڑنے پر فقہا کا اجماع بیان کیا ہے۔ جہاں تک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بات ہے' شیخ نے متعدد مقامات پر طائفۃ الممتنعۃ کے کفر پر، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اجماع بیان کیا ہے۔ پس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع سے یہ مسئلہ بالکل واضح اور نافذ العمل ہے' یعنی جو لڑائی ہے' اس کے متعلق فقہا میں قطعی طور پر کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔ جہاں تک اس جنگ کی علت کا تعلق ہے تو یہ مبہم ہے جیسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ فقہا کے مابین بھی اس علت بارے اختلاف ہوا ہے۔ اسی بنا پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اگر کوئی ان کی تکفیر معین نہیں کرتا تو اس نے اجماع کا انکار کیا"۔[x]

اہل نجد کے آئمہ میں سے ایک امام شیخ عبد اللہ ابو باثین نے کہا

"اگر کوئی گروہ اسلام کے کسی شعار (حکم) کا منکر ہو تو ان کے ساتھ جنگ کرنی چاہیے، چاہے وہ کفار یا مشرکین نہ ہوں اور ان کی سرزمین بھی دار السلام ہو"۔[xi]

چنانچہ، ان کے الفاظ پر غور کریں، "اگرچہ وہ کفار نہ ہوں"! یعنی یہ ممکن ہے کہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی وہ طائفۃ الممتنعۃ ہوں۔

خلاصہ:

ہم مذکورہ بالا تمام شیوخ کو "منہج سے منحرف" پاتے ہیں (ان میں "القاعدہ اسامہ" کے معروف و مشہور قائدین بھی شامل ہیں) یا وہ لوگوں کے سامنے اس "انحراف" کی وضاحتیں دے کر اسے قابل قبول بنا رہے ہیں!! ترکی البنعلي نے ایک کتاب لکھی "القلادة فی تزکیة الشیخنا ابو قتادة" اور اس میں شیوخ اور جہادی تحریک کے قائدین کے وہ اقوال جمع کیے جس میں انہوں نے شیخ ابو قتادہ حفظہ اللہ کی ستائش کی اور ان شیوخ میں شیخ الزرقاویؒ، ابو عبد اللہ المھاجرؒ، شیخ فارس الزہرانیؒ، اور مجیب الدوسری کو بھی شامل کیا ہے۔ البنعلي، کریم الحاتی کو شامل کرنا بھول گئے، جنہوں نے کہا تھا کہ "شیخ ابو قتادہ حفظہ اللہ وہ واحد انسان ہیں جنہوں نے مجھے عقیدہ سکھایا"۔[xii] اور وہ یہ بھی بیان کرنا بھول گئے کہ شیخ ابو مصعب الزرقاوی رحمہ اللہ نے اپنے بیانات میں شیخ ابو قتادہ حفظہ اللہ کی ایک تقریر کئی بار نقل کی تھی! چنانچہ اگر داعش حقیقتاً سلفی جہاد کی توسیع کی نمائندگی کرتی ہے تو پھر مندرجہ بالا تمام لوگوں نے شیخ ابو قتادہ حفظہ اللہ پر انحراف کا الزام کیوں نہیں عائد کیا؟ یا پھر ان لوگوں کی مذمت کیوں نہ کی جو طائفۃ الممتنعۃ میں شامل افراد کی تکفیر معین کو مختلف الرائے کا مسئلہ سمجھتے ہیں؟!

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

[vi] وضاحت اور تصفیہ بر مسئلہ "طاغوتی حکمران اور ان کے سپاہی انفرادی طور پر کافر ہیں": ص ۲۹

[vii] عالمی اسلامی مزاحمتی اعلان: ص ۱۷۵

[viii] شیخ الحضیر فک اللہ اسرہ سعودی عرب میں اہم ترین جہادی رہنما ہیں، اُنہیں شیخ ناصر الفھد اور شیخ احمد الخالدی فک اللہ اسرھما کے ساتھ ۲۰۰۳ء میں سعودی فوج نے گرفتار کیا

[ix] سلفی فورم کے ساتھ اعلانیہ ملاقات: ص ۶۴

[x] الحیار (جیل) سے فتاویٰ: ص ۲۸

[xi] ابو باثین کے مکمل خطوط، (۱/۲۰۳)

[xii] مجلہ صوت الجہاد، شمارہ ۳۰، ص ۴۵

شانِ رسالت میں گستاخیاں...فتنہ سر سید کے زہریلے اثرات!

اسامہ سعید

گستاخ بلاگروں کی گرفتاری، رہائی، حکومتی سرپرستی میں ملک سے فرار اور اس کے بعد شروع ہونے والے ڈراموں کا معاملہ ابھی چل ہی رہا تھا کہ دہریت کی تبلیغ میں ملوث ایاز نظامی کی بمعہ ثبوت گرفتاری عمل میں آگئی۔اس کا اصل نام عبدالوحید ہے ہے۔کراچی کا رہائشی ہے، مقامی مدرسے میں ابتدائی سال پڑھا ہے، پہلے دین سے دور ہوا، پھر اسلام سے ارتداد کا راستہ اختیار کر کے دہریوں کی صف میں شامل ہو گیا۔نہ صرف شامل ہوا بلکہ دہریت کی ترویج و اشاعت کے لیے خود کو پیش کر دیا۔بیرونی ممالک سے فنڈز حاصل کرنے کے بعد ترویجِ الحاد کی ویب سائٹس اور سوشل میڈیا پر الحادی گروپس وغیرہ چلانے جیسے کام کیے۔اور ساتھ دہریت کی جو کتابیں دیگر زبانوں میں تھیں،اُن کا اردو میں ترجمہ کروانے کا کام بھی کرتا رہا۔

یہ پاکستان میں کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ اس سے قبل بھی بہت سے افراد دین لا قلادہ گردنوں سے اتار کر مغربی ممالک کی آنکھوں کا تارا بنے، بھاری رقوم وصول کیں اور کئی باقاعدہ این جی اوز بنا کر دہریت کے پرچارک رہے اور تاحال ہیں۔

یہاں اس نقطے کی وضاحت ضروری ہے کہ ان ملحدین کا طریقہ واردات کیا ہے؟ کیا یہ آج ہی کی پیداوار ہیں یا ان نومولد فتنوں کے سرغنوں کا اس سے قبل پیدا ہونے والے فتنوں کے ساتھ کوئی ربط اور تعلق بھی ہے؟ ذرا سا غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ان کا طریقہ واردات یکساں ہے، بس مختلف اہداف کے حصول کے لیے اُنہوں نے مختلف محاذ کھول ہوئے ہیں لیکن ان کی ڈوریاں ہلانے والے ایک ہی ہیں!

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک ہی کمپنی مختلف معیار کی مصنوعات کو مختلف برانڈ کے ناموں سے متعارف کراتی ہے یا کبھی کبھی ایک ہی معیار کی شے کو مختلف ناموں سے متعارف کراتی ہے اور صارف اس بات سے بے خبر ہوتا ہے۔ان دہریوں کا پہلا وار قرآن و حدیث کی من مانی تشریح اور ان میں شکوک و شبہات پھیلانا ہے، جب ایک دفعہ ہدف نے ان کی لفاظی اور چرب بیانی میں الجھ کر ان کے پیغام کو قبول کیا پھر یہ اپنے اصل ہدف یعنی دہریت کی ترویج پر آتے ہیں۔اب پہلے مرحلے کا کام ایک شیطان نے سنبھالا ہے تو دوسری مرحلے کا کام دوسرے شیطان نے اور بالترتیب یہ سلسلہ اسی طرح آگے بڑھ رہا ہے۔اس لیے صرف ایک ایاز نظامی کو لٹکانے کے لیے قانونی و آئینی راستوں کی بھول بھلیوں میں خود کو مصروف کرنا' شیطان کے ان حواریوں کو سادہ لوح مسلمانوں تک رسائی دینے کے مترادف ہو گا۔

سر سید احمد خان، مرزا غلام احمد قادیانی سے لے کر موجودہ دور کے عمار خان ناصر، جاوید احمد غامدی اور ٹی وی چینلز پر پروموٹ کیے جانے والے برانڈڈ مفتیان مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے ایاز نظامی جیسے ملحدین کے لیے زمین ہموار کر رہے ہیں۔اصل فتنہ پرور گروہ یہی ہے جو ماضی میں بھی فکری طور پر ملحدین کے 'کاز' کو سنجیدگی کے ساتھ آگے لے کر بڑھتا رہا اور اب بھی اسی ڈگر پر قائم ہے۔

لہٰذا 'سانپ کا سر کچلو' کے مصداق 'الحاد کے ان فکری گماشتوں کا قلع قمع کرنا بہت ضروری ہے۔ان کا عملی قلع قمع کرنے کے ساتھ ساتھ علمی و فکری میدان میں بھی ان کی تلبیسات اور مکر و فریب کا پردہ چاک کرنا وقت کی ضرورت ہے۔اسی لیے برصغیر پاک و ہند میں ان کے اولین سرغنہ سر سید کے افکار و آرا اور کفریات کو کھول کھول کر بیان کرنا ہو گا تاکہ ان ''بقراطوں'' کے جدامجد کی حقیقت و اصلیت واضح ہونے کے بعد خود ان کے افکارِ باطلہ کا تعاقب آسان ہو سکے۔

پاکستان کے تعلیمی نصاب میں اسلامی اور ملی ہیرو کے طور پر انگریز کے تیار کردہ فتنے سر سید احمد خان نے قرآن کی من مانی تشریحات، جنت و دوزخ، ملائکہ اور واقعہ معراج کے انکار سمیت بیت اللہ شریف کے متعلق بھی بدزبانیوں اور گستاخانہ کلمات پر مبنی مواد اسلام کے نام پر تحریر کیا جن کا احاطہ محض ایک تحریر میں ناممکن ہے۔بس بطور نمونہ موصوف کی بدبودار تحاریر کا ایک حصہ پیش کرتا ہوں۔نقل کفر کفر نباشد! اپنی ''تحریف قرآن'' میں سر سید لکھتا ہے:

> ''جو لوگ سمجھتے ہیں کہ اس پتھر کے بنے ہو چوکھٹے گھر میں ایسی متعدی برکت ہے کہ جہاں سات دفعہ اس کے گرد پھرے اور بہشت میں چلے گئے، یہ ان کی خام خیالی ہے۔اس چوکھٹے گھر کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے؟ اس کے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں تو وہ کبھی حاجی نہیں ہوئے''۔(تفسیر القرآن، ج:۱، ص:۲۱۱،۱۲۵)

مزید لکھتا ہے:

> ''کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اسلام کا کوئی اصلی حکم نہیں ہے''۔ (تفسیر القرآن، ج:۱، ص:۱۵۷)

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ

> ''سر سید تین باتوں میں مجھ سے متفق ہے۔ایک یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے، بلکہ معمول کے مطابق ان کا باپ تھا (واضح رہے کہ عیسائیوں کے ایک فرقے کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ مریم علیہا السلام کے یوسف نامی ایک شخص سے تعلقات تھے، جس کے نتیجے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی سے قبل پیدا ہوئے، نعوذ باللہ من ذالک)۔دوسرے یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر نہیں اٹھایا گیا بلکہ اس سے ان کے درجات بلند کرنا مراد ہے۔تیسرے یہ کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد کو روح مع الجسد کے

معراج نہیں ہوئی، بلکہ صرف ان کی روح کو معراج ہوئی''۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں باطنی فرقے کی حضرت عیسی علیہ السلام پر طعن و تشنیع پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سبّ وشتم اور طعن و تشنیع کرنے میں یہودیوں کے ہم نوا ہیں بلکہ یہ تو یہودوں سے بھی زیادہ برے اور ضرر رساں ہیں کہ مسلمان اور قرآن کے متبع کہلا کر انبیاء علیہ السلام پر طعن و تشنیع اور توہین وتذلیل کرتے ہیں۔ اس لیے یقیناً کافر و مرتد ہیں''۔

اس امر کی مزید وضاحت فرماتے ہیں:

''کہ کفار کی بنسبت ایک مسلمان کے موجب کفر وارتداد قول وفعل کی شناعت اور مضرت بہت زیادہ ہے، اس لیے کہ مسلمانِ اصلی جب اسلام کے کسی بھی قطعی حکم یا عقیدہ سے منحرف ومرتد ہو جائے تو وہ اس کافر سے بدرجہا زائد ضرر رساں ہوتا ہے جو ابھی تک اسلام میں داخل نہیں ہوا، جیسے وہ زکوٰۃ کو انکار کرنے والے مرتدین جن سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (دوسرے تمام کافروں اور مشرکوں کو چھوڑ کر) جنگ کی (اس لیے کہ ان کا کفر وانحراف اسلام کی نیادوں کو ہلا دینے والا تھا)''۔

سرسید احمد خان نے نہ صرف نظریات اور عقائد کی جنگ میں برصغیر میں موجود انگریزوں کی نمک خواری کرتے ہوئے مسلمانان برصغیر کے تشخص کو نقصان پہنچایا بلکہ عملی طور پر ہر ممکن کوشش کی کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کو کچلا جاسکے۔ موصوف مسلمانانِ برصغیر کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے:

''ایک بات سنو! یہ تمام بغاوت جو ہوئی ہے وجہ اس کی کارتوس تھا۔ کارتوس میں کاٹنے سے مسلمانوں کے مذہب کا کیا نقصان تھا[xiii]؟ ہمارے مذہب میں اہلِ کتاب کا کھانا درست ہے، ان کا ذبیحہ ہم پر حلال ہے، ہم فرض کرتے ہیں کہ اس میں سور کی چربی ہوگی۔ تو پھر بھی ہمارا کیا نقصان تھا؟ ہمارے ہاں شرع میں ثابت ہو چکا ہے کہ جس چیز کی حرمت اور ناپاکی معلوم نہ ہو، وہ چیز حلال اور پاک کا حکم رکھتی ہے۔ اگر یہ بھی فرض کرلیں کہ اس میں یقیناً سور کی چربی تھی تو اس اس کے کاٹنے سے بھی مسلمانوں کا دین نہیں جاتا۔ صرف اتنی بات تھی کہ گناہ ہوتا، سو وہ گناہ شرعاً بہت کم درجہ کا تھا، ان گناہوں سے جو اس غدر میں بدذات مفسدوں نے کیے''۔

(مقالاتِ سرسید: ص۱۰۵)

یعنی انگریزوں کے خلاف جہاد اس کے نزدیک سور کے استعمال سے بھی برا تھا۔

آج کا منظر نامہ دیکھ لیجیے! دین اسلام کے بنیادی عقائد، اخلاقیات، حلال و حرام سے لے کر بنیادی جزئیات تک کو ٹاک شوز، ڈراموں میں نہ صرف تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے بلکہ ان احکامات کے متضاد اعمال و حرکات کو معاشرے کا حصہ اور معمول بنانے کے لیے باقاعدہ ذہن سازی کی جارہی ہے۔ ان بہروپیوں کی چال بازیوں کو دیکھ کر یہی محسوس ہوتا ہے جیسے شیطان براہ راست ان فتنوں کی نشوونما و پرورش کرتا ہے۔

وَلِتَصْغَىٰٓ إِلَيْهِ أَفْـِٔدَةُ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱلْـَٔاخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا۟ مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ

''اور اس لیے کہ مائل ہوں ان ملمع کی باتوں کی طرف ان لوگوں کے دل جن کو یقین نہیں آخرت کا اور وہ اس کو پسند بھی کرلیں اور کیے جاویں جو کچھ برے کام کر رہے ہیں''۔

اس آیت کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

''شیاطین ایک دوسرے کو ملمع کی ہوئی فریب کی باتیں اس لیے سکھلاتے ہیں کہ انھیں سن کر جو لوگ دنیا کی زندگی میں غرق ہیں اور دوسری زندگی کا یقین نہیں رکھتے ان ابلہ فریب باتوں کی طرف مائل ہو جائیں۔ اور ان کو دل سے پسند کرنے لگیں۔ اور پھر کبھی برے کاموں اور کفر وفسق کی دلدل سے نکلنے نہ پائیں۔

اسلامی احکامات اور حلال و حرام پر بے تکی دلیلیں پیش کرنا کوئی آج کی بات نہیں کفار مکہ نے بھی ذبیحہ کے مسئلے پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ جو جانور طبعی موت سے مر جائے (یعنی میتہ) اسے مسلمان حرام کہتے ہیں حالانکہ وہ خدا کا مارا ہوا ہے اور جو خود ان کے ہاتھ کا مارا ہوا اسے حلال سمجھتے ہیں یہ عجیب بات ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ موضح القرآن میں فرماتے ہیں کہ یہ ملمع اور فریب کی باتیں شیطان ان کو سکھلاتا ہے خوب سمجھ لو حلال و حرام وغیرہ میں حکم اللہ کا چلتا ہے۔ محض عقلی ڈھکوسلوں کا اعتبار نہیں''۔

انگریز نے جو شجرِ خبیثہ سرسید کی صورت میں لگایا آج اس کی پوری فصل ہمارے سامنے موجود ہے جب کی کھپت ریاست کے مختلف شعبوں میں نہ جانے کیا کیا گل کھلا رہی ہے۔ موجودہ زمانے کے ملحدین کا ایک اور ہتھیار انکار حدیث ہے جس کے لیے زمین ہموار کرنے کا کام جاوید احمد غامدی جیسا ملحد انجام دے رہا ہے۔ حجیت حدیث کے د میں اپنا زہر

[xiii] انگریز سرکار کی طرف سے سپاہیوں کو جو کارتوس فراہم کیے جاتے اُن کو منہ سے کاٹ کر بندوق میں ڈالنا پڑتا، اور یہ معروف تھا کہ ان کارتوسوں میں سور کی چربی استعمال ہوتی ہے، جب کہ ہندو سپاہی سمجھتے تھے کہ گائے کی چربی استعمال کی جاتی ہے۔ یہ مسئلہ اس قدر بڑھا کہ سرکاری فوجیوں (مسلم و ہندو) نے کثیر تعداد میں انگریز سرکار سے غدر کی ابتدا کی۔

اُگلتے ہوئے غامدی لکھتا ہے:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث کی حفاظت اور تبلیغ واشاعت کے لیے کبھی کوئی اہتمام نہیں کیا۔ دوسری یہ کہ ان سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ کبھی علم الیقین کے درجے تک نہیں پہنچتا۔ یعنی اس سے دین میں کسی عقیدہ وعمل کا اضافہ نہیں ہوا''۔ (میزان: ص۶۸)

صرف یہی نہیں بلکہ حدود اللہ کا انکار کرنا، گانا بجانا، رقص وموسیقی کو جائز قرار دینا، پردہ کو غیر ضروری سمجھنا اور قرآن متعلق یہ نظریہ پیش کرنا کہ قرآن کے احکامات عمل درآمد کی خاطر نہیں کیونکہ ان کا تعلق ریاست مدینہ کے دور سے تھا۔ سنت کے انکار کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ سنت صرف وہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تواتر سے ثابت ہو۔ یعنی سنت محمدی علی صاحبھا السلام قابل عمل نہیں۔

غرض ان ملحدین نے اغیار اور اپنے آقاؤں کے مقاصد اور باطل نظریات کی ترویج میں احادیث کو رکاوٹ سمجھا تو حجیتِ حدیث کا انکار کیا، اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت کو اپنے راستے کی دیوار سمجھا تو اجماعِ صحابہ اور اجماعِ امت کا انکار کیا۔ اگر فقہائے کرام کا استنباط ان کے نفس اور خواہش پرستی میں رکاوٹ بنا تو فقہائے کرام کی تقلید کے منکر ہو گئے۔

ڈاکٹر نادر عقیل انصاری جو جاوید غامدی کے ساتھ ایک عرصہ وابستہ رہے، وہ اس خطرناک فتنے کے اثرات ومضمرات بارے فرماتے ہیں:

''اس وقت مسلمانوں کو جو سب سے بڑا خطرہ درپیش ہے وہ جدیدیت کا تہذیبی، علمی، اور فکری حملہ ہے، جس کے آگے غامدی صاحب دانستہ یا نادانستہ سپر ڈال چکے ہیں۔ اسلام کو مغربی تہذیب کا محتاج تسلیم کر چکے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے دینی نصوص کو اس مقصد میں پوری طرح کھپا دیا ہے۔ مئے فرنگ کے ایک دو گھونٹ لے کر ہی ان کے علم و فکر کی حسیات شَل ہو گئیں۔ اور یہ شطحات ان کی زبان سے اسی عالمِ سکر میں صادر ہوئی ہیں:

''اب جہاد اعلائے کلمۃ الحق حرام ہے''، ''ہمارے دور میں جزیے کا نفاذ غیر اسلامی ہے''، ''زکٰوۃ کا نصاب مقرر کرنے کا حق حکومت کو ہے''، ''قبائلی مسلمانوں کی طاقت ختم کر کے انہیں تحلیل کر دینا چاہیے''، ''توہین رسالت اور ارتداد کی کوئی سزا نہیں''، ''جمہوریت عین اسلام ہے''، ''شادی شدہ زانی وزانیہ کے لیے رجم کی سزا غیر اسلامی ہے''، ''قومی ریاست کوئی کفر نہیں''! جو اہل علم ان کی دینی آرا سے واقف ہیں وہ اس کی تصدیق کریں گے کہ اپنے تفردات اور اپنی تمام مابہ الامتیاز آرا کے نتیجے میں، انہوں نے جدیدیت کے کسی نہ کسی پہلو کو ''قرآنی سند'' مہیا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، اور ''حسنِ اتفاق'' سے، انکے ''اجتہادات'' کا وزن ہر مرتبہ جدیدیت ہی کے حق میں پڑا ہے! مسلمانوں کا ایک کھاتا پیتا اور مغربی تعلیم یافتہ طبقہ عملاً جدیدیت کی ثقافت کو اختیار کر چکا ہے، اور مدت سے اپنے اس ''تہذیبی ارتداد'' پر احساسِ جرم کا شکار چلا آتا ہے۔ غامدی نے اس تہذیبی ارتداد کو ''دینی نصوص'' سے مستحکم کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اُن جیسے متجددین کے کام کے نتیجے میں اس طبقے کا یہ احساسِ زیاں رفتہ رفتہ رفع ہو رہا ہے۔ اس طبقے میں ان کی مقبولیت کی وجہ بھی یہی ہے۔ بے شک، جدید اسلام کا ایک بڑا therapeutic کردار ہے، یعنی جدید اسلام دراصل ماڈرن مسلمان کے guilt کی دوا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ یہ دوا جرم کو نہیں، احساسِ جرم کو مٹاتی ہے، اور اس کے نتیجے میں مجرم کو اور بھی زیادہ جری اور بے باک بنا دیتی ہے''۔

الحاد کی دعوت کے لیے یہ انسانی شیاطین حکومتی مشینری اور وسائل تک استعمال کرتے ہیں تاکہ مغرب خصوصاً امریکہ کو مطلوب اسلام بطور متبادل دین کے نافذ کر سکیں جس میں اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی احکامات کا تمسخر اڑایا جائے اور مسلمان خاموش رہیں اور امن پسندی کا ثبوت دیں۔

ایک طرف یہ مفسد نظام ہندوؤں کے اسلام قبول کرنے پر تشویش میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسے روکنے کے لیے باقاعدہ قانون سازی کی جاتی ہے جب کہ دوسری طرف گستاخوں اور دین اسلام سے ارتداد کی راہ اختیار کرنے والے افراد کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ وزارت داخلہ نے ایک مسلمان کو یہودی بن جانے کے لیے باقاعدہ اجازت دی ہے۔ وہی چینلز جو بہت سے معاملات میں فوج اور خفیہ ایجنسیوں پر تنقید کرنے سے کتراتے ہیں یہی چینلز گستاخوں اور ملحدین کی حمایت میں صبح سے شام تک پروپیگنڈہ کرتے نہیں تھکتے۔

کچھ عرصہ قبل ہی عدالتوں کی جانب سے فیس بک پر جعلی آئی ڈیز کا معاملہ اٹھایا گیا۔ یہ آئی ڈیز ایسی بھی نہیں تھیں کہ جس میں کسی شخصیت کی تضحیک کی جاتی ہو بس 'ای مارکیٹنگ' میں مصروفِ کار کمپنیوں کے اہل کاروں کا ایک حربہ تھا کہ مشہور شخصیات کے نام سے آئی ڈیز بنا کر اسے مختلف طریقوں سے استعمال کیا جائے۔ گو کہ ان جعلی اکاؤنٹس میں توہین آمیز مواد نہیں تھا لیکن پھر بھی معاملہ چونکہ ان ''معتبر شخصیات'' کی ذات کا تھا تو نہ صرف سیاست دانوں بلکہ آئی ایس آئی کی جانب سے بھی اس معاملے کو سنجیدگی سے لیا گیا اور یہ اکاؤنٹس بند کرائے گئے۔

بہت سے ایسے افراد جو انٹرنیٹ پر جہادی مواد اور فوج پر تنقیدی چیزیں اپ لوڈ کرنے میں ملوث تھے، ان کا پتہ چلا کر خفیہ قید خانوں میں ڈال دیا گیا۔ (بقیہ صفحہ ۶۲ پر)

صبر کا دامن تھام لیجیے!!!

قاری محمد یوسف

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ (الحج: ۵)

"لوگو! اگر تمہیں مرنے کے بعد جی اٹھنے میں شک ہے تو سوچو ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر خون بستہ سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو صورت دیا گیا تھا اور بے نقشہ تھا۔ یہ ہم تم پر ظاہر کر دیتے ہیں، اور ہم جسے چاہیں ایک ٹھہرائے ہوئے وقت تک رحم مادر میں رکھتے ہیں پھر تمہیں بچپن کی حالت میں دنیا میں لاتے ہیں پھر تا کہ تم اپنی پوری جوانی کو پہنچو، تم میں سے بعض تو وہ ہیں جو فوت کر لیے جاتے ہیں اور بعض بے غرض عمر کی طرف پھر سے لوٹا دیئے جاتے ہیں کہ وہ ایک چیز سے باخبر ہونے کے بعد پھر بے خبر ہو جائے۔ تو دیکھتا ہے کہ زمین (بنجر اور) خشک ہے پھر ہم اس پر بارشیں برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی رونق دار نباتات اگاتی ہے"۔

قرآن مجید میں "حیاۃ بعد الموت" کا بار ہا ذکر کیا گیا ہے اور جہاں قیامت کے روز دوبارہ جی اٹھنے کی سب سے بڑی دلیل بھی منکرین قیامت کے سامنے رکھی گئی ہے، وہیں زندگی میں آنے والے غم اور خوشی، نشیب و فراز، یسرا بعد العسرا، کا ایک عمیق راز بھی پوشیدہ ہے۔ جیسے زندگی میں آنے والی خوشیاں اور آسودگیاں عارضی ہیں، ویسے ہی غم اور دکھ، تکلیف کے ادوار بھی عارضی ہیں۔ انسان اور اس کے بعد بحیثیت مسلمان، ہمیں اپنی زندگی کے اس فلسفہ اور اسرار کو سمجھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی غم اور محرومیاں دے کر اور کبھی خوشی اور کامیابی عطا کر کے آزماتا ہے۔ موسموں کی تبدیلی بھی حیات انسانی میں آنے والی تبدیلیوں کی ایک بڑی مثال ہے۔

فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (الروم: ۵۰)

"پس آپ رحمت الٰہی کے آثار دیکھیں کہ زمین کی موت کے بعد کس طرح اللہ تعالیٰ اسے زندہ کر دیتا ہے؟ کچھ شک نہیں کہ وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے، اور وہ ہر ہر چیز پر قادر ہے"۔

جیسے اللہ تعالیٰ چٹیل میدان، بے روئیدگی کی خشک اور سخت زمین پر پانی برسا کر اسے تروتازہ کر دیتا ہے، کہ مردہ زمین ایک دم زندگی کے کشادہ سانس لینے لگتی ہے، بالکل ایسے ہی وہی رحیم و کریم، انسان کے دل کی غمگیں اور بنجر زمین پر اپنی رحمت اور خوشی اور آسانی کی بارش برسا کر مردہ دل کو حیاتِ نو بخشتا ہے۔ جب انسان کا امتحان مقصود ہوتا ہے تو اللہ اسے آزمائش میں مبتلا کر کے بندے کے دل کی کمزوریوں کو دھو دیتا ہے۔ کسی بھی انسان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ غم کو اپنے اوپر حاوی کرے اور شکوے شکایت اور خود ترسی کو اپنی عادت بنا لے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آزمائش جتنی سخت ہو گی اتنا ہی بڑا انعام ملے گا (بشرطیکہ آدمی مصیبت سے گھبرا کر راہ حق سے بھاگ نہ کھڑا ہو) اور اللہ جب کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو ان کو مزید نکھارنے اور صاف کرنے کے لیے آزمائش میں ڈالتا ہے۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہیں اور صبر کریں تو اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہوتا ہے اور جو لوگ آزمائش میں اللہ سے ناراض ہوں (شکوے کریں) تو اللہ بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے"۔ (ترمذی)

اللہ کی نشانی، مردہ زمین کا زندہ ہونا مخلوق کی نگاہوں کے سامنے ہے۔ وہ ہر انقلاب پر ہر قلب ماہیئت پر قادر ہے۔ پس وہ ہمارے مردہ دلوں کو روئیدگی دینے والا ہے۔

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ

"کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کافی نہیں؟"

پس، حیاتِ انسانی کے ایک اور اسرار کو پا لیجیے، صبر کا دامن تھام لیجئے۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ

"اللہ کو یاد رکھ وہ تیری حفاظت کرے گا۔ اللہ کو یاد رکھ تو اسے ہر وقت اپنے پاس پائے گا۔ آسانی کے وقت رب کی نعمتوں کا شکر گزار رہ سختی کے وقت وہ تیرے کام آئے گا۔ جب کچھ مانگ تو اللہ ہی سے مانگ۔ اور جب مدد طلب کر تو اسی سے مدد طلب کر یقین رکھ کہ اگر تمام دنیا مل کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے اور اللہ کا ارادہ نہ ہو تو وہ سب تجھے ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور سب جمع ہو کر تجھے کوئی نفع پہنچانا چاہیں جو اللہ نے مقدر میں نہ لکھا ہو تو ہرگز نہیں پہنچا سکتے۔ صحیفے خشک ہو چکے قلمیں اٹھالی گئیں۔ یقین اور شکر کے ساتھ نیکیوں میں مشغول رہا کر۔ تکلیفوں میں صبر کرنے پر بڑی نیکیاں ملتی ہیں۔ مدد صبر کے ساتھ ہے۔ غم و رنج کے ساتھ ہی خوشی اور فراخی ہے۔ ہر سختی اپنے اندر آسانی کو لیے ہوئے ہے"۔ (ابن ابی حاتم)

☆☆☆☆☆

مسلمانوں کو دائرۂ اسلام سے باہر قرار دینا کوئی معمولی اور ہلکی بات نہیں!

شیخ آدم یحییٰ غدن کی ریسر جنس سے گفتگو

جماعت القاعدۃ الجہاد برصغیر کے انگریزی ترجمان رسالے 'ری سر جنس' کا شمارہ نمبر ۲/ایک ایسے جہادی قائد کے تفصیلی انٹرویو پر مشتمل ہے، جنہوں نے کفر کے اندھیروں میں آنکھیں کھولیں لیکن فطرت سلیم اور قلبِ منیب کے حامل اس بندۂ خدا نے اوائل عمری میں ہی حق کی تلاش کا سفر شروع کر دیا۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں کفر و طاغوت کی سیاہیاں چہار سُو پھیلی ہوئی تھیں، معصیت و فجور کی منہ زور آندھیوں نے پوری فضا کو مسموم کر رکھا تھا۔ ایسے ماحول میں ایک پاکیزہ فطرت نفس اٹھتا ہے اور اپنے خالق و مالک کی تلاش کا عزم لے کر نکلتا ہے۔ پھر اُس کا کریم رب بھی اُسے بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑتا بلکہ ایسی دست گیری فرماتا ہے کہ ہدایت و سعادت کا ہر دروازہ اس کے لیے کھلتا چلا جاتا ہے۔ ہجرت کی راہوں کا انتخاب ہوتا ہے تو پر کٹھن اور پر صعوبت راستے' پر عزم اور ایمان و عمل کے جذبے سے پر جوش 'آدم' کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آسان ہوتے چلے جاتے ہیں! ایمان، ہجرت، رباط، جہاد، قتال فی سبیل اللہ اور دعوت الی اللہ کے راستوں کا یہ مسافر بالآخر اپنی منزل مراد پا گیا اور دنیوی و اخروی فلاح و کامیابیوں کے تمام خزانے اپنے دامن میں سمیٹتا ہوا' مہربان اور قدر دان رب کے دربار میں حاضر ہو گیا۔

اس انگریزی انٹرویو کا ترجمہ ماہنامہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شائع ہو گا، ان شاء اللہ [ادارہ]۔

ری سر جنس: جب برصغیر میں جماعت القاعدہ کے قیام کا اعلان ہوا تو اس کو القاعدہ اور دولت اسلامیہ کے درمیان برتری اور بالادستی کے حصول کے لیے جاری ایک جنگ کے حصے کے طور پہ دیکھا گیا اور یہ قیاس آرائیاں کی گئیں کہ یہ نئی شاخ ''خلافت'' سے سبقت لے جانے کی ایک کوشش ہے۔ کیا ان تجزیوں کی کوئی حقیقت ہے؟

آدم: اعلان کی ویڈیو میں مقررین نے واضح طور پہ یہ بیان کیا ہے کہ برصغیر میں جماعت القاعدہ کا قیام ایک تدریجی عمل تھا جو کئی سالوں اور مہینوں کے عرصے پہ پھیلا ہوا ہے۔ اور میں خود اس حقیقت سے واقف ہوں کہ کہ اس شاخ کے قیام کا حتمی فیصلہ ۲۰۱۳ء کے وسط ہی میں ہو گیا تھا یعنی عراقی شاخ سے قطع تعلقی کرنے سے بہت پہلے ہی یہ فیصلہ ہو چکا تھا۔ لہٰذا نئی شاخ کے قیام کا القاعدہ اور دولت اسلامیہ کے درمیان محسوس کی جانے والی دشمنی سے کوئی تعلق نہیں۔ اعلان کے وقت کے تعین کی بات کی جائے تو یہ خالصتاً سیاسی، تزویراتی اور لاجسٹیکل بنیادوں پر تھا۔

جہاں تک ان قیاس آرائیوں کا تعلق ہے کہ ہم اپنی فوقیت اور بالادستی قائم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں اور وہ حیثیت دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو ہم دولت اسلامیہ کے ہاتھوں کھو چکے ہیں تو یہ بالکل بے بنیاد باتیں ہیں کیونکہ شیخ ایمن الظواہری (حفظہ اللہ تعالیٰ) نے حال ہی میں السحاب میڈیا کو دیئے گئے اپنے ایک انٹرویو میں واضح کیا ہے اور شیخ اسامہ بن لادنؒ تو پہلے ہی ایک سینئر صحافی تیسیر علوانی کو تقریباً تیرہ برس پہلے دیئے جانے والے ایک انٹرویو میں واضح کر چکے ہیں کہ القاعدہ ایک دعوت پہلے ہے اور ایک تنظیم بعد میں! تنظیمیں تو مقاصد کے حصول کا ایک ذریعہ ہوا کرتی ہیں نہ کہ اپنی ذات میں کوئی مقصد اور سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر ہماری وفاداری اور نسبت امت کے ساتھ ہے جس کا ہم ایک جزو لاینفک ہیں اور جو اللہ پہ ہمارے توکل اور اسلام کے ساتھ ہمارے تمسک کے بعد ہماری قوت کا ذریعہ ہے۔

اور یہ وجہ ہے کہ ہم ہرگز بھی۔۔۔ میں دہراتا ہوں کہ۔۔۔ ہم ہرگز بھی دولت اسلامیہ یا کسی اور جماعت کے ساتھ فوقیت اور بالادستی کی جنگ میں شریک نہیں ہیں۔ کچھ لوگوں کے فہم کے برعکس ہم کسی جماعت کی کامیابیوں سے خائف ہوتے ہیں نہ ہی حسد اور جلن کا شکار ہوتے ہیں بشرطیکہ وہ جماعت اپنے افکار و اعمال میں دینی اصولوں کو پیش نظر رکھتی ہے اور جب تک وہ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں کام کرتے رہیں گے ہم اُن کی کامیابیوں اور فتوحات پر اُنہیں مبارک باد تہنیت پیش کرنے والوں میں سرفہرست ہوں گے!

دولت اسلامیہ کے بارے میں ہمارا موقف ان دوسری اسلامی جماعتوں کے بارے میں ہمارے موقف کی طرح جو تبدیلی لانے کے لیے دعوت اور جہاد کا راستہ چھوڑ کر جمہوریت کا راستہ اپنانے کو بہتر سمجھتے ہیں، ہرگز بھی ان کی کامیابی پہ حسد یا اس خوف کی بنیاد پہ نہیں ہے کہ ہم ان کے آگے ماند پڑ جائیں گے۔ بلکہ جیسا کہ میں پہلے ہی واضح کر چکا ہوں کہ ہمارا ان کے بارے میں یہ موقف اس لیے ہے کیونکہ اس کی بنیاد جھوٹ پہ قائم ہے، کیونکہ اس نے کئی بنیادی اسلامی اصولوں اور قوانین کی خلاف ورزی کی ہے اور کیونکہ یہ امت کے وسیع تر مفادات کو داؤ پہ لگا کہ اپنی جماعت کے مفادات کے لیے کام کر رہی ہے۔

ری سر جنس: چلیں تھوڑی کے لیے ہی سہی لیکن یہ 'بدگمانی' کر کے دیکھتے ہیں... آپ کو یقیناً اس بات کا تو اعتراف کرنا ہی پڑے گا کہ دولت اسلامیہ کے ترقی اور بظاہر کامیابی کے سامنے القاعدہ کی عوامی حمایت کم ہوتی جا رہی ہے اور لوگوں کی نظروں میں یہ قصہ پارینہ بنتی جا رہی ہے؟

آدم: یہ تو محض ایک پروپیگنڈا ہے؛ کیا ایسا نہیں ہے کہ جو آج اس بات کا پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ القاعدہ کے ہاتھ سے معاملات نکلتے ہوئے اور دولت اسلامیہ کے ہاتھ میں جاتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں، صرف دو یا تین سالوں پہلے وہی لوگ اس طرح کی خرافات پھیلانے میں مصروف تھے کہ عرب بہار کے ''پر امن'' انقلابات میں اسلامی سیاسی جماعتوں کی مقبولیت (اور ''کامیابی'') کے سامنے القاعدہ کی دعوت، عوامی حمایت اور اس کے قیام کا جواز ماند پڑ گیا ہے، بلکہ ختم ہو گیا ہے۔ تو ذرا بتایئے کہ آج وہ اسلامی سیاسی جماعتیں کہاں کھڑی ہیں اور القاعدہ کہاں کھڑی ہے؟

انتخابات اور پرامن تبدیلی کے دعوے دار جماعتیں' اپنی اس ناقابل تردید شہرت و مقبولیت کے باوجود جو کسی وقت انہیں حاصل تھی' اس وقت فوجی حکومتوں کے ہاتھوں پابند

سلاسل ہو چکی ہیں یا زیادہ سے زیادہ پارلیمنٹ میں حزبِ اختلاف کی کرسیوں پہ بیٹھی ہوئی ہیں... جب کہ القاعدہ! اللہ کے فضل و کرم سے آج بھی پوری طرح فعال ہے اور پھیل رہی ہے اور آج جتنی پھیل چکی ہے اور متحد و منظم ہو چکی ہے اتنی پہلے کبھی بھی نہیں رہی۔ القاعدہ آج اسلامی مغرب، جزیرہ عرب، مشرقی افریقہ، شام اور ملحقہ ممالک اور اب برصغیر میں بھی ہر دم پھلتی پھولتی، ترقی کرتی، مضبوط اور پوری طرح فعال شاخوں کی صورت میں زندہ ہے۔

اسی دوران میں القاعدہ کی یہ دعوت کہ مسلح جہاد اور اسلام کے دشمنوں کے مقابلے میں مداہنت کے رویے کو ترک کر دینا ہی تبدیلی کے بنیادی عوامل ہیں، ایک ایسی بات ہے جس کے مسلمان قائل ہو چکے ہیں۔ خصوصاً سیکولروں، رافضیوں اور نام نہاد سلفیوں کے ہاتھوں جن کی پشت پناہی سعودی عرب، ایران اور خلیج کی ریاستیں کر رہی ہیں۔ حالیہ مشہور و معروف انقلابات کو بری طرح کچلنے کے لیے جس درندگی اور وحشیانہ پن کا مظاہرہ کیا گیا ہے اس کا مشاہدہ کرنے کے بعد۔

اس ساری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ القاعدہ اور اس کا منہج اگر پہلے سے زیادہ مضبوط نہ بھی ہو تو پہلے جتنا مضبوط تو ہے ہی اور سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے اس پروپیگنڈے کی تازہ لہر کہ ""القاعدہ 'دولہ کے آگے بے بس ہو چکی ہے'' اور اس سے پہلے کیے جانے والے اس پروپیگنڈے میں کہ ''القاعدہ ''جدت پسند'' اسلامیوں کے آگے بے بس ہو چکی ہے''، کوئی خاص فرق دکھائی نہیں دیتا۔ واللہ اعلم۔

ری سر جنس: امریکہ کے شمال میں واقع پڑوسی ملک اور اس کے ہر جرم میں شریک کینیڈا حال ہی میں کچھ حملہ آوروں کے ہاتھوں فوجیوں اور پارلیمنٹ کی عمارتوں پہ تسلسل سے کیے جانے والے حملوں کے نتیجے میں ہل کر رہ گیا۔ ان حملہ آوروں کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ یہ دولت اسلامیہ سے متاثر تھے یا اس سے ہمدردی رکھتے تھے۔ دولت اسلامیہ کے بارے میں اپنے موقف کی روشنی میں کیا القاعدہ اس طرح کی کاروائیوں کی حمایت کرتی ہے؟

آدم: بالکل! جماعۃ القاعدہ کے سے تعلق رکھنے کی حیثیت سے ہم تو مسلمانوں کو مسلسل امریکہ اور اس کے صلیبی اتحادیوں پر حملے کرنے کی طرف بلاتے رہے ہیں۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ کینیڈا' افغانستان پر امریکی حملے اور قبضے کے ساتھ ساتھ عراق اور شام کے خلاف شروع کی گئی نئی صلیبی جنگ میں بھی شریکِ جرم ہے۔ اس کے یہی جرائم اسے مجاہدین کے لیے ایک شرعی ہدف کی حیثیت دیتے ہیں، خواہ یہ حملے جماعتوں کی سطح پر کیے جائیں یا انفرادی حیثیت سے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم ان کارروائیوں کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ جنہوں نے یہ حملے کیے ہیں اللہ ان کی شہادت کو قبول کرلے۔ اور میری مغرب میں بسنے والے تمام ان مسلمانوں سے یہی گزارش ہے جو شام یا عراق جا کر دولت اسلامیہ میں شمولیت اختیار کرنے کا سوچ رہے ہیں کہ وہ ان دونوں بھائیوں کے نقش قدم کی پیروی کریں اور دشمن کے گھر میں گھس کر اُس پہ حملے کریں۔

ری سر جنس: شام میں جبہۃ النصرہ پہ امریکی حملوں شروع ہونے سے پہلے، کئی جانب سے ان تجاویز کی گونج سنائی دے رہی تھی کہ جبہۃ النصرہ القاعدہ کے نئے چہرے کی نمائندگی کرتی ہے اور یہ القاعدہ کا اپنے نظریات میں نرمی اور میانہ روی کی جانب بڑھنے کا ایک ثبوت ہے جس کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ دنیا کو اس کے ساتھ اپنائے گئے اپنے رویے کو تبدیل کرنے کا موقع مل جائے خصوصاً اس صورت حال میں جب کہ مغرب پہلے ہی دولت اسلامیہ کے خطرے سے نمٹنے میں مصروف ہے۔

تو سوال یہ ہے کہ کیا واقعی القاعدہ نے اپنے نظریات میں نرمی کا رویہ اختیار کر لیا ہے؟ اور کیا آپ کے خیال میں اس کے اور باقی دنیا کے درمیان تعلقات میں ممکنہ تبدیلی کی تجاویز میں حقیقت کا کوئی رنگ ہے، خصوصاً شامی شاخ کے خلاف حال ہی میں شروع کی جانے والی صلیبی جارحیت اور یمن، پاکستان، افغانستان اور صومالیہ میں جاری ڈرون حملوں کی روشنی میں؟

آدم: میں یقینی طور پہ نہیں جانتا کہ اس طرح کی تجاویز کس نے اور کیوں پیش کیں۔ لیکن اگر کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے جبہۃ النصرہ کے ساتھ کسی نتیجے پہ پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو مجھے خدشہ ہے کہ وہ انتہائی شدید مایوسی کا شکار ہونے والے ہیں۔ ہم کسی کے ایجنٹ نہیں ہیں۔

جہاں تک ہمارے موقف میں نرمی کا تعلق ہے، میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی تبدیلی آئی ہے، کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے قائدین' جن میں سر فہرست شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ اور شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ ہیں' پہلے ہی واضح کر چکے ہیں کہ اگر صلیبی مغرب کی کوئی قوم یا حکومت اور وہ لوگ جو اس صلیبی مغرب سے تعلق رکھتے ہیں اپنے طور طریقے بدلنے، مسلمانوں سے چھینے گئے حقوق انہیں واپس کرنے، ہمارے خلاف مزید جارحیت نہ کرنے، ہمارے معاملات میں مزید نہ مداخلت کرنے اور ان لوگوں کی مزید پشت پناہی کرنے سے باز رہتے ہیں جو ہماری اقوام پہ ظلم ڈھانے اور ہماری زمینوں پہ قبضہ کرنے میں مصروف ہیں' پر آمادہ ہیں تو ہم باہمی مفاد اور معاہدوں اور صلح ناموں کے احترام کی بنیادوں پہ ان کے ساتھ بات چیت کرنے کے لیے پوری طرح تیار ہیں۔ اگر وہ اپنی غلطیوں کی اصلاح کرنے اور جس کام کی ضرورت ہے اُسے کرنے میں دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں تو ہمیں اس کے اگلے لمحے تک بھی جنگ کو طول دینے کا قطعی کوئی شوق نہیں ہے۔

ہمارا موقف ہمیشہ سے یہی رہا ہے؛ اگر مستقبل قریب میں صلیبی مغرب اور ہمارے درمیان کسی خاص مدت کے لیے کی جانے والی صلح کی بات کی جائے تو اس حقیقت کو جان

لینا چاہیے کہ مغرب کے ایوان ہائے اقتدار میں عسکریت پسندوں، شدت پسندوں، صیہونیوں اور کارپوریٹ لابیوں کے سامنے جھکے ہوئے افراد کا غلبہ ہے اور تجربات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس بات کا امکان بہت ہی کم ہے کہ اس طرح کے عناصر کسی بھی معقول بات پہ کان دھرنے کو تیار ہوں گے۔ میرے خیال میں حال ہی میں رونما ہونے والے واقعات، خصوصاً مغرب کی شہ پہ صہیونیوں کی غزہ پہ جارحیت اور عراق اور شام کے خلاف ایک نئی صلیبی جنگ کا آغاز، یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے دشمنوں نے ابھی بھی اپنے طور طریقے نہیں بدلے ہیں اور نہ مستقبل قریب میں ایسا کوئی ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا جہاد جاری رہے گا اور مغربی طاقتوں کی جانب سے ہمارے خطوں پہ اپنا تسلط قائم رکھنے کی کوششوں اور ہمارے معاملات میں دخل اندازی کی وجہ سے مغربی ممالک کے مزید شہریوں کو موت کے گھاٹ اترنا پڑے گا۔

ری سرجنس: جب امریکہ اور اس کے گماشتوں نے شام کے خلاف اپنی جارحیت کا آغاز کیا تو امریکہ نے یہ تسلیم نہیں کیا تھا کہ اس نے جبہۃ النصرہ پہ حملہ کیا ہے: بلکہ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ اس نے القاعدہ کی ایک شاخ ''خراسان'' کو نشانہ بنایا ہے جس کا نام اس سے پہلے کبھی نہیں سنا گیا تھا۔ یہ کیا معاملہ ہے؟

آدم: ''خراسان'' القاعدہ کی ایک شاخ ہے جس کے بارے میں پہلے کبھی کسی نے نہیں سنا کیونکہ اس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ چلیں میں کھرے اور واضح انداز میں مختصراً آپ کو بتاتا ہوں: القاعدہ کی شام میں صرف اور صرف ایک ہی رسمی شاخ ہے جس کا نام جبہۃ النصرہ ہے۔ اس کا کوئی اور نام نہیں ہے اور نہ ہی اس کے کسی اور جماعت یا ملک کے ساتھ کوئی تنظیمی تعلقات ہیں۔ لہٰذا ''جماعت خراسان'' ہی جبہۃ النصرہ ہے اور جبہۃ النصرہ ہی ''جماعت خراسان'' ہے۔ ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

مگر امریکہ نے اس لیے یہ اعلان کیا کہ اس نے ''خراسان'' کو نشانہ بنایا ہے کیونکہ اگر وہ کھلم کھلا یہ اعلان کرتا کہ وہ جبہۃ النصرہ کو اپنے حملوں سے نشانہ بنا رہا ہے تو اس کا مطلب شام کے مبارک انقلاب سے براہ راست اور فوری تصادم ہوتا جس کا جبہۃ النصرہ ایک جزو لاینفک ہے۔ جب کہ امریکہ اور اس کے حواری یہ چاہتے ہیں کہ انقلاب سے تصادم اور دمشق کی حکومت کی بحالی جھوٹ اور دوغلی پالیسیوں پہ مبنی ایک آہستہ اور تدریجی عمل ہو جس میں آہستہ آہستہ مقامی ایجنٹوں اور غلاموں کو شامل کیا جائے تاکہ ایک نام نہاد معتدل حزب اختلاف کا قیام وجود میں لایا جا سکے۔ لیکن اس سب میں ان شاءاللہ وہ ناکام ہو جائیں گے کیونکہ شامی مسلمان یہ جانتے ہیں کہ ''قومی لشکروں'' کا تجربہ عراق کے بھائیوں کے لیے کس قدر خطرناک ثابت ہوا تھا۔

''خراسان'' نامی ایک ایسی جماعت کو نشانہ بنانے کا دعویٰ کرنا جو حقیقت میں کوئی وجود ہی نہیں رکھتی شامی مجاہدین اور غیر شامی مجاہدین (یعنی سرحد پار سے ہجرت کر کے آنے والے مہاجرین) میں پھوٹ ڈالنے کی ایک واضح کوشش کا حصہ ہے جن کو امریکہ، برطانیہ اور ان کے اتحادیوں کی جانب سے ''غیر ملکی جنگجوؤں'' کا نام دیا جاتا ہے (جس کا مطلب شاید یہ ہے کہ خود امریکی اور مغربی تو شام اور عراق میں ہی پیدا ہوئے اور پروان چڑھے ہیں!)

لہٰذا ''خراسان'' جبہۃ النصرہ کے غیر شامی عناصر کو دیا جانے والا ایک خوب صورت نام ہے۔ مگر کوئی بھی یہ خیال نہ کرے کہ وہ اس طرح کے بھونڈے ہتھکنڈوں سے کسی کو بے وقوف بنا سکتے ہیں۔ شامی مجاہدین کو ''غیر ملکی جنگجوؤں'' کا نام دیئے گئے مجاہدین سے علیحدہ کرنے یا ایک گروپ کو نشانہ بنانے اور دوسرے کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنے کی چال کے ساتھ ان کے درمیان خلیج پاٹنے یا اس طرح کی مختلف ناموں والی چالیں چلنے کی ہر کوشش کا مقدر ناکامی ہی ہے، کیونکہ ان میں سے کسی ایک فریق پہ حملہ تمام پہ حملہ تصور کیا جائے گا۔

ری سرجنس: مختصراً بتایئے گا کہ مجاہدین شام کے تجربے سے کیا اہم اسباق سیکھ سکتے ہیں؟

آدم: ایک بات جس سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے یہ ہے کہ معاشرے سے ہٹ کر ایک طرف رہنا اور کام کرنا مجاہدین کی مجبوری نہیں ہے سوائے اس کے کہ اگر وہ خود معاشرے سے کٹ کر رہنا چاہیں۔ جبہۃ النصرہ سے تعلق رکھنے والے مجاہدین کا جس گرم جوشی سے استقبال کیا گیا اور جس طرح عوامی سطح پہ ان کی حمایت کی گئی اس سے اس دعوے کی نفی ہوتی ہے کہ مجاہدین کبھی بھی مسلمانوں کے دلوں میں جگہ پیدا نہیں کر سکتے اور یہ تجربوں سے سیکھنے اور غلطیوں کی اصلاح کرنے سے حاصل ہونے والے مثبت اثرات کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ یہ تو ایک ایسی چیز ہے جو ہر ادارے، تنظیم یا جنگجو قوت کے لیے ضروری ہے۔ شاید ہم سب کے لیے سیکھنے کے لائق سب سے اہم سبق یہ ہے کہ جب کبھی بھی ذاتی یا تنظیمی مفادات کو اسلام اور مسلمانوں کے وسیع ترین مفادات پہ ترجیح دی جاتی ہے تو امت کے جہاد پہ اس کے انتہائی مہلک اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

شام کے مجاہدین سب سے پہلے تو اللہ کے فضل و کرم اور دوسرے نمبر پہ اپنی عملیاتی وحدت اور باہمی تعاون کے جذبے کی وجہ سے زبردست کامیابیاں حاصل کر رہے تھے اور شامی حکومت کا تختہ الٹنے کے قریب پہنچ چکے تھے۔ مگر جیسے ہی ایک خاص گروہ (داعش) نے مداخلت کی اور اپنے مفادات کو ترجیح دینا شروع کی تو اس سے شامی جہاد کے لیے ناکامیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جس کی وجہ سے شامی حکومت ایک پھر مستحکم ہونے اور ایسے بہت سے علاقے واپس لینے میں کامیاب ہو گئی جو پہلے اس کے ہاتھ سے نکل چکے تھے۔

اور اب ایک اور دشمن میدان میں داخل ہو چکا ہے: امریکیوں کی قیادت میں قائم شدہ اتحاد جو کہ اسی گروہ (داعش) کے خلاف لڑنے کے بہانے سے بشار حکومت کو بچانے کے لیے مداخلت کر رہا ہے جس کی اس سے پہلے کی جانے والی مداخلت بھی شام میں موجود اسلامی انقلابی قوت کو کمزور کرنے اور ان جماعتوں اور فریقوں کی تقویت کا باعث بنی تھی جو غیر واضح مقاصد اور مشکوک تعلقات کی حامل ہیں۔

تنظیمیں، جماعتیں اور امرا کبھی بھی وہ چیزیں نہیں ہوا کرتیں جن کی خاطر قتال کیا جائے؛ بلکہ یہ تو مقصد کو حاصل کرنے کے ذرائع ہیں اور مقصد کیا ہے؟ مقصد ہے مسلمانوں کا اتحاد اور تقویت! تاکہ وہ اپنے دین کو قائم کر سکیں اور دشمنوں کے مقابلے میں اپنے دین کا اور اپنا دفاع کر سکیں۔ جب کبھی بھی یہ نام اور مذکورہ عناصر خود اپنی ذات میں مقصد کا درجہ حاصل کر لیں اور ہم دور اندیشی سے کام لینا اور امت کے عظیم تر مفاد کے لیے سوچنا چھوڑ دیں تو یہ وہی وقت ہوتا ہے جب ہمیں ناکامیوں، شکست اور ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

شام کے جہاد سے اس کے علاوہ بھی کئی اسباق سیکھے جا سکتے ہیں مگر فی الحال میرے ذہن میں یہی کچھ ایسی باتیں ہیں جن سے سبق سیکھ جا سکتا ہے۔

ری سرجنس: بات کو سمیٹتے ہوئے یہ فرمایئے گا کہ آپ پچھلے تین سال پہ محیط تجربوں کی روشنی میں آپ شام کی جہادی تحریک کو کس طرح دیکھتے ہیں؟ کیا موجودہ صورتحال میں مسجد اقصیٰ کی آزادی کا کوئی نزدیکی امکان موجود ہے؟

آدم: جہادِ شام' مجاہدین، شہدا، اسیروں اور داعیانِ اسلام کی کئی نسلوں کی مشترکہ کوششوں اور قربانیوں کا مجموعی نتیجہ ہونے کی حیثیت سے ایک امانت ہے جس کی حفاظت کرنا اور اس کو وہ مقام دینا جس کا وہ مستحق ہے، ہماری ذمہ داری ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو پہنچنے والی ناکامی ایک وقتی ناکامی ثابت ہو گی اور مجاہدین شام بالخصوص اور خطے کے مجاہدین بالعموم اپنی کھوئی ہوئی رفتار دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ بشرطیکہ شام کی جہادی تحریک کو صحیح راستے پہ رکھنے اور اس کو ہر قسم کی افراط و تفریط سے پاک رکھنے کے لیے ضروری اقدامات اٹھائے جائیں۔

جہاں تک مسجد اقصیٰ کی آزادی کا تعلق ہے، تو یہ منزل اس قدر قریب نہیں ہے۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر گزرتے دن اور ہر نئی فتح کے ساتھ مسجد اقصیٰ کی آزادی آہستہ آہستہ قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو کہ وہ ہمیں اس فتح سے ہم کنار ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ شامی انقلاب کا قنطیرہ سے کامیابی گزر کر گولان کے پہاڑی سلسلے تک پھیل جانا، اسی طرح غزہ کے مجاہدین کی تاریخی مقاومت اور عامۃ المسلمین کی طرف سے اسرائیلی جارحیت اور یہودی بستیوں کی توسیع کے معاملہ پر مزاحمت ' یہ دونوں امور نیک شگون ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلص مجاہدین کو شام، عراق، فلسطین، افغانستان، برصغیر اور تمام دنیا میں فتوحات عطا فرمائے، آمین۔

ری سرجنس: اس سے پہلے کہ ہم کسی اور موضوع پہ بات کریں، کیا آپ دولت اسلامیہ اور ان طبقات کے لیے کوئی آخری پیغام دینا چاہیں گے جو ان سے ہمدردی رکھتے ہیں؟

آدم: جی! میں جانتا ہوں کہ آج میں نے جو باتیں کیں ان میں سے بہت کچھ آپ کو اچھا نہیں لگا ہو گا؛ بلکہ حقیقت میں ان باتوں نے آپ کو کافی حد تک مضطرب کر دیا ہو گا۔ مگر میں آپ کو یہی کہنا چاہوں گا کہ آپ ٹھنڈے دماغ سے سوچیں اور میرے الفاظ پہ کچھ دیر کے لیے غور فرمائیں۔

میرے پیارے بھائیو! مسلمانوں کو دائرۂ اسلام سے باہر قرار دینا کوئی معمولی بات اور ایسی چیز نہیں ہے جس کو ہلکا سمجھا جائے۔ اسی طرح مسلمانوں کا خون بہانا، ان کا مال غصب کرنا اور ان کے حقوق کو پامال کرنا بھی کوئی معمولی بات نہیں ہے جس کو ہلکا سمجھا جائے۔ کسی قسم کا ظلم بھی صحیح نہیں اور اس کے کرنے والے پہ یوم قیامت اندھیرے کی صورت میں چھایا ہو گا۔ امت کا جہاد کوئی ویڈیو گیم نہیں ہے؛ یہ ایک حقیقی زندگی ہے جس کے اس دنیا میں اور آخرت میں حقیقی نتائج نکلیں گے۔

جب آپ ہتھیار اٹھاتے ہیں تو آپ اس کے اور جو کچھ آپ اس کے ساتھ کرتے ہیں، کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ جب آپ خطوں کا نظام سنبھالتے ہیں اور حکومتیں چلاتے ہیں تو آپ یہاں بسنے والے لوگوں کے اور ان کے ساتھ روا رکھنے جانے والے رویوں اور ان کے ساتھ ہونے والے معاملات کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ جب آپ اپنے آپ کو اسلامی ریاست قرار دیتے ہیں تو آپ اس بات کے بھی ذمہ دار ہوتے ہیں کہ آپ کے افعال اور رویوں سے امت اور باقی دنیا کی نظروں میں اسلامی نظام حکومت کے تصور پہ کیا برا اثر پڑتا ہے۔

میرے عزیز بھائیو! جہاں ایک طرف کوئی شخص بھی دولت اسلامیہ کو عسکری لحاظ سے حاصل نمایاں قوت اور ترقی کا انکار نہیں کر سکتا، تو دوسری طرف اس کے مسلمانوں کے خلاف کیے جانے والے جرائم سے بھی آسانی سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا یا ان کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ اور اگر ان برائیوں سے کنارہ کشی اختیار نہ کی گئی اور دنیا میں ان کی تلافی نہ کی گئی، تو یہ اپنے کرنے والوں کے لیے بھی وبال ثابت ہوں گی اور ان کے لیے بھی جو ان کی حوصلہ افزائی کریں، ان کو نظر انداز کریں یا ان کی تائید کریں، چاہے یہ (حمایت و تائید) ہزاروں میل کے فاصلے پہ بیٹھے کسی کمپیوٹر یا موبائل کے ذریعے ہی کیوں نہ کی جائے۔ اس لیے ہماری ان لوگوں کو یہی نصیحت ہے کہ اللہ کے لیے ظلم و ستم کے اس رویے کو فی الفور ختم کیا جائے اور جو جس حق کا مستحق ہے اس کو وہ حق دیا جائے۔ شاید کچھ لوگ ایسے بھی ہوں جو یہ سوچ رہے ہوں کہ "مجھے پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ میں تو ایک مجاہد ہوں۔ شہادت میرا مقدر بنے گی اور میرے گناہ خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی معاف کر دیئے جائیں گے!"۔ اس بارے میں میرا جواب تین نکات پہ مشتمل ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ یہ بات کیسے یقینی ہو سکتی ہے کہ وہ ایک عام موت مرنے کے بجائے شہادت کی موت کا رتبہ پائے گا؟

دوسری بات یہ کہ اگر اس کو شہادت کی موت نصیب ہو بھی جائے، یہ بات کیسے یقینی ہو سکتی ہے کہ اس کی شہادت اللہ کے ہاں مقبول بھی ہو گی؟ دوسرے الفاظ میں دنیا کی نظروں میں ہر شہید ہونے والا ضروری نہیں کہ آخرت میں بھی شہید کا ہی رتبہ پائے۔ آپ نے

یقیناً اس آدمی کا واقعہ ایک حدیث (جو کہ صحیح مسلم اور دیگر کتابوں میں مذکور ہے) میں پڑھا ہو گا جو لڑتے ہوئے مارا گیا اور مسلمانوں نے اس کو شہید کہا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ اس آدمی کو تو درحقیقت جہنم کی آگ میں سزا دی جارہی ہے کیونکہ اس نے مال غنیمت سے ناجائز طریقے سے ایک چادر لی تھی۔

سوچئے! یہ آدمی ناحق ایک چادر چرانے کی وجہ سے شہادت سے محروم کر دیا گیا اور جہنم میں داخل کر دیا گیا۔ تو اس کے بارے میں کیا خیال ہے جو ایک جان کو ناحق قتل کر دے یا ناحق طریقے سے مناصب اور قیادت پہ قبضہ کر لے؟!

تیسری بات یہ کہ اگر کسی شخص کی شہادت قبول بھی کر لی جائے، پھر بھی ہر گناہ خود سے معاف نہیں ہو جاتا۔ صحیح مسلم اور دیگر مجموعات حدیث میں مذکور ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''اگر میں اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاؤں تو کیا میرے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

> ''ہاں! اگر تجھے اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے اس حال میں کہ تو صبر کرنے والا اور اللہ سے مخلص ہو، دشمن کے طرف بڑھنے والا اور پیٹھ نہ پھیرنے والا ہو۔ ماسوا قرض کے، کیونکہ یہ بات مجھے ابھی ابھی جبرائیل نے بتائی ہے''۔

امام نوویؒ اور دیگر علما نے کہا ہے کہ حدیث میں وارد ہونے والے لفظ ''الدین'' (قرض) سے مراد عمومی طور پہ تمام حقوق العباد ہیں نہ کہ صرف مالی حقوق اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جہاد، شہادت اور دیگر نیک اعمال کا کفارہ تو بنتے ہیں مگر حقوق العباد کا کفارہ نہیں بنتے۔ جس کا جو حق غصب کیا گیا ہو اسے اس دنیا میں جتنا جلدی ممکن ہو، ان حقوق کی ادائیگی کرنا لازم ہے اس سے پہلے کہ اتنی دیر ہو جائے کہ ہاتھ ملنے اور پچھتانے کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہو۔

کیا رک کر کچھ دیر سوچنے اور اپنی نیتوں اور اعمال کا جائزہ لینے اور اخلاص کے ساتھ توبہ کرنے کا یہی وقت نہیں ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص قیامت میں اس حال میں آئے کہ وہ دیکھے کہ اس کے تمام نیک اعمال اس طرح اٹھا پھینکے گئے ہیں جس طرح ہوا مٹی کو اٹھا لے جاتی ہے۔ کیا آپ نے امام مسلمؒ اور دیگر محدثین سے مروی اس صحیح حدیث کے بارے میں نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سے پوچھا، ''کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ مفلس کون ہے؟''

انہوں نے جواب دیا کہ ''ہمارے نزدیک تو مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ تو کوئی درہم دینار ہو اور نہ ہی دنیا کے مال و متاع میں سے کچھ ہو''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''نہیں، میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن ڈھیر ساری نمازیں، روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے مگر اس نے کسی شخص کی تذلیل کی ہو گی، کسی دوسرے کی عزت کو مجروح کیا ہو گا، کسی کا مال غصب کیا ہو گا، کسی کا (ناحق) خون بہایا ہو گا، اور اس طرح کے دیگر اعمال کیے ہوں گے۔ پس ہر اس شخص کو جس کے ساتھ اس نے زیادتی کی ہو گی، اس کے نیک اعمال میں سے کچھ حصہ دے دیا جائے گا، یہاں تک کہ اس سے پہلے کے اس کی جانب سے غصب کیے گئے حقوق کی ادائیگی مکمل ہو اس کے نیک اعمال کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا اور اس کے کچھ گناہ اِس کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے اور پھر اسے جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا''

میرے عزیز بھائیو! میں جاتے جاتے آپ کے اندر یہ فکر بیدار کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بنیادی طور پہ اس زمین پہ ریاستیں قائم کرنے کے لیے نہیں بھیجا۔ بلکہ اس نے ہمیں اپنی عبادت کرنے اور اپنے احکام اور حدود کی پابندی کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس نے ہمیں امتحان کے طور پہ یہاں بھیجا ہے اور اگر کسی خاص ریاست کا قیام یاد فاع ہمیں اپنے سب سے بنیادی اور اساسی فرض کی خلاف ورزی اور اپنی آخرت کا نقصان کرنے پہ مجبور کر دے تو اس ریاست میں کیا خیر ہو سکتی ہے؟! برائے مہربانی! آپ تھوڑی دیر شہید (نحسبہ کذالک) شیخ عطیۃ اللہؒ کے ان حکیمانہ الفاظ پہ غور فرمائیے:

> ''ہم سب کو اس ایک بات کو سب سے اہم سمجھنا چاہیے۔ اگر ہم دشمن کے خلاف فتح حاصل کرنے، اس کو زیر کرنے، ان کو تباہ برباد کرنے، ان سے اپنا انتقام لینے، اس ریاست کو قائم کرنے، جس کا قیام ہم سب کی دیرینہ خواہش ہے اور اس جنگ اور لڑائی میں فاتح بننے میں کامیاب ہو جائیں مگر اللہ ہم سے اپنی نافرمانی اور کھلے اور چھپے گناہوں کی وجہ سے ناراض ہو اور آخرت میں ہمارا انجام جہنم میں داخلے کی صورت میں ہو تو یہ سب چیزیں بھلا ہمیں کیا فائدہ دے سکتی ہیں۔ لہٰذا سب سے اہم نتیجہ اور مجاہدین کو میری دائمی اور لازمی نصیحت یہ ہے کہ ہم کھلے چھپے ہر حال میں اور اپنے ذاتی اور اجتماعی معاملات میں اللہ کے دین، اس کے شریعت اور اس کے احکام کے ساتھ سچائی کا ثبوت دیں۔ اور ان پھر ان لوگوں کے معاملے میں بھی جن کے بارے میں ہم ذمہ دار ہیں جن میں ہمارے خاندان کے افراد اور ہمارے پیچھے چلنے والے شامل ہیں...''

(''مجاہدین کے امراء، میرے بھائیوں کے نام'' سے ایک اقتباس)

اللہ تعالیٰ ہم سب کے دل حق کے لیے کھول دے، ہمیں اس راہ کی طرف ہدایت دے جس کو وہ پسند کرتا ہے اور جس سے وہ راضی ہوتا ہے اور ہمیں اپنی اطاعت میں متحد ہونے کی توفیق دے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

علمائے سوء کے فتنوں سے بچئے!!!

مصعب ابراہیم

علمائے عزام نے ہر دور میں دین وشریعت کی خاطر، علم و عمل کے میدانوں میں جیسی عظیم الشان قربانیاں پیش کی ہیں اور کسی لومۃ لائم کی پرواہ کیے بغیر احکاماتِ شریعت کو جس پامردی، استقلال اور جرأت سے بلاکم وکاست بیان کیا ہے 'اُس سے صفحاتِ تاریخ بھرے ہوئے ہیں۔ کسی جابر کا جبر اور کسی منصف مزاج کا انصاف' شریعت اور دین کے کسی معاملے میں بھی ان علما کو مداہنت کو مجبور نہ کرسکا۔ اسی لیے علمائے دین کا مقام ومرتبہ اور اُن کی رتبہ ودرجہ بہت بلند ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، خوف کھانے اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کا تعارف ہی یہ کروایا گیا کہ انمایخشی اللہ من عبادہ العلماء... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علما کو انبیاء کرام علیہم السلام کا جاں نشین اور وارث قرار دیا ہے۔ لیکن وراثتِ انبیاء علیہم السلام کا بارِ گراں اٹھانے اور اس کا حق ادا کرنے والے علمائے حق ہی نبوی بشارتوں اور الٰہی ارشادات کے مصداق ٹھہرتے ہیں... شیطان نے تو تحدی کی تھی کہ

فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ

سو وہ لعین تو نقب لگانے سے نہیں چُوکتا اور طبقۂ علما میں جیسے اہل اللہ، اولیاء اللہ، عباد اللہ اور جبال العلم والعمل موجود ہیں، اُسی طرح اس طبقہ میں بھی شیطان نے نقب زنی کے ذریعے اپنے حامی وانصار ہر دور میں بنائے ہیں۔ علمائے بنی اسرائیل کی بدخصلتیوں اور خیانتوں کو قرآن مجید میں کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ کہ کس طرح وہ دین کا سودا کرنے، حق اور باطل کو گڈمڈ کرنے، کتمانِ حق کی روش پر چلنے، آیات الٰہی کو خود سے گھڑنے، اللہ کے احکامات کو بیچنے، دوسروں کو نیکی کی نصیحت کرنے اور اپنے آپ کو فراموش کردینے، لوگوں کے اموال' ناحق طریقے سے لوٹنے اور سمیٹنے، اللہ کی آیات کے ساتھ استہزا کرنے اور اللہ کی کھلی نشانیوں کو جھٹلانے جیسے جرائم کا ارتکاب کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق:

> ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی ضرور متابعت کروگے۔ بالشت بہ بالشت، ذراع بہ ذراع اور ہاتھ بہ ہاتھ۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں گھسے ہوں تو تم بھی ضرور گھسوگے۔ لوگوں نے پوچھا، کیا اس سے آپ کی مراد اہل کتاب ہیں؟ آپ نے فرمایا، اور کون؟'' (صحیح بخاری)۔

طبقۂ علمانے میں سے بھی کچھ دین فروشوں اور عباد الدرہم ودینار نے شیطانی بہکاووں میں آکر نا صرف اپنی راہ کھوٹی کی بلکہ اپنے ساتھ بہت سوں کو بھی گمراہ کیا۔ آج کے دور میں بھی یہ المیہ رونما ہو کر پوری شدت سے اپنی تباہ کاریاں پھیلا رہا ہے۔ یقیناً ہمارا یہ مقام نہیں کہ ہم علمائے اسلام کے دامنوں کو کھینچیں یا اُن پر کسی بھی حوالے سے زبان درازی کی جرأت کریں... لیکن ہم نے معزز علمائے دین متین سے ہی سیکھا ہے کہ حق کی پاسبانی کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کتمانِ حق کی روش کو اختیار نہ کیا جائے اور دین کے کسی ایک محاذ سے بھی پسپائی اختیار کرنے کی بجائے شیطانی سازشوں اور شیطانی عناصر کو پوری طرح سے بے نقاب کیا جائے تاکہ ضلالت وگمراہی کو عام ہونے سے روکا جاسکے اور عامۃ المسلمین میں احکاماتِ شریعت سے انحراف واعراض کی عام روش پیدا ہونے سے پہلے اس کا تدارک وسد باب کیا جاسکے!

ہمارے خطے میں بالخصوص اور باقی مسلم خطوں میں بالعموم گزشتہ سولہ سالوں سے صلیبی جنگ پوری شدت سے جاری ہے۔ ڈیڑھ دہائی سے زائد عرصہ ہوگیا کہ چند مٹھی بھر مجاہدین' اپنے رب ہی کی عطا اور توفیق سے پوری امتِ مسلمہ کا دفاع کررہے ہیں۔ اس جنگ میں علمائے ربانیین اور علمائے صادقین کی کثیر تعداد نے مجاہدین کی صفوں کو مضبوط کرنے، جہاد کی نصرت کرنے، مجاہدین کی پشتی بانی کا فریضہ سرانجام دینے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے صلیبی لشکروں کے سامنے کامل استقامت کے ساتھ ڈٹ جانے کی تاریخی مثالیں پیش کی ہیں۔ بلاشبہ حق گو علمائے دین نے شہادتوں کے تاج بھی اپنے مبارک ماتھے پر سجائے ہیں لیکن راہِ حق سے پیچھے ہٹنا گوارا نہیں کیا۔ اِنہی علمائے حقہ میں سے ہزاروں علما آج صلیبی لشکروں اور اُن کے حواریوں کے خفیہ عقوبت خانوں میں قید ہیں۔ علمائے کرام کی یہ قربانیاں اور جہد مسلسل کی لازوال تاریخ ہی ہے جس کی بنا پر اُنہوں نے اپنے مالک کی رضا حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اسلاف واکابر کی عزم ووفا والی سیرتوں کی بھی لاج رکھی اور آنے والے زمانے کے مسلمانوں کے لیے استقلال وپامردی کا نمونہ بھی پیش کیا۔

لیکن دوسری جانب اسی دور کا المیہ یہ رہا ہے کہ صلیبی کفار اور اُن کے آلہ کاروں کو بھی بڑی تعداد میں ایسے علمائے سوء میسر آئے جنھوں نے دینی تعلیمات کا حلیہ بگاڑنے، شرعی احکامات کو موم کی ناک بنانے، شرکیہ جمہوری نظام اور اللہ سے باغی سرمایہ دارانہ نظام کو جواز اور تحفظ فراہم کرنے کا بیڑہ بھی اٹھایا۔ یہ دونوں کردار امت کے سامنے بالکل واضح ہو کر آچکے ہیں۔ ایک طرف مردانگی اور شجاعت کے ساتھ ہر قسم کے طاغوت سے برأت کرتے ہوئے اسوہ براہیمی کے پیکر علمائے کرام کثیر تعداد میں موجود ہیں تو دوسری طرح ہر ظالم، کافر اور امت کے خائن کی چاپلوسی وخوشامد کرنے والے علمائے سوء کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ ''موجیں'' مار رہے ہیں۔ بے شک مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا:

ألا إن شر الشر شرار العلماء وإن خیر الخیر خیار العلماء (رواہ الدارمی)

''شر میں بدتر شر علمائے سو کا شر ہے اور تمام بھلائیوں میں اعلیٰ درجہ کی بھلائی علما کا خیر ہے''۔

ان علمائے سوء میں کچھ جمہوریت کے لیے سب کچھ وار دینے کا دعویٰ لے کر اٹھنے، آئینی و قانونی بھول بھلیوں میں مسلمانوں کو الجھانے اور ''یَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ'' والے ہیں، کچھ

این جی اوز اور ''سیفما'' کی خاطر ہر طرح کی ذلت مول لینے، صلیبی ممالک کی شہریت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اُن سے کروڑوں روپے بٹورنے والے ہیں، کچھ تیرہ بخت وہ ہیں جو بزرگوں اور بڑوں کے نام کو بٹہ لگا کر اپنی دکان چمکانے میں مصروف ہیں اور ایک ایسے ادارے کے نام سے ''جدیدیت کی ایمپائر'' کھڑی کیے ہوئے ہیں کہ جس ادارے کے بانی (رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ ونور اللہ مرقدہ) جب تک زندہ رہے، ایسے تمام فتنوں کے لیے سیف اللہ المسلول کی مانند تھے... اور کچھ ''موحد'' ایسے بھی ہیں جو جی ایچ کیو کو سجدہ ریزی کرتے ہوئے، فوجی بوٹوں کی تعریف وتقدیس کے گن گاتے گاتے، فوج کی محبت میں اس قدر شرسار و بے قرار ہو جانے والے ہیں کہ قرآن مجید سے ''راحیل شریف'' کو ''سالم و سموچا'' نکالنے کا ملکہ حاصل کیے ہوئے ہیں! ملاحظہ ہو ۱۷ جون ۲۰۱۶ء کو روزنامہ دنیا میں شائع ہونے والا کالم ''قرآنی راہداری، راحیل اور چین''... شنید ہے کہ ''اہل توحید'' کی یہ نمائندہ جماعت 'جو کل تک پوری شدومد سے جمہوریت کو کفر کہنے میں پیش پیش تھی، اب فوجی بوٹوں تلے آنے کے بعد اگلے چند دنوں میں سیاسی جماعت کی صورت اختیار کر کے پارلیمانی طرزِ سیاست کا حصہ بننے والی ہے! ایسوں ہی کے بارے میں امام ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ''ان فاسقوں کے دھوکے میں مت آنا ان کی کھالیں بھیڑوں کی اور دل بھیڑیوں کے ہیں۔ جب عیسائی ایک کہ بعد ایک شہر کو اندلس میں مسلمانوں کے قبضے سے چھین رہے تھے تو میں نے قریہ قریہ شہر شہر پھر کر دیکھا اشبیلیہ سے لے کر قرطبہ تک ہر امام وعالم کو اس مسئلے پر خاموش پایا۔ جب کہ یورپ کے طول وعرض سے عیسائی پادری نوجوانوں کو اپنے دین کے نام پر اکسا کر اس جنگ کا ایندھن بنا رہے تھے''۔

مذکورہ بالا تمام الزامات، محض ''الزامات'' ہی نہیں ہیں بلکہ ایسی حقیقتیں ہیں جنہیں جھٹلانا کسی بھی صاحب انصاف کے لیے ممکن نہیں۔ ''سیفما'' کے بھاری بھرکم دوست اور ''شربتِ انگور'' کے رسیا جب ''پاکستان علماء کونسل'' بنا کر اُس پر براجمان ہو جائیں (اب یہ قارئین خود سوچیں کہ ولایتی ''انگور کی بیٹی'' کو غٹاغٹ حلق میں انڈیلنے کے بعد حالتِ سکر میں اگر ''گوشت کا پہاڑ'' کسی پر براجمان ہو جائے تو اُس کی کیا حالت ہو گی؟!) بالکل یہی حالت اس ''پاکستان علماء کونسل'' کی ہے جو اب ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تقسیم در تقسیم ہو رہی ہے۔ اس تقسیم کی وجہ بھی حرص مال اور کفار کے دستر خوان سے ''مرغوب غذاؤں'' کو اُچک لینا ہی ہے۔ امریکہ، جرمنی اور برطانیہ کے سفارت خانوں اور این جی اوز سے کروڑوں روپے کے معاہدے کر کے مدارسِ دینیہ اور علمائے کرام کے خلاف مخبری کا پورا نیٹ ورک تیار کرنا اسی ''لحیم شحیم مخلوق'' کا کارنامہ ہے۔ اور یہی وہ بدباطن ہے جو ۲۰۱۲ء میں ذرائع ابلاغ میں ملعونہ رمشا مسیح کے وکیل صفائی کے طور پر پیش پیش رہا اور بالآخر اُسے رہائی دلوانے اور بیرون ملک فرار کروانے کی خدمت کے بدلے برطانوی شہریت سے نوازا گیا۔

جمہوریت کا راگ الاپنے اور اُسے جہاد وقتال کا Substitute (نعم البدل) قرار دینے والی ہستی بھی اپنے تئیں ''چھ لاکھ علما'' کی نمائندہ بنی ہوئی ہے۔ ان حضرات نے جہاد وقتال کا لفاظی اور تاویلوں کے ذریعے انکار نہیں کیا بلکہ ایک بار نہیں درجنوں بار کھلے عام اعلان کیا ہے کہ ''مسلح جدوجہد غیر شرعی ہے، جہاد والا نہیں جمہوریت والا اسلام چاہتے ہیں، جنگوں اور بندوقوں کے زور پر ملکوں کو فتح کرنے کا زمانہ گزر گیا، اب جمہوریت اور ووٹ سے آنے کا دور ہے، افغانستان میں جہاد نہیں فساد ہو رہا ہے، اسلامی نظام کی خواہش پارلیمنٹ اور سیاست سے انکار کر کے پوری نہیں ہو گی، ہم نے کبھی طالبان کی حمایت نہیں کی''... یہ تمام جملے موصوف کے بیانات اور موصوف کی پارٹی کے کرتادھرتاؤں کے بیانات کے ہیں۔ ہم زیادہ کچھ نہیں کہتے... کیونکہ بہر حال مقام نازک ہی ہے اس لیے بزرگوں اور اکابر کے ارشادات ونصائح ہی کو سامنے رکھ دیتے ہیں کہ ہمارے اکابر اس جمہوری مزاج اور جہاد سے تنفر والی طبیعتوں کے متعلق کیا فرماتے تھے!

فقیہہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ فرماتے ہیں:

> ''اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنے کے لیے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ تقویٰ کے ساتھ ساتھ مسلح جہاد ہو، جب تک مسلح جہاد نہیں کریں گے، اللہ کی راہ میں جب تک قتال نہیں کریں گے، جب تک اللہ کے دشمنوں کی گردنیں اڑانے کے جذبات پیدا نہیں کریں گے، صرف جذبات ہی نہیں جب تک ان کی گردنیں نہیں اڑائیں گے، اس وقت تک حکومت الٰہیہ قائم نہیں ہو سکتی! یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے شروع سے لے کر قیامت تک!!!''
>
> (بیان ''دردِ دل''۔ خطبات الرشید، جلد ۵ ص ۹۲)

رئیس المحدثین، امام العلماء حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہ نے اسلام آباد میں ملک گیر کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''جمہوری سسٹم شریعت کے خلاف ہے۔ جمہوری سسٹم سے نفاذِ اسلام کبھی نہیں ہو گا۔ موجودہ وقت میں قومی اسمبلی اور سینٹ میں علما کی جتنی بڑی تعداد پہنچی ہے اتنی بڑی تعداد پہلے کبھی نہیں پہنچی اور نہ ہی آئندہ اس طرح کا کوئی امکان ہے۔ متحدہ مجلس عمل کے اتنے ارکان ہونے کے باوجود تحفظ حقوق نسواں بل پاس ہو گیا اور مجلس عمل کے ارکان نے واک آؤٹ کرنے اور ڈیسک بجانے کے سوا کچھ کام نہ کیا۔ انتخابی سیاست سے کوئی فائدہ نہیں۔ مولانا فضل الرحمن سے گزارش ہے کہ وہ انتخابی سیاست کو چھوڑ کر دوسرا کوئی راستہ اختیار کریں جس سے نفاذِ اسلام ہو سکے اور اس حوالے سے علما سے مشاورت کریں''۔ (روزنامہ اسلام، ۲ ستمبر ۲۰۰۷ء)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا:

"اسلام میں جمہوریت کوئی چیز نہیں ہے کہ جدھر زیادہ ووٹ ہو جائیں ادھر ہی کو ہو جاؤ، بلکہ اسلام کا کمال یہ ہے کہ ساری دنیا ایک طرف ہو جائے لیکن مسلمان اللہ تعالیٰ ہی کا رہتا ہے۔ اگر ساری دنیا کفر کے حق میں ووٹ دے دے تو بھی مومن کا ووٹ اللہ ہی کے لیے وقف رہتا ہے۔ مومن جان دے دے گا لیکن اپنے اللہ کو نہیں چھوڑ سکتا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا کی پہاڑی پر نبوت کا اعلان کیا تھا تو الیکشن اور ووٹوں کے اعتبار سے کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف ایک اپنا ووٹ تھا لیکن کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغام کے اعلان سے باز آگئے کہ جمہوریت کیوں کہ میرے خلاف ہے، اکثریت کی ووٹنگ میرے خلاف ہے اس لیے میں اعلانِ نبوت سے باز رہتا ہے؟! صفا کی پہاڑی پر اعلان ہو رہا ہے بغیر فوج و لشکر، پھر اللہ نے اپنی فوج اور اپنا لشکر دکھایا یہاں تک کہ حق باطل کے بھیجے پر گرا اور باطل کے بھیجے کو پاش پاش کر دیا۔ اس لیے اسلام میں اکثریت و جمہوریت کے ساتھ ہونا ضروری نہیں حق کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ اکثریت اگر حق کے خلاف ہے تو حق کی اقلیت اس اکثریت پر غالب ہوتی ہے"۔ (خزائنِ معرفت و محبت، ص ۲۰۹)

مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"علما نے ۴۸ سال انتخابی اور جمہوری سیاست میں ضائع کر دیے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس طرح ۴۸ ہزار سال میں بھی اسلام نہیں آسکتا"۔ (خطباتِ شامزئی، ص ۲۰۳)

مولانا فضل محمد یوسف زئی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

"جمہوریت میں اسلام کی بو تک نہیں! دنیا میں جو ممالک امریکی بلاک میں شامل ہیں اور وہاں جمہوریتیں قائم ہیں تو ہر کافر، مشرک، یہودی، عیسائی، بدھ مت، ہندو، پارسی اور منکر خدا جمہوریے کو اچھا سمجھتا ہے۔ پاکستان میں جو پارٹیاں اسلام کے نام کو سننا گوارا نہیں کرتی ہیں، وہ صبح و شام جمہوریت کے راگ الاپتی ہیں۔ اگر جمہوریت میں ایک ذرہ برابر بھی اسلام ہوتا تو یہاں اسلام کے پکے دشمن کبھی بھی جمہوریت کا نام نہ لیتے۔ معلوم ہوا کہ جمہوریت میں اسلام کی بو تک نہیں ہے! علمائے کرام کو خوب یاد رکھ لینا چاہیے کہ جمہوریت میں اسلام تلاش کرنا وقت کا ضیاع ہے۔

کسے در صحن کاچی قلیہ جید اضاع العمر فی طلب للحا

"کھیر کے پیالے میں بوٹیاں تلاش کرنا فضول وقت ضائع کرنا ہے"۔

کچھ حضرات کہتے ہیں اسلامی جمہوریت، یہ کہنا ایسا ہی ہے کہ کوئی کہے اسلامی شراب"۔ (فتنہ ارتداد اور جہاد فی سبیل اللہ، ص: ۱۳۹)

اس سب کے بیان کے بعد ایک واضح اور دوٹوک بات مجاہدین کی خدمت میں! وہ یہ کہ ان تمام علمائے سوء کے کردار کو بیان کرنے کا مقصد فقط اتنا ہی ہے کہ عامۃ المسلمین کو ان سے متنبہ اور خبردار کیا جائے اور شیطان کی مزین کی ہوئی راہوں پر بھٹکنے کے لیے کھلا نہ چھوڑا جائے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مجاہدین میں سے کوئی غلو و زیادتی کی ذہنیت کا مارا ہوا فرد یا گروہ اٹھے اور ان علمائے سوء سے "حساب برابر" کرنے کو چل نکلے!... ہرگز نہیں! ان میں سے کوئی بھی محض ہماری دلیلوں سے مباح الدم قرار پاتا ہے نہ ہی کافر و مرتد! یہ بات تو یقینی ہے کہ شیطان ہی نے اللہ کے اِن بندوں کو راہیں سُجھائی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اِن کی طرف اپنے ہتھیاروں کو کیا جائے!

اچھی طرح سمجھ لیجیے! خوب یاد رکھیے! پلے سے باندھ لیجیے! دماغ میں بٹھا لیجیے! کہ یہ علما "دہشت گردی کے خلاف" جنگ میں مجاہدین کے خلاف جتنی بھی بیان بازیاں کر لیں، مجاہدین کو خوارج، مفسد، دہشت گرد اور واجب القتل قرار دینے کے جتنے بھی بیانات جاری کریں اور فوج اور حکومت کے ساتھ جس قدر بھی اظہار یکجہتی کریں... لیکن ان علما پر ہتھیار اٹھانا تو دور کی بات، ان پر ذرہ برابر دست درازی بھی صریح ظلم میں شمار ہو گی! کان لگا کر سنئے اور آنکھیں جما کر پڑھیے کہ جماعت قاعدۃ الجہاد کے شہید مسئول برائے خراسان شیخ عطیۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ، علمائے سوء سے تعامل اور برتاؤ کے آداب سکھاتے ہوئے کیا فرماتے ہیں:

"جہاد سے روکنے اور اہل جہاد کے خلاف بے جا زبان درازی کرنے والے علمائے سوء کے حوالے سے ہم اپنے نوجوانوں کو یہی نصیحت کریں گے کہ ایسے علما کو اُن کے حال پر چھوڑ دیں اور اُن سے مت اُلجھیں۔ آپ اپنا کام کرتے رہیں اور مضبوطی سے اپنے رستے پر قائم رہیں۔ اِن شاء اللہ یہ آپ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ نیز یہ بھی یاد رکھیے کہ ظلم و زیادتی کسی پر بھی جائز نہیں، خواہ وہ کوئی عالمِ سوء ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کسی مسلمان پر شرعی حکم لگانے میں جائز حدود سے تجاوز نہ کریں، نہ ہی ایسے مسائل میں زبان کھولیں جن کا علم آپ کے پاس نہیں اور جن پر گفتگو کرنے کے لیے درکار صلاحیت آپ میں موجود نہیں۔ یہ میدان آپ اُن علمائے جہاد کے لیے چھوڑ دیں جن پر آپ کو اعتماد ہے اور خود یہی کہیں کہ مجھے معلوم نہیں! اگر آپ نے یہ رویّہ اپنا لیا تو میرے عزیز بھائیو! مجھے قوی اُمید ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کی مدد فرمائیں گے اور آپ کو ہدایت پر قائم رہنے کی توفیق بخشیں گے"۔

☆☆☆☆☆

عالمی کفر کے خُدّام!

عبید الرحمن زبیر

۷ امارچ کو امریکی نیوی یارڈ منعقدہ ایک تقریب میں پاکستانی بحریہ کے چیف ایڈمرل ذکا اللہ کو امریکہ کا اعلیٰ ترین فوجی اعزاز ''لیجن آف میرٹ'' دیا گیا۔ یہ ایوارڈ کیا ہے اور کن افراد کو دیا جاتا ہے؟ امریکیوں نے ہی اس کی جو تعریف وضع کی ہے اور جن افراد کو نوازے جانے کا اہل قرار دیا ہے وہ اس طرح ہے:

The Legion of Merit (LOM) is a military award of the United States Armed Forces that is given for exceptionally meritorious conduct in the performance of outstanding services and achievements

''لیجن آف میرٹ'امریکی مسلح افواج کا وہ عسکری ایوارڈ ہے جو نمایاں خدمات اور مہمات کی کارکردگی میں غیر معمولی قابل تعریف کردار پر دیا جاتا ہے''۔

پاکستانی افواج کے جن افسروں اور جرنیلوں کو یہ ایوارڈ دیا گیا، اُن کی تفصیل اور ایوارڈ وصولی کے سال اس طرح ہیں:

ایڈمرل شاہد کریم اللہ (نیوی چیف، جولائی ۲۰۰۴ء)، ایڈمرل افضل طاہر (نیوی چیف، جنوری ۲۰۰۶ء)، لیفٹیننٹ جنرل طارق خان (کور کمانڈر منگلا، آئی جی ایف سی دسمبر ۲۰۰۷ء)، جنرل اشفاق پرویز کیانی (جنوری ۲۰۰۹ء)، ایڈمرل نعمان بشیر (نیوی چیف، مارچ ۲۰۱۰ء)، جنرل راحیل شریف (نومبر ۲۰۱۴ء)، ذکا اللہ (نیوی چیف، مارچ ۲۰۱۷ء)

قابل ذکر بات یہ ہے کہ ''حسنِ کارکردگی'' پر یہ صلیبی تمغے موجودہ صلیبی جنگ کے آغاز کے بعد ہی ملنا شروع ہوئے۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ حالیہ صلیبی جنگ میں ''صف اول کے اتحادی'' نے جس اپنے آقاؤں کے لیے جس فداکاری اور جاں نثاری کی تاریخ رقم کی ہے اُس کی مثال اور کہیں ملنا محال ہے!

پھر صرف امریکی آقاؤں کی چاکری تک ہی معاملہ نہیں رُکتا بلکہ اب تو یہ صورت حال ہے کہ دنیا جہان کے کفر کو پاکستانی فوج سے زیادہ سستا، ارزاں، انمول، وفادار و وفاشعار خادم ملنا ممکن نہیں! کفر چاہے شرقی ہو یا غربی، صلیبی ہو یا صیہونی، الحادی ہو یا رافضی... پاکستانی فوج ہر ایک کے لیے بار برداری کا جانور بننے، اُن کے اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے اہل اسلام کا خون بہانے، اپنی تمام تر خدمتیں اُن کے سپرد کرنے اور بدلے میں اُن سے چند ٹکے وصولنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی!

پہلے پہل بعض لوگوں کو یہ گمان ہوتا تھا کہ ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' میں امریکی اتحاد کی خدمت گزاری کے بدلے ملنے والے ڈالر' اس فوج کی حرص و طمع کو پورا کرنے واسطے کافی ہوں گے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لیکن اب یہ حقیقت واضح ہوتی جارہی ہے کہ اس فوج کی ''کمٹمنٹ'' کسی خاص اتحاد کے ساتھ نہیں اور نہ ہی اس کا جھکاؤ کسی خاص طاقت کی طرف ہوتا ہے بلکہ یہ ''نوٹ دیکھ'' کر ہی ''موڈ بناتی' ہے! وہ نوٹ امریکی صلیبی دکھائیں تو یہ اُن کی رکھیل بن کر ذلت و پستی کی گہرائیوں میں اترتی ہے...اور وہی نوٹ ملحدین (چین و روس) دکھائیں تو اُن کی خاطر یہ 'سی پیک' کے نام پر پورا ملک اُن کے ہاں گروی رکھوا دیتے ہیں! اور تو اور اگر یہی نوٹ اقوام متحدہ کے ذریعے ملنا کا یقین ہو تو یہ فوج کسی بھی محاذ پر ''اقوام متحدہ کی مشترکہ فوج'' کے نام پر بھارتی فوجی کمان کے زیر سایہ بھی ''وقف'' ہو جاتی ہے!

جیسے ''الکفر ملۃ واحدۃ'' ہے بالکل اسی طرح کفر کے خادم بھی اس ''ملتِ واحدہ'' کے ساتھ ہر موقع پر پوری طرح جانفشانی اور وفاداری کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ نا صرف کھڑے ہوتے ہیں بلکہ اپنا سب کچھ وار کر اور ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو تہہ تیغ کر کے بھی لشکر کفر کی حفاظت و خدمت کا ''فــریضــہ'' سرانجام دیتے ہیں! کفر ان کی خدمت گزاری کو دیکھ کر خوشیوں سے بغلیں بجاتا ہے لیکن ساتھ ہی DoMore کے احکامات بھی صادر کر کے اِنہیں اِن کی سرکشیوں میں بڑھتے چلے جانے کے لیے چھوڑ دیتا ہے!

ہم اسی لیے کہتے ہیں کہ اس مرتد فوج کا ہر فیصلہ کفر کے سردار ہی کرتے ہیں! اِن کے ذمہ اُن فیصلوں کو عمل میں ڈھالنا اور اُن پر پوری تندہی سے چلتے رہنا ہے! ہر طرح کے عسکری آپریشن ہوں یا ''سٹریٹجک'' فیصلے' تمام کا تمام فیصلہ سازی کا اختیار ائمۃ الکفر ہی کے پاس ہوتا ہے! کیونکہ یہ تمام عسکری کارروائیاں کفار کے وضع کردہ اہداف ہی کے حصول کے لیے کی جاتی ہیں اور ان کا تمام خرچہ بھی کفار ہی اٹھاتے ہیں! ویسے تو یہ تمام باتیں وہ ہیں کہ جن کے ثبوت اور شواہد آئے روز سامنے آتے رہتے ہیں اور یہ اب کسی بھی طرح مخفی اور چھپے ہوئے امور نہیں ہیں! لیکن قارئین کی یاد دہانی کے لیے عرض کر دیں کہ فروری کے اواخر میں امریکہ اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے آفس آف انسپکٹر جنرل کی جانب سے رپورٹ میں بھی پاکستان میں امریکی اہداف کے حصول کے حوالے سے ملک میں نیشنل سیکورٹی اور سفارتی امور میں پاکستانی افواج کے کردار کو سراہا گیا۔

اس کے علاوہ ہر گزرتے ہفتے میں کم از کم دو سے تین بار یہ موقع تو ضرور آتا ہے کہ کوئی نہ کوئی کافر سردار پاکستان کے دورے پر آئے، اپنی غلام پاکستان فوج کی کارگزاری کا جائزہ لے، جی ایچ کیو میں ''یادگارِ شہدا'' پر پھول چڑھائے اور اپنے فرماں بردار غلاموں کو اُن کی مستعدی پر شاباشی سے نواز کر روانہ ہو!

کفری سرداروں کے ایسے InspectionTrip تو معمول کا حصہ ہیں جس میں وہ صلیبی جنگ کے اس میدان کی صورت حال جانچنے کے لیے آتے ہیں لیکن گزشتہ دنوں کے دوران میں ایک اہم ''معائناتی دورہ'' روسی فوج کے ڈپٹی چیف آف جنرل سٹاف نے کیا، جو

رحمہم اللہ اجمعین

مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار
مولانا عبد اللہ غازی
مولانا علی شیر حیدری
مولانا مفتی عبد السمیع
مولانا سلطان غنی عارف
مولانا یوسف لدھیانوی
علامہ احسان الٰہی ظہیر
مولانا مفتی نظام الدین شامزئی
مولانا مفتی جمیل خان
مولانا ولی الرحمن
مولانا اعظم طارق

مولانا مفتی عتیق الرحمان
مولانا عبد الغفور ندیم
مولانا حق نواز جھنگوی
مولانا سعید احمد جلال پوری
مولانا عنایت اللہ
مولانا اسلم شیخوپوری
مولانا عبد المجید دین پوری
شیخ نصیب خان
مولانا ولی اللہ کابلگرامی
مولانا عبد الرشید غازی

اے سُعداء۔۔۔ اے شہداء۔۔۔ اے عُلمائے دین غرباء!
آپ کی بے طرح یاد آتی ہے! ہمیں آپ سے محبت ہے
اے اللہ۔۔۔ تو گواہ رہنا!

امارت اسلامیہ کے تحت پاکستان [ان شاء اللہ]

شریعت اسلامی کا نفاذ... امن وامان کا قیام... فوری اور مفت عدل وانصاف گھر کی دہلیز پر... حیاو پاکیزگی کی زندگی... سکون واطمینان کا حصول... تعلیم، علومِ وحی کی روشنی میں... جہادی لشکروں کی ترتیب وتشکیل... مہنگائی وارزانی کا خاتمہ... غربت وافلاس سے نجات... بنیادی ضروریات کی فراہمی... حکام سادگی، انکساری، امانت ودیانت کا مرقع... کفار کی متعین کردہ جغرافیائی حدود کی بجائے امت کا تصور... کفار کو آقا کی بجائے ذمی کی حیثیت میں لانا... سرکاری عُمال، عامۃ المسلمین کے خدمت گار

نظامِ جمہور کی بنیاد پر قائم پاکستان

کفری آئین وقانون کی عمل داری... بدامنی اور فساد کا دور دورہ... انصاف کے لیے دہائیوں سے دردر بھٹکتے عوام... بے حیائی وفحاشی کا چلن عام کرتی 'تہذیب'... بے چینی اور اضطراب سے بھری زندگیاں... لارڈ میکالے کا مرتب کردہ ہوائے نفسانی کو ابھارتا نظام تعلیم... رائل انڈین آرمی کا تسلسل فوجی نظام... روزافزوں بڑھتی مہنگائی میں تڑپتے افراد... غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر کا منظر نامہ... عام آدمی کے لیے ضروریات زندگی کی کم یابی... مالِ حرام اور مالِ عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ لوٹ کر بنکوں کی تجوریاں بھرنے ولاے، اپنے محلات اور تعیش کدے تعمیر کرتے حکمران... قومیت ووطنیت کے بتوں کے پجاری... کفار کی چاکری اور غلامی کو فخر گردانںے والے... عامۃ المسلمین کے لیے فرعون اور نمرود بنے حکمران

فتووں سے آگے نکلنا اور قوم کے آگے دین کا متبادل بیانیہ رکھنا ہوگا: نواز شریف

ہفتہ 11 مارچ 2017ء

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آل عمران:۸۵)

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانیوالوں میں ہوگا

جی بالکل! ہمارا کام تو نہیں ہے لیکن ہمارا رب یہ فیصلہ فرما چکا ہے:

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ۝ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ۝ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ (النازعات:۳۵۔۴۱)

”تو جب بڑی آفت آئے گی اس دن انسان اپنے کاموں کو یاد کرے گا اور دوزخ دیکھنے والے کے سامنے نکال کر رکھ دی جائے گی۔ تو جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور دل کو خواہشوں سے روکتا رہا اس کا ٹھکانا بہشت ہے“

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (آل عمران:۹۱)

”جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے وہ اگر (نجات) حاصل کرنی چاہیں (اور) بدلے میں زمین بھر کر سونا دیں تو ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا ان لوگوں کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا اور ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا“۔

''ہولی''کا تہوار سکھاتا ہے کہ نیکی باقی رہے گی اور بدی کوشکست ہوگی، وزیر اعظم

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا (مریم:۷۶)

اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں، اللہ ان کو زیادہ ہدایت دیتا ہے اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ تمہارے پروردگار کے صلے کے لحاظ سے خوب اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہیں

خدا سب کا ہے کوئی بھگوان کہتا ہے کوئی اللہ — نواز شریف

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ڏ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ڬ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا (نوح:۲۳،۲۴)

"اور (نوح کی قوم والے) کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو کبھی ترک نہ کرنا۔ (اور نوح نے کہا پروردگار) انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے اور تو ان کو اور گمراہ کر دے"۔

وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ (الاعراف:۲۰۲)

"اور ان (کفار) کے بھائی انہیں گمراہی میں کھینچے جاتے ہیں (پھر اس میں کسی طرح کی) کوتاہی نہیں کرتے"۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَاۗبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (الانفال:۵۵)

"جانداروں میں سب سے بدتر خدا کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں سو وہ ایمان نہیں لاتے"۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقرۃ:۱۶۳)

"اور (لوگو!) تمہارا معبود خدائے واحد ہے اس بڑے مہربان (اور) رحم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

بغاوت فرض ہوتی ہے!

سنو اندھو! سنو بہرو!
بغاوت فرض ہوتی ہے!
اپاہج، مُردہ دل لوگو!
بغاوت فرض ہوتی ہے!

جہاں حاکم نہ ہو اللہ
جہاں قانون ناں قرآں
وہاں حکمِ خدا ہے یہ
بغاوت فرض ہوتی ہے!

جہاں بھٹکے اُجالے ہوں
جہاں اندھے سویرے ہوں
جہاں روشن دِیا کرنا
بغاوت کے برابر ہو
تو اِن اندھوں کی بستی میں
بغاوت فرض ہوتی ہے!

جہاں سانسیں خریدیں ہم
کبھی بِک کر کبھی مر کر
جہاں ہم پیٹ بھرنے پر
منائیں جشن گھر گھر پر
تو اس مسکین بستی میں
بغاوت فرض ہوتی ہے!

جہاں حق دار کہتا ہے
وہاں اُوپر میں پوچھوں گا
یہاں پر تُو خدا ہے تو
خدا اپنے سے پوچھوں گا!
یوں جب برپا قیامت ہو
بغاوت فرض ہوتی ہے

یہ سر گلیوں میں کٹوانا
جہاں پہ رِیت بن جائے
غریبی کا مداوا جب
فقط یہ موت رہ جائے
جہاں بھیگے دوپٹہ جب
توماں کا خون سے بھیگے
جہاں یہ عمر بے چاری
سدا ماتم میں بس گزرے
وہاں مرنے سے پہلے تو
بغاوت فرض ہوتی ہے!

جہاں وجہِ حکومت کی
رگوں میں دوڑتا خوں ہو
جہاں عقل و خرد ساری
فقط دولت کی مرہوں ہو
جہاں انصاف کرسی ہو
جہاں قانون کرسی ہو

جہاں عالم بھی کرسی ہو
جہاں مذہب بھی کرسی ہو
تو ایسی بے کسی میں ہی
بغاوت فرض ہوتی ہے!

سنو اندھو سنو بہرو!
اپاہج مُردہ دل لوگو!
سنو حکمِ خدا ہے یہ
بغاوت فرض ہوتی ہے!

قال رسول الله صلي الله عليه وسلم

عليكم بالشّام...

مُسندِ أحمد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عنقریب شام، یمن اور عراق سے منتخب لشکر اٹھیں گے،

اللہ ہی جانتے ہیں کہ آغاز کہاں سے ہو،

اور تم پر لازم ہے **شام**، آگاہ رہو تم پر لازم ہے **شام**، آگاہ رہو تم پر لازم ہے **شام**۔

امریکیوں کو قتل کرنے میں کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں

ہم نے ظلم کی رات میں امریکہ اور اس کے ملعون صدر کی جانب سے کیے گئے ایک اور بھیانک جرم کا مشاہدہ کیا۔ شہادت اور عزیمت کی سرزمین قیفۃ (یمن) میں ماؤں کے پیٹ میں موجود قتل کیے گئے بچوں کا خون ابھی خشک بھی نہیں ہوا تھا کہ رباط و جہاد کی سرزمین شام کے شہر حلب کے نواحی علاقے الجینۃ میں مسجدِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں مبارک شامی جہادی کے ساتویں سال کی رات کو امریکی صلیبی بم باری نے مزید گہرے گھاؤ لگائے، اس صلیبی بم باری میں رکوع و سجود میں مشغول کم و بیش ۳۰۰ عبادت گزاروں کو نشانہ بنایا گیا۔ یہ صلیب کے عَلم بردار امریکہ، شرق و غرب میں اس کے اتحادیوں اور اس کے عرب و غیر عرب مرتدین کی جانب سے واضح پیغام ہے کہ اے مسلمانو! تمہیں ذلیل اور ختم کیا جائے گا، ہم تمہارے وسائل لوٹیں گے، تمہاری زمینوں پر قبضے کریں گے، تمہارے مقدسات کو ملیامیٹ کریں گے، تمہاری عصمتوں کو پامال کریں گے، صرف یہی نہیں بلکہ ہم تمہارے بچوں کو 'جو ابھی رحمِ مادر میں پرورش پا رہے ہیں' قتل کریں گے، محرابوں میں سجدہ نشین تمہارے بزرگوں پر بم باریاں کریں گے، تمہارے علما کو اذیت خانوں میں ظلم و تعذیب کا نشانہ بنائیں گے اور تمہارے مجاہدین کو ہر محاذ اور ہر سرزمین میں سزا دیں گے۔

جب کہ ہم امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو وہی کہتے ہیں جو محسنِ امت امام المجاہد شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے امریکیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

”میں اُس عظیم رب کی قسم کھاتا ہوں جس نے آسمان کو بغیر ستونوں کے بلند کیا! امریکہ اور اس کے باسی اس وقت تک خواب میں بھی امن کا تصور نہیں کر سکتے جب تک فلسطین میں عملاً امن قائم نہ ہو جائے اور کفار کے تمام لشکر ارض محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ نکل جائیں“۔

ہم تمام اہل ایمان کو عمومی اور نوجوانانِ اسلام کو خصوصی طور پر وہی پیغام دیں گے جو مجاہد شیخ اُسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے دیا تھا:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”اے لڑکے! میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تو اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تو مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو، اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں“۔ (سنن ترمذی)

لہٰذا امریکیوں کو قتل کرنے میں کسی سے مشورہ کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کی مدد و تائید سے آگے بڑھیے اور اللہ تعالیٰ کے اُس وعدے کو پیشِ نظر رکھیے کہ اُس نے نے آپ سے افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا وعدہ کیا ہے۔

نفیر ۱۱

ادارہ السحاب برائے نشر و اشاعت

قاعدة الجهاد
مركزي قيادت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت قاعدة الجہاد کی قیادتِ عامہ کی جانب سے جماعت نصرة الاسلام والمسلمین کے قیام پر مبارک باد اور حمایت

مالی میں موجود تمام جہادی جماعتیں اتحاد اور وحدتِ صفوف کی آوازِ حق پر لبیک کہتے ہوئے، جس کا حکم اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان الفاظ میں دیا:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران:١٠٣)

"اور سب مل کر اللہ (کی ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور تفرقہ میں مت پڑنا"

اور اس بات پر ایمان رکھتے ہوئے کہ برکت ونصرت، اتحاد میں اور شکست وذلت، افتراق وانتشار میں ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (الانفال:٤٦)

"آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ (ایسا کروگے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا"۔

اور اس بات کو محسوس کرتے ہوئے کہ جنگ کا میدان کس چیز کا متقاضی ہے، اُمت کو متحد کر کے اس کی صفوں میں وحدت پھیلانے، شریعت کو نافذ کرنے، عدل قائم کرنے اور ظلم وستبداد کا خاتمہ کرنے والے اسی منہج پر چلتے ہوئے جس پر قاعدة الجہاد عمل پیرا ہے، شیخ ایاد ابوالفضل حفظہ اللہ کی قیادت میں جماعت نصرة الاسلام والمسلمین کی جھنڈے تلے جمع ہوگئی ہیں۔

جب وہ متحد تھے تو چنگاری نے بجھنے سے انکار دیا
جب وہ تقسیم ہوئے تو ایک ایک کر کے بجھ گئے

اسی طرح ہم مغربِ اسلامی میں معزز شیخ مصعب عبدالودود حفظہ اللہ کی قیادت میں موجود اپنے بھائیوں کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مبارک اقدام پر جزائے خیر سے نوازے اور آپ کے اس عمل کو اسلام اور مسلمانوں کے لیے فائدہ مند بنائے۔

اتحاد میں طاقت اور برکت اسی لیے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل ہوتی ہے اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامتے ہیں تاکہ گمراہی سے بچ سکیں۔ اتحاد کے ذریعے سے ہی تباہی سے بچا جا سکتا ہے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (آل عمران:١٠١)

"جس نے اللہ (کی ہدایت کی رسی) کو مضبوط پکڑ لیا وہ سیدھے راستے پر لگا دیا گیا"۔

اور اتحاد ہی باعثِ رحمت وبرکت ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

اور اتحاد ہی کی بدولت برکات اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں فرمایا گیا:

الجماعة رحمة

"جماعت (سے جُڑے رہنے میں) رحمت ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ کی معیت بھی اتحاد ہی کی برکت سے شاملِ حال ہوتی ہے۔ حدیثِ پاک میں ارشاد ہے:

يدُ الله مع الجماعة

"جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے"۔

ہم مالی کے انصارانِ اسلام اور مسلمین کو بھلائی کی نصیحت کرتے ہیں۔ بے شک آپ ضعفاء اور کمزروں کے سبب آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ کی نصرت کی جاتی ہے۔ اور ان کے بڑوں کی تکریم کیجیے، ان کے چھوٹوں سے شفقت کیجیے، ان کے نیک اعمال پر ان کی حوصلہ افزائی کیجیے، ان کے غلطیوں پر ان در گزر کیجیے اور ان میں موجود کم علم افراد کی تربیت کیجیے۔ ہم یہ بھی نصیحت کرتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ انہیں اُن دشمنانِ دین وملت کے مقابلے میں بہر صورت ایک مضبوط دیوار کی مانند ہونا پڑے گا، جو ہمہ وقت اہلِ اسلام اور مجاہدین کی تاک میں رہتے ہیں۔ اور آپ اپنی مبارک جہادی عملیات جاری رکھیں یہاں تک کہ اللہ اپنے دین کو پھر غلبہ عطا فرمائے اور شریعت کا نفاذ ہو سکے۔

والحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على اشرف الخلق اجمعين

١٠ جمادی الآخرة ١٤٣٨ھ

امارت اسلامیہ افغانستان کے طول وعرض میں جارح افواج اور انکے اتحادیوں کے نقصانات

جمادی الآخر ۱۴۳۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء

نوائے افغان جہاد
NAWAI AFGHAN JIHAD

ارزگان کے دار الحکومت ترین کوٹ میں مرتدین کا ایک ہیلی کاپٹر گرا دیا گیا

4 Martyrdom Op

250 Armed Attacks

38 Ambushes

170 IED Attacks

کہ بالخصوص قابل ذکر ہے۔ ۳۰ مارچ کو روسی کا ڈپٹی چیف آف سٹاف جنرل اسرا کوف سر گئی، فوجی وفد کے ہمراہ پاکستان کے دورہ پر آیا۔ روسی جنرل کو میران شاہ اور وانا کا دورہ بھی کروایا گیا۔اور ''دہشت گردوں'' سے چھینے گئے ''چمکتے دمکتے''اور ''نوے نکور'' بھاری اسلحہ کو نمائشی انداز میں روسی فوجی وفد کے سامنے پیش کیا گیا۔ کور کمانڈر پشاور نذیر بٹ نے روسی آقا کو بریفنگ دی اور ''دہشت گردی کے خلاف جنگ''میں پاکستانی فوج کی قربانیوں سے آگاہ کیا۔

یاد رہے کہ میران شاہ اور وانا سے روسیوں کی ''خاص یادیں'' وابستہ ہیں۔ کیونکہ مجاہدین کے عظیم کمان دان مولانا جلال الدین حقانی حفظہ اللہ نے اِنہی علاقوں کو اپنے مرکز کے طور پر استعمال کر کے افغانستان میں روسی فوج کی درگت بنانے میں تاریخی اور اہم ترین کردار ادا کیا تھا۔ لٰہذا سوویت یونین پر کاری وار کر کے زخمی کرنے اور بالآخر موت کی نیند سُلانے میں شمالی وجنوبی وزیرستان کا خصوصی کردار ہے۔ پاکستانی فوج چونکہ اب رکھیل اور لونڈی کا کردار نبھانا خوب سیکھ چکی ہے لہذا روسی کفار کی دل جوئی کے لیے میران شاہ فوجی قلعے کے سامنے موجود عیسائی ورکروں کی رہائش گاہوں اور مولانا جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کے گھر سے لے کر ٹوچی پبلک سکول تک کے علاقے کو روسیوں کے حوالے کیا ہے...اسی سلسلے میں روسی وزارت دفاع کے افسران بھی میران شاہ آئے تھے تاکہ روس باقاعدہ اپنے فوجیوں کے لیے فوجی اڈے کا کام شروع کرے...

الحاد کے ایک امام کو فوجی اڈوں کے لیے زمین فراہم کی جارہی ہے جب کہ دوسرے الحادی امام کو پورا ملک ہی ''سی پیک'' کے نام پر پیش کر دیا گیا ہے۔اپنے اس عمل کو ''گیم چینجنگ'' باور کروایا جارہا ہے۔جب کہ ملحد چین نے مشرقی ترکستان کے مسلمانوں پر کئی دہائیوں سے عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ لیکن اس بنا پر ''سمندروں سے گہری''اور ''ہمالیہ سے اونچی'' پاک چین دوستی پر بھلا کیا فرق پڑے گا؟! چین نے مغربی شہروں میں آباد مسلمانوں کے خلاف نئی پابندیاں لگانے کا اعلان کیا ہے جو یکم اپریل سے نافذ العمل ہو چکی ہیں، ان پابندیوں کے اہم نکات یہ ہیں:

(۱) مردوں کے لیے ڈاڑھی رکھنے پر مکمل پابندی ہو گی (۲) خواتین نقاب اور حجاب نہیں کریں گی (۳) گھروں میں نماز پڑھنے پر پابندی ہو گی (۴) روزے رکھنے پر پابندی ہو گی (۵) بچوں کو دینی تعلیم دینا جرم تصور ہو گا۔ بچوں کو چین کے قومی تعلیمی پروگرام میں داخل کرانا بھی لازمی قرار دیا گیا ہے (۶) اسلامی طریقے سے شادی کرنے پر پابندی ہو گی (۷) والدین بچوں کو روشن خیالی کی تعلیم دیں گے (۸) مسلمانوں کے لیے سرکاری ریڈیو اور ٹیلی وژن پر (مذہب مخالف) سرکاری پروپیگنڈے کو سننا اور دیکھنا بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔ جس سے انکار بھی قابل سزا جرم ہو گا (۹) اسلامی طرز معاشرت اختیار کرنے والے شخص کو دیکھتے ہی پولیس کو مطلع کرنا ہو گا۔

ان پابندیوں کی خلاف ورزی پر چین میں رائج انسداد انتہا پسندی قوانین کے تحت مقدمات قائم کیے جائیں گے۔ جن میں موت کی سزا بھی ہو سکتی ہے۔

اس جبرِ ناروا نے مگر ''اسلام کے قلعہ'' کے محافظین کے آرام میں کوئی خلل ڈالا ہے نہ ہی چینی مسلمانوں کی حالتِ زار سے اِنہیں کچھ سروکار ہے! ان کا مطمعِ نظر تو صرف اور صرف ''تکاثرِ اموال'' ہے! جس کے ہوتے ہوئے پاکستان اور پاکستان سے باہر مسلمانوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے، اِنہیں رتی بھر میں کوئی فرق نہیں پڑتا!

ایک طرف روسی اور چینی ملحدین پر یہ نوازشات ہیں تو دوسری طرف کی بھی سنیے! ۷، اپریل کو سابق کور کمانڈر اور موجودہ مشیرِ قومی سلامتی ناصر جنجوعہ نے کہا کہ ''امریکہ صرف پاکستان کی قربانیوں کی وجہ سے سپر پاور بنا''... مجاہدین اگر اس فوج کے سیاہ کرتوت منظر عام پر لائیں تو اُن کے خلاف ''جبہ ودستار'' کے حاملین سے لے کر کوچہ وبازار کے ناصحین تک یک زبان ہو کر ''خوارجِ عصر'' کے فتاویٰ جاری کرتے ہیں لیکن جب یہ اپنے قبیح جرائم اور اسلام کے ساتھ صریح غداریوں کا اقرار اپنی زبان سے فخر یہ طور پر کرتے اور اپنے ہر ہر عمل سے ان غداریوں اور جرائم میں پیش پیش رہنے کے ثبوت فراہم کرتے ہیں، جس کے بدلے میں ہی ان کے آقا خوش ہو کر انہیں ''لیجن آف میرٹ'' سے نوازتے ہیں، تو کوئی ان کے ان منحوس اعمال وافعال سے متعلق زبان تک نہیں ہلاتا!

اے علمائے کرام! دیکھ لیجیے کہ امت مسلمہ کو کاٹنے اور امتِ کفر کی حفاظت کے لیے ہمہ تن برسرِ پیکار رہنے کا صلہ کبھی 'لیجن ایوارڈ' کی صورت میں ملتا ہے اور کبھی ''کولیشن سپورٹ فنڈ'' کی شکل میں! بجا کہ آج کل کے زمانہ میں فتوے صرف مجاہدین کے خلاف ہی جاری ہو سکتے ہیں اور مجاہدین ہی کی بعض غلطیوں کو بنیاد بنا پر اُن پر ہر طرح کے شرعی احکامات چسپاں کیے جاتے ہیں! لیکن کیا اس صریح اور کھلے کفر پر کوئی شرعی حکم لگے گا؟ کوئی فتویٰ یہاں بھی دیا جائے گا؟ ظاہر ہے آج کے دور میں یہ ممکن نہیں کیونکہ ان (مرتد افواج) کا ''آقا و مولا'' بہت طاقت ور ہے نا اور یہ خود بھی سمو چا نگل جاتے ہیں! اس لیے چپکے بیٹھے رہنا ہی مصلحت و حکمت کا تقاضا ہے! البتہ ہر قسم کا دوٹوک شرعی حکم ''خوارج'' کے لیے ہی ہے! کیونکہ یہ بے اماں بھی ہیں اور اجنبی بھی! اس لیے ان پر دل کھول کر اور خم ٹھونک کر شرعی حکم جاری کرنے میں بھلا کسی کا کیا جاتا ہے!

بس عرض اتنی ہے کہ ''وہاں''ان ''خوارج'' کا بھی پورا پورا حساب ہو گا، کفر کے چیلوں چانٹوں کی بھی مشکیں کسی جائیں گی اور احکاماتِ شرعی بیان کرنے والوں کا بھی دفتر عمل کھولا جائے گا! اس فکر میں ہمہ وقت غلطاں رہنے کی ضرورت ہر ایک کو ہے کہ ''وہاں'' کیا بنے گا اور کس کے ساتھ حشر نصیب ہو گا!

☆☆☆☆☆

ردالفسار کی حقیقت

ہمت خان محسود

قبائلی علاقوں میں ایک دفعہ پھر سے مجاہدین کی کارروائیوں میں اضافے سے پاکستان کی فوج اور حکومت شدید پریشانی میں مبتلا ہے۔ بڑی سوچ و بچار، پلاننگ اور پورے عالمِ کفر کی حمایت کے ساتھ ایک فیصلہ کن جنگ کو شروع کیا گیا تھا۔ نے ایک طویل عرصہ لگا کر پہلے جنگ کے لیے فضا ہموار کی، اس سلسلہ میں اپنے امریکی اور صلیبی آقاؤں سے مسلسل ملاقاتیں اور اُن کے دربار میں حاضریاں دی گئیں۔ چونکہ یہ جنگ امریکی مفادات کے لیے ہی لڑی جارہی ہے اس لیے ان غلاموں نے جنگ شروع کرنے سے پہلے اپنے آقا سے اس کام کی یقین دہانی کروائی کہ وہ پاکستان کی مشرقی سرحد پر اس عرصہ کے دوران میں بھارت کو جنگ سے بار رکھے گا، تاکہ پاکستانی فوج پورے اطمینان سے مغربی علاقوں میں اسلام پسندوں کے خلاف ایک فیصلہ کن جنگ لڑ سکے۔

''دہشت گردی'' کے خلاف اس نام نہاد جنگ میں پاکستان نے اپنی تقریباً چار لاکھ کے قریب فوج کو میدان میں اتار رکھا ہے۔ اسی لیے فوجی قیادت کو خطرہ یہ بھی تھا کہ اگر ہم اپنی نصف سے زیادہ فوج کو اس جنگ میں پھنسا لیتے ہیں تو مغربی سرحدوں پر بھارت کی طرف س کے ساتھ بارڈر غیر محفوظ ہو جائے گا۔ پاکستان کی فوج اس جنگ کو بہت مختصر عرصہ کی جنگ سمجھ کر میدان میں اتری تھی۔ یہ اس خوش فہمی میں مبتلا تھی کہ اس جنگ کو تین ہفتوں کے اندر اندر سمیٹ لے گی۔ شاید افغانستان میں پھنسے امریکہ سے انہوں نے کوئی سبق حاصل نہیں کیا تھا۔

بہر حال اس جنگ میں اب یہ فوج بری طرح پھنس چکی ہے۔ اب بھارت کی طرف سے بھی بارڈر پر آئے روز بم باریاں کی جارہی ہیں جس کا جواب صرف زبانی کلامی طور پر اور بڑھکوں کے انداز میں دیا جارہا ہے۔۔ اس کے علاوہ انڈیا کے ساتھ جنگ کے بجائے امن کی بات کی جارہی ہے۔ بات صرف امن کے خالی نعروں تک ہی نہیں ہے بلکہ ہندو بنئے کو خوش کرنے کے لیے عملی اقدامات بھی کیے جارہے ہیں۔ اس کا ایک ثبوت وزیر اعظم نواز شریف کا کراچی میں منعقد ہولی کی تقریب میں شامل ہونا اور ہندوؤں کی ترقی کے لیے ۵۰ کروڑ دینے کا اعلان کرنا ہے۔ یہ سب کچھ ایسے وقت میں کیا جارہا ہے جب کشمیر کی عوام کو مسلسل ایک سال سے زائد کے عرصہ سے ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے، پورے ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف ہندو انتہا پسند سر گرم عمل ہیں، اور بارڈر پر بم باری کر کے بے گناہ پاکستانی مسلمانوں کو شہید کیا جارہا ہے۔

اس سب کے باوجود پاکستانی حکمرانوں کا انڈیا کی حکومت کو بار بار دوستی کا پیغام بھیجنا فوج کی مجبوری کو اچھی طرح عیاں کر رہا ہے۔ یہ خطرہ محسوس کیا جارہا ہے کہ کہیں ایسے وقت میں بھارت سے جنگ چھڑ گئی تو پاکستانی فوج کی دوہری ہوتی کمر بالکل ہی زمین سے لگ جائے گی! اور آقائے امریکہ کی خوش نودی کے لیے اپنی موج مستیوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے!

دوسری طرف قبائلی علاقوں میں جنگ طول پکڑتی جارہی ہے، حالیہ کچھ عرصہ میں ان علاقوں میں پاکستانی فوج پر تباہ کن حملے ہوئے ہیں۔ چار لاکھ سے زائد فوج اب قبائل میں دفاعی پوزیشن میں ہے۔ یعنی اب فوج مجاہدین پر حملہ نہیں کر رہی بلکہ مجاہدین کے تابڑتوڑ حملوں سے اپنا دفاع کر رہی ہے۔ قبضہ جمائے رکھنے کے لیئے فوج کی ان علاقوں میں موجود گی لازمی ہے۔ اور فوج کو زیادہ دیر تک ان علاقوں میں رکھنا نظام پاکستان کے لیے ممکن نہیں۔ اس کی دو وجوہات ہیں ایک تو یہ کہ پاکستان ایک کمزور معیشت والا ملک ہے، اس حالت میں یہ طویل عرصہ تک جنگی اخراجات کو برداشت نہیں کر سکتا، ایک مضبوط معیشت ہی روایتی فوج کو لمبے عرصہ تک جنگ جاری رکھنے کے قابل بناتی ہے، اسی لیے اس جنگ کو پاکستان زیادہ لمبے عرصے تک نہیں لڑ سکتا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ پاکستان اور انڈیا کی دشمنی کافی پرانی چلی آرہی ہے، اور یہ دونوں ملک ایک دوسرے کے خلاف دراندازی کرنے کے لیے ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔

ایسا وقت جب کہ پاکستان کی نصف سے زیادہ فوج جنگ میں مصروف ہے پاکستان کے لیے انڈیا کی طرف سے بھی خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ انڈیا کو جنگ سے باز رکھنے میں عالمی طاقتیں بھی اہم کردار ادا کر رہی ہیں!۔ کیونکہ اس وقت اس خطہ میں ان دونوں کے ٹکراؤ سے ان کفریہ طاقتوں کے مفادات کو بھی نقصان پہنچے گا اور ایسے حالات میں مجاہدین کے بھی اس خطہ میں زیادہ مضبوط ہونے کے امکانات ہیں۔

لیکن ہندو بنیا بھی زیادہ دیر تک اس سے باز نہیں رہ سکتا۔ جنگی جنون اس کے بھی سر پر سوار ہے۔ آئے روز بارڈر پر انڈیا کے بم باری اس کی سوچ کی اچھی طرح عکاسی کرتی ہے۔ یہ حکمران اس کو لاکھ دوستی کے تحفے بھجیں' بندر کے پجاری، ''گاؤماتا'' کا پیشاب پینے والا اپنی فطرت کے مطابق ہی چلے گا۔ پاکستان کی مجبوری ہے کہ وہ جتنی جلد ممکن ہو' فوج کو اس جنگ سے فارغ کرے۔ لیکن قبائلی علاقوں کی جنگ فوج کے لیے گلے میں اٹکی اس ہڈی کی مانند ہو گئی ہے جس کو نہ تھوک سکتے ہیں اور نہ ہی نگل سکتے ہیں۔ فوج کے سامنے ابھی امریکہ کی شکست خوردہ حالت اور اس سے پہلے روس کی مثال موجود ہے کہ کس طرح سپر پاور روس کو نہ صرف یہ کہ ان مجاہدین نے اللہ کی مدد سے شکست دی، بلکہ خود روس کو بھی اس جنگ کی وجہ سے کتنے ٹکڑوں میں تقسیم ہونا پڑا!

فوج کو بھی کچھ ایسی ہی کشمکش کا سامنا ہے۔ فوج کو اب فکر قبائلی علاقوں کی نہیں بلکہ بقیہ پاکستان کی ہے، فوج تو یہ جان چکی ہے کہ یہ علاقہ تو ویسے ہی ہاتھ سے جائے گا خطرہ اس کو یہ ہے کہ یہ جنگ یہاں سے نکل کر پورے پاکستان میں نہ پھیل جائے اسی ممکنہ خطرے کے پیش نظر اور اپنی ناکامیوں کو چھپانے کے لیے پاکستانی فوج نے کچھ ماہِ فروری میں ایک نیا آپریشن لانچ کیا ہے۔

اس نئے آپریشن کے مقاصد کو ۲۷ مارچ کو مشیر قومی سلامتی جنرل ریٹائرڈ ناصر جنجوعہ نے ایک بیان میں واضح کیا، اس کا کہنا تھا کہ ''آپریشن ضرب عضب 'کاؤنٹر ٹیررازم' تھا، جب کہ ردالفساد 'انتہاپسندانہ سوچ' کے خلاف ہے''۔

دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس آپریشن کا مقصد عسکری قوت کے ساتھ ساتھ مجاہدین کے خلاف نظریاتی جنگ کو بھی منظم طریقے سے شروع کرنا ہے۔ اگرچہ مختلف مغربی این جی اوز کے ذریعے یہ کام کافی عرصہ سے پاکستان میں جاری تھا، لیکن اب اس کی مکمل ذمہ داری اس غلام فوج اور حکومت نے سنبھال لی ہے۔ یہ حکومت اب سمجھ چکی ہے کہ اگر یہ جمہوری نظام باقی نہیں رہتا تو ان کی عیاشیاں بھی اپنی موت آپ مر جائیں گی۔ پاکستان کے دینی طبقوں کی طرف سے بڑھتے ہوئے نفاذ شریعت و قیام خلافت کے مطالبے گویا حکمرانوں کے لیے موت کا پیغام ہیں۔

مجاہدین جو کہ عرف عام میں طالبان کہلائے جاتے ہیں حقیقت میں علما اور محبانِ دین ہی کا ایک عسکری شعبہ ہے۔ جس میں علما کی ایک بہت بڑی تعداد خود میدانوں میں ان کے بیچ رہ کر ان کی قیادت کر رہی ہے۔ اس کو اگر یوں دیکھا جائے کہ دجالی لشکروں کے سامنے علمائے اسلام کی قیادت میں ایک ایسا اسلامی لشکر تیار ہو چکا ہے جو ہر جگہ کفار اور ان کے ایجنٹوں کے خلاف بر سر پیکار ہے اور اللہ کی مدد سے نا قابلِ تسخیر قوت بن چکا ہے۔ اتنی بڑی عسکری قوت گزشتہ دو سو سال کے بعد آج مسلمانوں کو نصیب ہوئی ہے، الحمداللہ۔ یہ لشکر 'کفر کی آنکھ میں کانٹے کی مانند چبھ رہے ہیں۔ اور حقیقت تو یہی ہے کہ جب حق آتا ہے تو پھر باطل کا گزارہ مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ حق و باطل میں سمجھوتہ ممکن نہیں۔

درد امت رکھنے والے ان مجاہدین کو علمائے دین اور عام مسلمانوں سے دور کرنا اور ان کی دعوت کے خلاف مختلف قسم کے شکوک و شبہات پیدا کر کے غلبہ اسلام کی اس تحریک کو مزید پھیلنے سے روکنے کے لیے ہی اس نئے آپریشن کا آغاز کیا گیا ہے۔ یعنی پاکستان کی عوام جن میں اکثریت شریعت کا نفاذ چاہتی ہے 'کو مجاہدین سے بد ظن کرنا ہے۔ اور پاکستان کو ایک مکمل سیکولر ریاست بنانا ہے۔ خیال رہے کہ پاکستانی فوج کی جانب سے مجاہدین کے خلاف جو عسکری قوت استعمال کی جا رہی ہے وہ بہر حال اسی طرح جاری رہے گی۔ لیکن پاکستان کے اندر شہروں میں یہ جنگ اصل میں نظریاتی اور فکری میدانوں میں لڑی جائے گی۔ اسلحے اور جدید ہتھیاروں کے بجائے اس جنگ میں دجالی میڈیا اور روشن خیال سکالروں کے ذریعے مسلمانوں کے عقائد و نظریات پر حملہ کیا جائے گا۔ فکری جنگ کا یہ طریقہ کار پہلے یہود و نصاریٰ نے مستشرقین کے ذریعے اسلام کے خلاف استعمال کیا ہے۔ لیکن اب یہ ذمہ داری نام نہاد مسلمان ممالک کے حکمرانوں نے سنبھال لی ہے۔ اسی نظریاتی جنگ کا نام ''ردالفساد'' حقیقت میں دعوتِ فساد ہے۔ ردالفساد کا اصل مقصد معاشرے میں سے جہاد اور دینی حمیت و غیرت کو نکال کر اس قوم کو ذہنی و شعوری طور پر مردہ کرنا ہے۔ اس کا مقصد ایک ایسے ''اسلام'' کی بنیاد رکھنا ہے جو مغرب کے لیے قابل قبول ہو، جس میں نفاذ شریعت اور قیام خلافت کا مطالبہ نہ ہو اور جس سے کفار کو کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔

۱۱ مارچ کو نواز شریف نے لاہور میں واقع جامعہ نعیمیہ میں ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''ہمیں فتووں سے آگے نکلنا اور قوم کے آگے دین کا متبادل بیانیہ رکھنا ہوگا''۔ دین کے متبادل بیانیے سے اس کے علاوہ اور کیا مطلب لیا جائے کہ ان کو وہ ''اسلام'' درکار ہے جو اس نظام کو، ان کو اور ان کے صلیبی آقاؤں کو تحفظ فراہم کرنے والا ہو۔ لیکن یہ نادان شائد بھول چکے ہیں کہ اسلام ایک کامل اور مکمل دین ہے۔ پہلے بھی اس دین میں تحریف کرنے والے ہر میدان میں ناکام و نامراد لوٹے ہیں اور اب بھی ان شاءاللہ ان اسلام دشمنوں کی چالوں کو اللہ تعالیٰ انہی کے اوپر ہی پلٹ دیں گے۔

فکری جنگ میں مجاہدین کے خلاف سب سے اہم کردار میڈیا، نام نہاد سکالرز اور علمائے سو ادا کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اب دجالی ٹی وی چینلوں میں آپ کو اسلام کی خود ساختہ تشریحات کرنے والے بہت سارے نئے سکالرز بھی نظر آئیں۔ سوشل میڈیا پر بھی پہلے سے ہی ایک ٹولہ بٹھادیا گیا ہے، جن کا کام ہی دن رات اسلام کی خود ساختہ تشریحات کرنا، نوجوانوں کو گمراہ کرنا، اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا اور مجاہدین کے بارے میں غلط خبریں پھیلا کر سادہ لوح عوام کو ان سے متنفر کرنا ہے۔

نظریات کی اس جنگ میں نقصان ان عام مسلمانوں کا زیادہ ہو گا جو کسی نہ کسی وجہ سے جہادی میدانوں سے پیچھے رہ گئے ہیں یا علمائے حق سے دور ہیں۔ مجاہدین کو نقصان نہ ہونے کی وجہ یہ بھی ہے میدانوں میں ہونے کی وجہ سے ان کا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور قرآن و سنت سے رشتہ مضبوط ہے۔ مجاہدین، اس نظریاتی حملہ سے بخوبی واقف ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ علمائے کرام 'مجاہدین کے صفوں میں ان کی اصلاح کرنے کے لیے موجود ہیں۔ اس لیے مفسدین کا یہ وار بھی مجاہدین پر کار گر ثابت نہیں ہو گا، ان شاءاللہ۔

لیکن فکر عامۃ المسلمین کی ہے جو اس معاشرے میں رہتے ہیں اور دجالی میڈیا کی جن تک رسائی ہے، کیونکہ اس جنگ میں سب سے اہم کردار میڈیا، نام نہاد سکالرز اور علمائے سو ادا کر رہے ہیں۔ اس لیے عام لوگوں کے لیے حق کو پہچاننا بہت مشکل ہو جائے گا۔ ایسے میں اگر ہر فرد چند اقدامات کرے تو وہ ان شاءاللہ اس فکری جنگ سے اپنی دنیا و آخرت کو بچا سکتا ہے۔ سب سے پہلے تو اس نازک مرحلہ میں اپنے رب سے تعلق کو مضبوط کرنا ہو گا، اس کے بعد مسلم امت کی خیر خواہی کے لیے فکر کرنی ہو گی۔

اس کے بعد ایک اہم مرحلہ اپنی علمی و عملی تربیت کرنا ہے اور اس مقصد کے لیے مجاہدین کے صفوں میں شامل ہو کر کفر اور اسلام کے درمیان جاری اس کشمکش کو سمجھنا ہو گا۔ ایسے وقت میں ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق اس یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے میدان عمل میں نکل آئے۔ چونکہ اس نظریاتی جنگ کا اصل مقصد

مسلمانوں کو شریعت کے نفاذ کے لیئے عسکری جنگ سے روکنا ہے اسی لیے اس نظریاتی جنگ کی ناکامی بھی تب ہوگی جب ہم محاذوں کی طرف زیادہ نکلیں گے۔اور اس تحریک کے لیے خود کو پیش کریں گے، جس تحریک کو ہمارے شہدا نے اپنے خون سے اب تک زندہ رکھا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں کفر اور اسلام کے درمیان جاری اس معرکہ عظیم اسلام کے لیے سرفروشی کا جذبہ عطا فرمائے اور ان فسادیوں کے فتنہ سے ہمیں بچائے۔آمین

☆☆☆☆☆

بقیہ: شانِ رسالت میں گستاخیاں، فتنہ سرسید کے زہریلے اثرات!

لیکن جب بات آئے دین معاملات کی، اللہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں سے نمٹنے کی تو یہ نظام اور اس میں شامل ادارے نہ صرف اپنی بے بسی و بے کسی ظاہر کرتے ہیں بلکہ بہانگ دہل گستاخی کے مرتکب افراد کا مختلف فورموں پر کیس لڑتے نظر آتے ہیں۔جہاں ایک طرف گستاخانہ پیجز کے معاملے میں کسی حد تک سنجیدگی ظاہر کرنے والے جج جسٹس شوکت عزیز صدیقی کے خلاف اس اہم موقع پر ریفرنسز کھول کر حکومت نے اس کو دبانے کی کوشش کی ہے وہیں ایک وکیل جنہوں نے گستاخانہ پیجز کے متعلق عدالتی احکامات پر عملدرآمد نہ کرنے پر متعلقہ اداروں کے خلاف توہین عدالت کی درخواست دی تھی انھیں بھی سی ٹی ڈی اور خفیہ اہل کاروں کی جانب سے ڈرانے دھمکانے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔اسلام آباد ہائی کورٹ میں گستاخانہ پیجز کے کیس کے مدعی ایڈوکیٹ سلمان شاہد کے مطابق تین گستاخ بلاگر سردار طیب، فراس سورایا مسیح اور سموئیل پال مسیح بھی کیس کی شروعات سے ہی انہیں دھمکیاں اور گستاخانہ مواد بھیج رہے ہیں۔یہی تین افراد جامعہ حفصہ کے آفیشل پیج پر بھی گستاخانہ مواد بھیج رہے ہیں۔اس کی شکایت جب ایف آئی اے کو کی گئی تو ایف آئی اے نے پیجز بلاک کرنے سے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ پھر مجرموں تک پہنچنا مشکل سے ہو جائے گا۔دینی جماعتوں کی جانب سے احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ بھی شروع ہے۔قطع نظر اس بات سے کہ احتجاجی مظاہروں سے کوئی فرق پڑے گا یا نہیں، وہی میڈیا جو موم بتیوں سے لیس ڈیڑھ درجن کے لشکر کو گھنٹوں تک براہ راست دکھاتے نہیں تھکتا، ان کے انٹرویوز بار بار دکھاتا ہے، دینی جماعتوں کی جانب سے کیے جانے والے مظاہروں کی معمولی سی کوریج کرنے سے قاصر ہے۔قاضی عیاض رحمہ اللہ ''شفاء'' میں فرماتے ہیں:

> ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم کرنے والا کافر ہے اور جو کوئی اس کے معذب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے''۔

دوسری طرف قادیانیوں کے معاملے میں بھی حکومت کا جھکاؤ واضح ہے۔باوجود اس کے دینی جماعتوں کی اکثریت کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جارہا تھا کہ قائداعظم یونیورسٹی کے فزکس کے شعبے کو قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے نہ منسوب کیا جائے لیکن اس معاملے میں بھی حکومت بضد ہے۔جہاں ایک طرف چکوال کے علاقے چوا سیدن شاہ میں ۱۲ ربیع الاول کو ہونے والے واقعے میں ''ملوث'' ۶۶ مسلمان تاحال جیلوں میں بند ہیں ، وہیں دوسری طرف قادیانیوں کے ہاتھ شہید ہونے والے محمد نعیم کی ایف آئی آر تک درج نہیں ہوئی۔ان حالات کا موازنہ اگر ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت سے کیا جائے تو زیادہ فرق محسوس نہیں ہوگا۔اس وقت بھی حکومت کو تین مطالبات پیش کیے گئے تھے۔ظفر اللہ قادیانی کی برطرفی، قادیانیوں کی اہم سرکاری عہدوں سے برطرفی اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا۔جواباً حکومت نے تینوں مطالبات ڈھٹائی سے مسترد کر دیے تھے۔

تو جو نظام 'دینِ اسلام کی جڑیں کاٹنے والے ملحدین اور گستاخوں کو نہ صرف تحفظ فراہم کرے بلکہ ان کی سرپرستی، معاونت اور حوصلہ افزائی کرے یہاں تک کہ تعلیمی نصاب میں انہیں بطور قومی ہیرو پڑھایا جائے (جیسے کہ سرسید احمد خان) اسی نظام سے آپ امید کرتے ہیں کہ وہ ان گستاخوں کو لگام ڈالے گا۔نہیں ہرگز نہیں۔ان گستاخوں اور ملحدین کی سرکوبی اسی طریقے سے ہوسکے گی جو طریقہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اختیار کیا۔جس سنت کو غازی علم دین، عامر چیمہ اور ممتاز قادری رحمہم اللہ جاری رکھ کر دنیا کو واضح پیغام دے گئے کہ

> ''اس کا جواب تو ہمارے پاس فقط تلواروں کی زبان میں ہے اور ہاں تلوار بھی اس لیے کہ اس سے زیادہ مہلک اور کوئی چیز میسر نہیں!''

☆☆☆☆☆

نوائے افغان جہاد کو انٹرنیٹ پر دیکھیے!

ماہنامہ مجلہ نوائے افغان جہاد کو انٹرنیٹ پر دیکھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے مجلہ کا درج ذیل نیا بلاگ بنایا گیا ہے۔نیز اس بلاگ پر نوائے افغان جہاد کے سابقہ تمام شماروں کے ڈاؤن لوڈ لنکس بھی اپ لوڈ کیے جارہے ہیں۔قارئین سے گزارش ہے کہ اس بلاگ کو نا صرف خود وزٹ کریں بلکہ اپنے احباب کو بھی اس جانب متوجہ فرما کر مجلہ کی تشہیر و ابلاغ میں اپنا معاونت فرمائیں۔

http://www.nawai-afghan.blogspot.com

نیز نوائے افغان جہاد کے بارے میں تبصروں، مشوروں اور اپنی آرا پہنچانے اور قلمی تعاون کرنے کے لیے اس ای میل پر رابطہ کریں:

nawaiafghan@tutanota.com

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلام پر حملے

شاہنواز فاروقی

پاکستان کے لوگ اس بات پر پریشان رہتے ہیں کہ مغرب میں آئے دن اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ پر حملے ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اسلام پر حملے اب مغرب کا ''اختصاص'' یا ''امتیاز'' نہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ذرائع ابلاغ بالخصوص انگریزی پریس میں آئے دن ایسے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں، جن میں براہِ راست یا بالواسطہ طور پر اسلام یا اہل اسلام کا مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ لیکن اس ضمن میں اب انگریزی پریس کو مطعون کرنا بھی درست نہیں۔ اس لیے کہ اب اسلام پر حملوں کا معاملہ عام ذرائع ابلاغ کیا وزیراعظم نواز شریف تک آ پہنچا ہے۔ اس کی ایک مثال کراچی میں ہولی کے حوالے سے ہونے والی تقریب سے نواز شریف کا خطاب ہے۔ آیئے اس خطاب کے اہم نکات کا نکتہ بہ نکتہ تجزیہ کرکے دیکھتے ہیں کہ نواز شریف نے اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ کیا ظلم کیا ہے؟

نواز نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں جنت اور دوزخ کا فیصلہ کرنے والوں کا ایجنڈا کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اس سے اُس کی مراد یہ ہے کہ جنت اور دوزخ میں کون جائے گا، یہ بات خدا ہی جانتا ہے۔ اس سلسلے میں مسلمانوں کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی کے جنت یا دوزخ میں جانے کا فیصلہ کریں۔ نواز کی یہ بات سو فی صد درست ہے۔ مسلمانوں کو واقعتاً اس بات کا حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ کسی کے بارے میں خود یہ فیصلہ کریں کہ کون جنت کا مستحق ہے اور کون جہنم کا سزاوار۔ لیکن وہ اپنی نام نہاد روشن خیالی کے اندھیرے میں یہ بھول گیا کہ قرآن مجید نے صاف کہا ہے کہ کافر اور مشرک ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے۔ چنانچہ قرآن کے اس صریح حکم اور اعلان کی بنیاد پر اگر مسلمان کافروں اور مشرکوں کو جہنم کا ایندھن سمجھتے ہیں تو اس میں بے چارے مسلمانوں کا کوئی قصور نہیں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو نواز نے اپنے خطاب کے مذکورہ نکتے میں قرآن پاک کے واضح حکم اور اعلان کا 'اعلان کیے بغیر انکار کیا ہے۔ یہ اسلام پر ایک کھلا اور ہولناک حملہ ہے۔ وہ شاید نہیں جانتا کہ اسلام میں اصل چیز ایمان ہے اور ایمان کے دو پہلو ہیں۔ ایک خدا پر ایمان لانا اور اس کے ساتھ ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا اور تصدیق کرنا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے آج تک مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ ایک خدا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر کسی کا ایمان قابل قبول نہ ہوگا اور جس کے پاس ایمان نہیں ہوگا وہ جنت میں نہ جا سکے گا۔ لیکن نواز نے ایمان کو معمولی اور اتنی مجرّد یا **abstract** چیز بنادیا ہے کہ جیسے اس کی کوئی اہمیت اور ٹھوس شکل وصورت ہی نہ ہو، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو کافروں اور مشرکوں کے بارے میں تو دنیا ہی میں فیصلہ ہوگیا کہ وہ دوزخ میں جائیں گے۔ رہے اہل ایمان تو ان کے بارے میں بھی اسلام کی تعلیم واضح ہے۔ جو مسلمان گناہ کریں گے، وہ سزا کے طور پر ضرور جہنم میں جائیں گے لیکن جس شخص کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہوگا، اسے دوزخ سے نکال لیا جائے گا اور اسے بالآخر جنت میں داخل کردیا جائے گا۔ یہ بھی کسی مسلمان کی خود ساختہ رائے نہیں۔ یہ قرآن وسنت سے ماخوذ تعلیمات سے ماخوذ عقیدہ ہے اور اس پر بھی مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو اپنے خطاب میں نواز شریف نے اس اجماع کا بھی انکار کیا ہے۔ یہ بھی اعلان کیے بغیر اسلام کے بنیادی عقیدے پر حملہ ہے۔

نواز شریف نے ہندوؤں کے اس اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ ہم سب اللہ کی مخلوق ہیں، ہر مذہب کے لوگ اپنے عقائد کے مطابق عبادت کرتے ہیں، کوئی اللہ کہتا ہے، کوئی خدا، کوئی بھگوان اور کوئی ایشور، لیکن تمام مذاہب کا درس انسانیت کا احترام ہے۔ تجزیہ کیا جائے تو اُس نے ان فقروں میں اسلام اور دیگر تمام مذاہب کو ایک صف میں لا کھڑا کیا ہے۔ اس کے نزدیک ان میں فرق ہے تو اتنا کہ کوئی اپنے خالق کو اللہ کہتا ہے، کوئی خدا یعنی **god** اور کوئی بھگوان یا ایشور۔ نواز کی یہ بات بھی اسلام پر حملہ ہے۔ اس لیے کہ اسلام اور دیگر مذاہب ''مساوی'' نہیں۔ قرآن وسنت اور مسلمانوں کے اجماع کے مطابق عیسائیت ہو یا یہودیت، ہندوازم ہو یا کوئی اور مذہب، اسلام یعنی شریعت محمدی علی صاحبہا السلام کے ظہور کے بعد تمام دیگر ادیان منسوخ ہوگئے۔ صرف اسلام موجود اور مؤثر ہے۔ چنانچہ اسلام اور باقی مذاہب کو ایک سطح پر لانا یا انہیں ''مساوی'' بنا کر پیش کرنا اسلام پر کھلا حملہ ہے اور نواز نے دن دیہاڑے یہ کام کیا ہے۔ نواز نے یہ بات درست کہی ہے کہ ہم سب اللہ کی مخلوق ہیں لیکن مخلوق میں فرق ہے، ورنہ ابلیس بھی اللہ کی مخلوق ہے اور نمرود، فرعون اور ابوجہل بھی اللہ ہی کی مخلوق تھے۔ لیکن محض اللہ کی مخلوق ہونے کی وجہ سے ہم ابلیس، نمرود، فرعون اور ابوجہل کی تعریف نہیں کرسکتے، ان سے دوستی نہیں کرسکتے، انہیں اپنے لیے نمونہ نہیں بنا سکتے۔ بلاشبہ اسلام کافروں، مشرکوں اور اہل کتاب کو انسان سمجھتا ہے، اور انہیں اپنے عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے کا حق دیتا ہے، لیکن اسلام انہیں ''اہل ایمان'' کے مساوی قرار نہیں دیتا۔ اس درجہ بندی پر بھی مسلمانوں کا اجماع ہے، اور نواز شریف اس اجماع پر مسلسل حملے کررہا ہے۔

اُس نے اپنے خطاب میں یہ بھی کہا کہ کسی مذہب کے خلاف بُرے خیالات گری ہوئی سوچ ہے۔ کسی مذہب کے خلاف بُرے خیالات کا اظہار واقعتاً گھٹیا بات ہے لیکن بُرے خیال اور حق گوئی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً اصول توحید کی رو سے ''تثلیث'' شرک ہے اور شرک گمراہی ہے۔ چنانچہ اگر مسلمان شرک کو شرک اور گمراہی کو گمراہی کہیں تو کیا یہ ''گری ہوئی بات'' ہے؟ نہیں نواز شریف صیب! یہ حق کا بیان ہے۔ بلکہ اس کے برعکس جو گمراہی کو گمراہی نہ کہے، وہ حق کو چھپاتا ہے اور یوں ضلالت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

ایسی ہی ایک مثال ہندوؤں کی ہے۔ ہندو بتوں کو پوجتے ہیں اور یہ بھی شرک کی ایک صورت ہے۔ چنانچہ اگر مسلمان ہندوؤں کو مشرک قرار دیتے ہیں تو کیا وہ ''گری ہوئی بات'' کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ صاحب اخلاق اور انسانوں کا احترام کرنے والا نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ کسی کو برے نام سے نہ پکارو لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کو ابوجہل ہی کہا حالانکہ یہ اس کا اصل نام تھا نہ اس میں ''توصیف'' کا کوئی پہلو تھا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کو ابوجہل کیوں کہا؟ اس لیے کہ ابوجہل 'ابوجہل تھا۔ اسے معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتا رہا۔ ویسے نواز شریف اور اس کی پارٹی جتنی مہذب اور انسانوں کا احترام کرنے والی ہے، وہ سب جانتے ہیں۔ قوم دیکھ رہی ہے کہ نواز کی جماعت کے رہنما' عمران خان کو روز ایک نئے اور برے نام سے یاد کرتے ہیں، لیکن اُس نے آج تک ان کو ایسا کرنے سے نہیں روکا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ عمران خان کی توہین میں نواز کی مرضی شامل ہے۔ ایک جانب نواز کی تنگ رسی کا یہ عالم ہے کہ جب تک وہ اپنے سیاسی حریف کو گالی نہ دلوالے ،اسے چین نہیں آتا۔ دوسری جانب کی ''کشادہ رسی'' کا یہ عالم ہے کہ اگر مسلمان اسلام کی تعلیمات کے مطابق کافر کو کافر اور مشرک کو مشرک کہیں تو اُس سے کہا ہے کہ یہ ''گری ہوئی بات'' ہے۔ لیکن اسلام پر حملوں کے سلسلے میں نواز شریف تنہا نہیں۔

چند روز پیش تر یعنی ۱۴ مارچ ۲۰۱۷ء جیو کے پروگرام ''رپورٹ کارڈ'' میں بھی اسلام پر کئی حملے کیے گئے۔ مثلاً معروف کالم نویس حسن نثار نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں پیش آنے والے ایک واقعے کا ذکر کیا، اس واقعے میں مسلمان لڑکیوں کی تذلیل کی گئی تھی، بعد میں پتا چلا کہ وہ مسلمانوں کی بچیاں ہیں تو معافی تلافی کی گئی۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری بچیاں علیحدہ نظر آنی چاہییں۔ واقعے کا ذکر کرنے کے بعد حسن نثار نے کیا کہا۔ نقل کفر کفر نباشد کے اصول کے مطابق ملاحظہ فرمائیے۔ حسن نثار نے کہا:

> ''اب مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے، جب میں پڑھتا ہوں کہ امریکہ میں ہماری کسی بچی کے ساتھ لوگوں نے miss behave کیا، کیوں کہ اس نے حجاب پہنا ہوا تھا۔ او بھائی ساڑھے چودہ سو سال پہلے تمہیں بالکل علیحدہ نظر آنا سوٹ کرتا تھا۔ اب ''اُن میں'' ضم ہوجانا اور گم ہوجانا سوٹ (suit) کرتا ہے۔ یہ wisdom کی، interpretation کی بات ہے۔ حدیث شریف کی بھی ایک فلاسفی ہے۔
>
> changing rules for the changing needs
>
> unchanging rules for the unchanging "needs

وزیراعظم کی ''بکواس'' کی طرح حسن نثار کی ''بکواس'' کے بھی کئی پہلو ہیں۔ مثلاً ایک پہلو یہ ہے کہ پردہ ساڑھے چودہ سو سال پہلے تو ٹھیک تھا مگر اب ٹھیک نہیں۔ لیکن پردے کا حکم تو قرآن کا حکم ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ اس اعتبار سے حسن نثار کی بات کا مفہوم یہ ہے کہ پردے سے متعلق قرآن پاک اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی ساڑھے چودہ سو سال پہلے تو ''ضرورت'' تھی مگر اب ''ضرورت'' نہیں۔ کیونکہ اب دنیا بدل گئی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ حسن نثار کے نزدیک قرآن و سنت کے احکامات ایک خاص زمانے کے لیے تھے تاہم ان کی نوعیت دائمی نہیں۔ ہم عالم نہیں، مگر اتنی سی بات تو ہمیں بھی معلوم ہے کہ قرآن مجید کی ایک نصِ صریح کا انکار پورے قرآن کا انکار ہے اور قرآن کی ایک نص یا پورے قرآن کا انکار کفر ہے۔

حسن نثار نے یہ بھی کہا کہ ساڑھے چودہ سو سال پہلے مسلمانوں کو الگ نظر آنا **suit** کرتا تھا مگر اب امریکہ اور یورپ کے معاشرے میں ضم اور گم ہونا **suit** کرتا ہے۔ لیکن اس بات کا مفہوم کیا ہے؟ کیا اس کا مطلب ہے کہ مسلمان مرد ڈاڑھی رکھنا اور عورتیں پردے کی کوئی بھی شکل اختیار کرنا بند کردیں۔ اگرچہ ایسا کرنا بھی قرآن و سنت سے بغاوت کے مترادف ہوگا لیکن اگر مسلمان دل پر جبر کرکے یہ کام کر ڈالیں تو کیا اہل امریکہ اور اہل یورپ مسلمانوں سے خوش ہوجائیں گے؟ حسن نثار کو معلوم ہے کہ امریکہ اور یورپ میں شراب اور سور کے گوشت کا استعمال عام ہے، اور مسلمانوں پر یہ دونوں چیزیں حرام ہیں۔ چنانچہ مسلمان نہ شراب پیتے ہیں نہ خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ امریکہ اور یورپ میں حلال گوشت کے خلاف بھی زبردست مہم چل رہی ہے۔ چنانچہ کچھ عرصے کے بعد مسلمانوں کو امریکہ اور یورپ کے معاشروں میں ضم اور گم ہونے کے لیے حلال گوشت چھوڑ کر حرام گوشت اختیار کرنا ہوگا۔ یہ امر بھی راز نہیں کہ امریکہ اور یورپ میں شراب نہ پینے والے مسلمانوں کو ''روشن خیال'' نہیں سمجھا جاتا۔ چنانچہ اس سلسلے میں بھی مطالبات اٹھیں گے تو مسلمانوں کو امریکہ اور یورپ کے معاشروں میں ضم اور گم ہونے کے لیے شراب کا استعمال بھی شروع کرنا پڑے گا۔

لندن کے ہفت روزے دی اکنامسٹ کے ایک سروے کے مطابق مغربی یورپ کے ۷۵ فی صد اور مشرقی یورپ کے ۸۰ فی صد باشندے کسی خدا اور کسی مذہب پر ایمان نہیں رکھتے۔ چونکہ مسلمان خدا اور مذہب کو مانتے ہیں اس لیے وہ یورپ میں ''اجنبی'' نظر آئیں گے اور کل ان سے کہا جائے گا کہ یورپ کے معاشرے میں ضم اور گم ہونے کے لیے خدا اور مذہب کو بھی ترک کرو۔ حسن نثار نے بدلتی ہوئی ضروریات لیے بدلتے ہوئے قوانین اور ناقابل تغیر ضروریات کے لیے ناقابل تغیر قوانین کو فلسفہ حدیث قرار دیا ہے۔ لیکن

جیسے اس کا تصورِ اسلام ذاتی وانفرادی ہے، ویسے ہی اس کا فلسفہ حدیث بھی من گھڑت ہے۔ اسلام کا اصول یہ ہے کہ مسلمانوں کو کوئی مسئلہ درپیش ہوگا تو اس کا حل قرآن میں ڈھونڈا جائے گا۔ قرآن سے رہنمائی نہیں ملے گی تو حدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے رجوع کیا جائے گا۔ یہاں سے بھی رہنمائی فراہم نہیں ہوگی تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال سے رجوع کیا جائے گا اور اجماع سے دستگیری چاہی جائے گی۔ یہاں سے بھی رہنمائی نہیں ملے گی تو قیاس یا اجتہاد سے کام لیا جائے گا، لیکن قیاس یا اجتہاد اندھا دھند غور و فکر کا سلسلہ اور دین کو دنیا کے مطابق بنانے کا کام نہیں بلکہ اجتہاد پہلے سے موجود کسی اصول سے نیا ضابطہ وضع کرنے کا نام ہے۔ حسن نثار کو معلوم ہونا چاہیے کہ دین ناقابلِ تغیر ہے اس لیے کہ وہ دنیا کو اپنے مطابق بنانے کے لیے ہے۔ اگر دین کو دنیا کے مطابق بنانا ہے تو پھر دین کی ضرورت ہی کیا ہے۔ حالات یہی رہے تو پاکستان کے سیکولر اور روشن خیال رہنما اور دانشور ایک دن یہی کہہ دیں گے کہ ہمیں دین کی ضرورت نہیں اور ہے تو اسے دنیا کے مطابق ہونا چاہیے۔

جیو کے پروگرام رپورٹ کارڈ میں ریٹائرڈ وائس ایڈمرل شہزاد چودھری نے بھی اسلام کے ایک بنیادی تصور کے خلاف بغاوت کے جذبات پیدا کرنے کی پوری کوشش کی۔ اُس نے پنجاب حکومت کی جانب سے تعلیمی اداروں میں پردے کو رائج کرنے کی قیاس آرائی کے حوالے سے کہا:

> ''مجھے لاہور کی لڑکیوں پر اتنا یقین ہے، اس حد تک یقین ہے جو مرضی ہے کر لیں، یہ کون سے گیلانی صاحب ہیں اور اب کون سے چیف منسٹر صاحب ہیں۔ آپ فکر مت کیجیے۔ ان شاء اللہ، ان شاء اللہ ان میں سے کوئی ان کو (برقعہ یا اسکارف) پہنا کے دکھادے تو میں مان جاؤں گا۔ یہ اپنی مرضی کرنے والی خواتین اور لڑکیاں ہیں۔ لاہور کی یا پنجاب کی۔ **they are going to do** جو ابھی تک وہ کر رہی ہیں''۔

ہمارے معاشرے میں کروڑوں لوگ ہیں جو نماز نہیں پڑھتے مگر وہ نماز نہ پڑھنے پر شرمندہ رہتے ہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ ہمارے معاشرے میں لاکھوں لوگ ہیں جو روزے نہیں رکھتے مگر وہ روزے نہ رکھنے پر شرمندہ ہوتے ہیں، یہ نہیں کہتے کہ روزے نہیں رکھنے چاہییں۔ ہمارے معاشرے میں لاکھوں خواتین ہیں جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق پردہ نہیں کرتیں مگر وہ یہ نہیں کہتیں کہ ہمیں پردہ کرنا ہی نہیں چاہیے۔ لیکن شہزاد چودھری نے اپنے تجزیے میں قرآن وسنت کے ایک واضح حکم کو ظلم، جبر اور جہالت کی طرح پیش کیا ہے اور اس کے خلاف مبینہ طور پر پہلے سے موجود باغیانہ خیالات کی تعریف کی ہے اور ان پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ پردہ اگر کسی مولوی، مُلّا کا یا کسی مذہبی جماعت کا حکم یا کلچر ہوتا تو اس کے سلسلے میں مذکورہ رویہ قابل فہم ہو سکتا تھا لیکن ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں قرآن کے واضح حکم کو چیلنج کرنا، اس کا مذاق اُڑانا اور اس کے خلاف باغیانہ رویے کی حمایت کرنا ناقابل فہم ہے۔ لوگ میر شکیل الرحمن اور جیو پر اینٹی اسلام اور اینٹی پاکستان ہونے کا الزام لگا رہے ہیں۔ ہم اس الزام کو دہرانا نہیں چاہتے لیکن میر شکیل الرحمن سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان کے چینل پر یہ کیا ہو رہا ہے اور اس کا کیا مفہوم ہے؟ یہ سوال اس لیے بھی اہم ہے کہ مذکورہ پروگرام پر سیکولر دانشوروں کا غلبہ تھا۔ پروگرام کا ایک شریک مظہر عباس تھا اور اس کا تعلق بائیں بازو سے ہے۔ پروگرام کا دوسرا شریک امتیاز عالم تھا اور لوگ اسے سیکولرازم کے حوالے سے بدنامِ زمانہ کہتے ہیں۔ حسن نثار نے پروگرام میں خود کہا کہ میں سیکولر ہوں۔ پروگرام کا ایک شریک شہزاد چودھری تھا، اُس نے کھل کر پردے کے تصور کی تذلیل کی۔ پروگرام کا ایک شریک منیب فاروق تھا اور وہ بھی بہرحال ''اسلام پسند'' نہیں سمجھا جاتا۔ اس اعتبار سے میر شکیل الرحمن نے قرآن کے ایک حکم کو سیکولر بھیڑیوں کے آگے ڈال دیا اور کہا کہ لو اس کو بھنبھوڑو۔ کیا یہ اسلام دوستی ہے؟ اور اگر یہی اسلام دوستی ہے تو اسلام دشمنی کسے کہتے ہیں؟ لیکن یہ قصہ یہیں ختم نہیں ہوتا۔

میر شکیل الرحمن کے اخبار روزنامہ جنگ کراچی کی ۱۵ مارچ ۲۰۱۷ء کی اشاعت میں صفحہ اوّل پر دو خبریں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک خبر کی سرخی ہے:

> ''حجاب کا فروغ ملک کے لیے جگ ہنسائی کا باعث بنے گا۔ مہتاب اکبر راشدی کی پنجاب حکومت کے مبینہ فیصلے پر تنقید''۔

غور کیا جائے تو یہ سرخی خود اسلام پر ہولناک حملہ ہے، اس لیے کہ اس میں قرآن مجید کے ایک صریح حکم کو جگ ہنسائی کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ بلاشبہ اس سرخی کی اصل ذمے دار مہتاب اکبر راشدی ہیں لیکن جنگ نے اس خبر کو کسی ذہنی تحفظ کے بغیر شائع کیا ہے، وہ بھی واضح ہے۔ اسی دن کی اشاعت میں آصف علی زرداری کی بیٹی آصفہ زرداری سے متعلق خبر بھی شائع ہوئی ہے۔ اس خبر میں آصفہ نے حجاب سے متعلق خبر کے حوالے سے پنجاب حکومت پر تنقید کی ہے۔ تو کیا اب مسلم خواتین کے حجاب کا تعین قرآن وسنت کے بجائے مہتاب اکبر راشدی اور آصفہ بھٹو کریں گی؟

اس صورت حال کو دیکھ کر خیال آتا ہے کہ ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں اسلام اور قرآن و سنت کے احکامات کتنے مجبور اور بے بس ہیں۔ سیاسی جماعتیں ہوں یا مذہبی جماعتیں، سیاسی رہنما ہوں یا مذہبی رہنما یا علمائے کرام سب سوئے پڑے ہیں۔ اس لیے کہ حملے ان پر نہیں اسلام پر ہو رہے ہیں۔ حملے سیاسی و مذہبی رہنماؤں اور جماعتوں پر ہوتے تو اب تک ایک طوفان برپا ہو چکا ہوتا۔

☆☆☆☆☆

کرپشن، پاکستانی نظامِ انصاف اور جرنیلوں کی ہوسِ زر

رحمت اللہ جوگیزئی

چار سوا نا سی ارب روپے کرپشن کے دو کیسوں میں آصف زرداری کا دست راست ڈاکٹر عاصم سندھ ہائی کورٹ میں میڈیکل کی بنیاد پر ضمانت منظور ہونے کے بعد رہا ہو گیا۔ڈاکٹر عاصم کے وکیل کے مطابق اس کے موکل کی جسمانی حالت ٹھیک نہیں ہے اس لیے اسے ضمانت پر رہا کیا جائے تاکہ اس کا علاج کروایا جاسکے۔چونکہ پاکستان کے عدالتی نظام میں قانون کی اس شق کی سہولت ہر صاحب حیثیت شخص کو حاصل ہے تو اسے کیوں نہ حاصل ہوتی؟عدالت کی جانب سے ڈاکٹر عاصم کو پچیس پچیس لاکھ روپے کے مچلکے جمع کرانے کی ہدایت کی گئی۔اس کی گرفتاری اگست ۲۰۱۵ء میں عمل میں آئی جو پیپلز پارٹی کی قیادت کو ''قابو''میں رکھنے کے لیے اسٹیبلشمینٹ کا وار تھا۔ڈاکٹر عاصم سال ۲۰۰۸ء کے الیکشن کے بعد پی پی کی جانب سے پٹرولیم کا وزیر اور وزیر اعظم کے مشیر بنا،۲۰۰۹ء میں پی پی کے ٹکٹ پر سندھ سے سینٹر بھی منتخب ہوا۔سال ۲۰۱۳ء میں پی پی کی سندھ حکومت کی جانب سے ایچ ای سی کا چیئر مین بنایا گیا۔پٹرولیم کی وزارت میں رہتے ہوئے اور بعد کے دور حکومت میں بھی ڈاکٹر عاصم نے خود کتنا کمایا اور زرداری کو کتنا کھلایا اس کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پیپلز پارٹی ،ڈاکٹر عاصم کی گرفتاری سے لے کر رہائی تک اپنا سب کچھ داؤ پہ لگا کر اسٹیبلشمنٹ سے ٹکر لینے کو تیار ہو گئی۔جون ۲۰۱۵ء میں زرداری کی جانب سے اسٹیبلشمنٹ کے خلاف تند و تیز بیانات دینے کا سلسلہ شروع ہوا، جس میں فوج کو براہ راست تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا گیا کہ فوج اپنی حدود میں رہے اور سیاست میں مداخلت اور سیاست دانوں کی کردار کشی سے باز رہے ورنہ زرداری قیام پاکستان سے لے کر اب تک کے جرنیلوں کا کچا چٹھہ کھول کر رکھ دے گا۔اس بیان کے دو ماہ بعد اگست ۲۰۱۵ء میں ڈاکٹر عاصم کی گرفتاری عمل میں آتی ہے۔ ابتدائی طور نیب نے بھی ڈاکٹر عاصم کی گرفتاری سے مکمل لاتعلقی کا اظہار کیا۔یہ بات بھی منظر عام پر آئی کہ اسے سادہ کپڑے میں ملبوس اہل کاروں نے گرفتار کیا۔اگر ٹائم لائن کو دیکھیں تو یہ کہنا درست ہو گا کہ زرداری کے دست راست ،جس پر صرف دو کیسز بنائے گئے اس کی وجہ اس کا ملکی خزانے کو نقصان پہچانا ہر گز نہ تھا،اگر ایسی بات ہوتی تو اتنے کیا طویل عرصے اسٹیبلشمنٹ سوتی رہی؟اس وقت بھی اگر زرداری ،اسٹیبلشمنٹ کے خلاف باغیانہ رویہ نہ اپناتا تو ممکن تھا کہ اسے مزید چند کھرب لوٹ لینے کی اجازت ہوتی۔

کرپشن کی یہ چھوٹی سی نامکمل روداد تو ایک وزیر کی ہے۔باقی جماعتوں کے وزرا بھی کسی طور کم نہیں!کبھی کسی کی ڈیل تو کبھی کسی کی اور کبھی بذات خود پارٹی سربراہان کی۔۲۰۱۱ء میں جب ایک دفعہ مارشل لا کا پورا ماحول تیار ہو چکا تھا،افواہیں گردش کر رہی تھیں کہ زرداری گرفتار کر لیا جائے گا، زرداری کو بھی اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ اب کی خیر نہیں۔وہ فرار ہو کر دبئی پہنچتا ہے،جہاں پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ کے افسران پہلے سے اس کے استقبال کے لیے اسی ہوٹل میں موجود ہوتے ہیں جس ہوٹل میں زرداری نے ٹھہرنا تھا۔اب اس موقع پر اسٹیبلشمنٹ اور زرداری میں پھر چند معاملات پر ڈیل ہوتی ہے اور وہی زرداری جو پوری دنیا میں ٹین پرسنٹ کے نام سے جانا جاتا تھا،اسی کو اسٹیبلشمنٹ واپس لے کر آتی ہے۔

جہاں ایک طرف اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے عوام میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ پاکستان کے سیاست دان کرپٹ ہیں (جو کہ حقیقتاًہیں اس میں کوئی شک و شبے کی بات نہیں) وہیں دوسری طرف انہی کرپٹ سیاس دانوں کے ہاتھ میں ہی ملک کی باگ ڈور بطور فرنٹ مین کے تھمائی جاتی ہے۔یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک بدعنوان شخص ہی بلیک میل ہو سکتا ہے، کسی کے اشارے پر ناچ سکتا ہے اور ہر جائز ناجائز کام بخوشی کر سکتا ہے۔

عوام میں اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے اسی جھوٹے اور بوگس تاثر کو پھیلایا جاتا ہے کہ صرف سیاست دان کرپٹ ہیں اور ان کے مقابلے میں فوج (یعنی امریکی رینٹل آرمی) ہی اس ملک کو بچا سکتی ہے۔بلیک میلنگ کے ذریعے سیاسی جماعتوں کو قابو میں رکھنے کا کلیہ تھوڑے رد و بدل کے ساتھ تقریباً تمام ہی جماعتوں پر لاگو ہے۔وہی ایم کیو ایم جس کو وقفے وقفے سے ''ریگولیٹ'' کرنے کے لیے مختلف حربے آزمائے جاتے ہیں، عمران فاروق قتل کیس میں پاکستان کی حکومت کے پاس سنہری موقع تھا کہ کیس کے اہم ملزم کو برطانوی حکومت کے حوالے کیا جاتا لیکن ایسی صورت میں معاملہ ان کے ہاتھ سے نکل جاتا۔اس طرح اس اہم موقع پر الطاف حسین سمیت ایم کیو ایم کو بچا کر آئندہ کے لیے دبا لیا گیا۔

ماڈل ایان علی کو مارچ ۲۰۱۵ء کو اسلام آباد ایئر پورٹ سے دبئی جاتے ہوئے اُس وقت حراست میں لیا گیا تھا جب دورانِ چیکنگ اس کے سامان سے ۵ لاکھ امریکی ڈالر برآمد ہوئے۔اس کیس کے اہم گواہ کسٹم افسر راولپنڈی میں قتل کر دیا گیا۔کچھ ہی ماہ میں ایان علی ضمانت پر رہا ہو گئی۔رہائی کے کچھ عرصہ بعد ہی بیرون ملک فرار کی افواہوں کے بعد حکومت کی جانب سے اس کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں ڈالا گیا اور اب اسی سال فروری میں سپریم کورٹ کی ہدایت پر اس کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ سے نکال دیا گیا جس کو غنیمت سمجھتے ہوئے وہ فوری طور پر ملک سے فرار ہو گئی۔واضح رہے کہ پاکستانی قانون کے مطابق دس ہزار ڈالر سے زائد رقم کا بیرون ملک لے جانا غیر قانونی ہے اور یہ پانچ لاکھ ڈالر سے زائد رقم لے جاتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑی گئیں۔گواہ قتل ہوا اور مجرم کو فرار بھی سپریم کورٹ نے خود ہی کروا دیا۔

مارچ ہی کے مہینے میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے ۵ارب روپے سے زائد کی کرپشن میں ملوث سابق وزیر اطلاعات سندھ ،شرجیل میمن کی حفاظتی ضمانت میں توسیع کرتے ہوئے، اسے ۲۰ لاکھ روپے کے مچلکے جمع کرانے کا حکم دیا۔یہ شکنجے میں آنے کے ڈر سے دبئی فرار ہو گیا تھا،جہاں پونے دو سال رہنے کے بعد جب پاکستان واپس پہنچا تو نیب کے ہاتھوں گرفتار کر لیا گیا لیکن ضمانت قبل از گرفتاری کی دستاویزات دکھاتے ہی چھوٹ گیا۔ واضح

رہے کہ پانچ ارب روپے کرپشن کے کیسز صرف اشتہارات کی مد میں تھے ورنہ پی پی کے جیالوں کا ٹریک ریکارڈ ایسا ہرگز نہیں کہ صرف اربوں کی کرپشن کریں اور پکڑے جائیں۔

حج کرپشن کیس میں سابق وفاقی وزیر برائے مذہبی امور حامد سعید کاظمی کو بھی "باعزت" بری کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے اُس نے کہا کہ "اسلام آباد ہائی کورٹ نے میری سزا کالعدم قرار دے کر مجھے سرخرو کر دیا، میں ایک سیاسی قیدی تھا، مجھے جیل کے اندر 'اے' کلاس ملنی چاہیے تھی لیکن مجھے 'بی' کلاس بھی نہیں دی گئی"۔ تجزیہ نگاروں کے مطابق ایان علی، ڈاکٹر عاصم، شرجیل میمن اور حامد سعید کاظمی کی رہائیاں پانامہ کیس کو نظر انداز کرنے کے بدلے نواز حکومت اور پی پی کے درمیان ڈیل کا نتیجہ تھی جس پر مہر نہ چاہتے ہوئے بھی اسٹیبلشمنٹ نے لگائی اور کیوں نہ لگاتے کہ زرداری کے کھیلے گئے پتے نے انہیں چاروں شانے چت کر دیا۔ حسین حقانی نے امریکی جاسوسوں کو جاری کیے گئے ویزوں کے بارے میں ابھی انکشافات کی دھمکی ہی دی کہ "وقار" پسینے چھوٹ گئے۔

صوبہ بلوچستان سیکریٹری خزانہ مشتاق رئیسانی جو کہ چالیس ارب کی بدعنوانیوں میں ملوث پایا گیا اور اس کے گھر پر چھاپے میں ۷۵ کروڑ سے زائد رقم برآمد ہوئی، بعد ازاں نیب کی جانب سے پلی بارگین ہوئی یعنی دو ارب حکومتی خزانے اور کچھ افسران کی جیبوں میں جانے پر معاملات طے ہو ہی گئے تھے کہ میڈیا میں پلی بارگین کے نام پر اس بھونڈی مثال کو تنقید کا نشانہ بنانے پر معاملہ التوا کا شکار ہوا ہے۔ "کچھ مزید" کی بنیاد پر جلد یہ بھی نمٹ جائے گا۔

لیکن ایک نقطہ جو ان تمام معاملات 'چاہے وہ عسکری این آر او ہو یا غیر عسکری' میں قابل غور ہے کہ وہ مقدمات جو سالہا سال ہائی کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ میں زیر سماعت رہتے ہیں، جن کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹنگ سے ہمارا دجالی میڈیا قوم کو الجھا کر رکھتا ہے، وہی مقدمات ان سویلین اور فوجی ڈاکوؤں کے مابین ڈیل ہونے جانے پر ہفتوں میں ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ انگریز کے قائم کردہ اس عدالتی نظام میں یہ صلاحیت سرے سے ہے ہی نہیں کہ حکمرانوں اور جرنیلوں کا حساب کرے۔ یہ چاہے جتنا مرضی آزاد عدلیہ کا راگ الاپ لیں لیکن اصل حقیقت یہی ہے کہ انہوں نے عوام پر مسلط وردی اور بغیر وردی والے چوروں کا حساب تو کیا کرنا ان کی اپنی نوکریاں اور ترقیاں انہی چوروں کے اشاروں کی مرہون منت ہیں۔ چھوٹے بڑے مقدمات سے لے کر جائیداد اور دیگر تنازعات کے مقدمات بھی نسل در نسل چلتے ہیں۔ پاکستان کے عدالتی نظام کے متعلق ایک ضرب المثل مشہور ہے کہ "یہاں سے انصاف حاصل کرنے کے لیے صبر ایوب، عمر نوح اور خزانۂ قارون درکار ہے!"۔ ایک نظم نظر سے گزری جو پاکستان کے عدالتی نظام کی صحیح تصویر پیش کرتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

؎ اس ترازو سے مجھے خوں کی بو آتی ہے
یک زباں ہو کے مرے پیارے وطن کے باسی
جس کے جھکتے ہوئے پلڑے کو خدا کہتے ہیں
ساری تعزیریں یتیموں پہ لگانے والی
تختہ دار پہ مہروں کو چڑھانے والی
سارے شیطانوں کو مسند پہ بٹھانے والی
تم کہو شوق سے اس جا کو عدالت لوگو!
کالے کرتوتوں کو تم کہہ دو وکالت لوگو!
میں اسے کہتا ہوں زرداروں کی گندی منڈی
جس جگہ چلتے ہوں منصف بھی رکھیلوں کی طرح
جس جگہ اندھے گواہوں کی فراوانی ہو
اس جگہ عدل کا سایہ بھی نہیں ملتا کبھی
جس جگہ زر ہو خدا زر کی ثناخوانی ہو

پانامہ کیس میں جہاں نواز شریف کے خاندان سمیت پاکستانی سیاست دانوں اور کئی دوسرے افراد کے نام سامنے آئے، وہیں ہائی کورٹ کے ایک ریٹائرڈ اور ایک حاضر سروس جج کا نام بھی سامنے آیا۔ جی ہاں! اس ملک میں جہاں چھ ہزار تنخواہ پانے والا سرکاری کلرک بھی دو جگہ نوکریاں نہیں کر سکتا وہاں لاکھوں کی تنخواہ پانے والا جج بیرون ملک اپنی کمپنی میں بطور ڈائریکٹر کام کر رہا ہے۔ ایک اور فرق یہاں واضح کرتا چلوں کہ یہ عدالتی نظام، سیاست دانوں، حکومتی ارکان کو سزا اگرچہ نہیں دے سکتا لیکن کم از کم ان کے میڈیا ٹرائل اور کچھ عرصہ عدالتوں میں ان معاملات کو زیر سماعت ضرور رکھ سکتا ہے لیکن فوجی جرنیلوں نے پچھلے ستر سالوں میں کہاں کیسے اور کس طرح لوٹ مار جاری رکھی ہوئی ہے اس پر لب کشائی کی جرات نہ ہی عدالتوں کو ہو سکتی ہے اور نہ ہی میڈیا کو۔ ابھی حالیہ دنوں ہی کی خبر ہے کہ سابق ڈی جی آئی ایس آئی لیفٹیننٹ جنرل رضوان اختر کا بھائی کموڈور عمران اختر پی آئی اے طیارہ فروخت کیس میں پانچ سو ملین کی کرپشن میں ملوث پایا گیا۔ لیکن مجال ہے کہ ہر ایشو پر منہ سے جھاگ اڑاتے صحافیوں میں سے کسی نے اس پر منہ بھی بسورا ہو۔

بلوچستان میں ریکوڈک (سونے کے ذخائر) کے معاملے پر تو سیاست دانوں کو خوب لتاڑا گیا کہ یہ غیر ملکی کمپنیوں کو کمیشن کے عوض کوڑیوں کے مول سونا لے جانے کی اجازت دے رہے ہیں لیکن جب سے صوبے کے معاملات کلی طور پر ایف سی کے حوالے کیے گئے ہیں، کسی میں ہمت ہے یہ پوچھنے کی کہ اب کیا معاملات ہیں؟ کیا بھاؤ تاؤ ہے؟ جس صوبے سے گیس سپلائی کی جا رہی ہے وہاں کے مقامی مکینوں کو گیس میسر بھی ہے کہ نہیں؟ گیس ہی کیا بجلی پانی کی بھی جو صورت حال ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ صوبے میں معدنیات اور کان کنی کی صنعت سے جڑی ملکی کمپنیاں تو تقریباً تمام ہی جگہوں پر ایف سی کو سیکورٹی کے نام پر بھتہ دینے پر مجبور ہیں، صرف یہی نہیں وہ چیک پوسٹیں جہاں سے غیر ملکی الیکٹرونکس و دیگر

سامان سمگل ہو کر آتا ہے، ان چیک پوسٹوں پر ڈیوٹی لگوانے اور تبادلہ کروانے کے لیے ایف سی کے افسران اپنے حکام بالا کو کروڑوں روپے کی رشوت دیتے ہیں اور یوں وہ پوسٹ خریدتے ہیں۔ عام شاہراہوں پر بھی تعینات ایف سی کے سپاہیوں کا مسافروں کو تلاشیوں کے بہانے تنگ کر کے پولیس کی مانند ہی رشوتیں وصول کرنا اب معمول بن چکا ہے۔ سرچ آپریشن اور چھاپوں کے دوران میں اکثر گھروں میں سامان اس طرح لوٹا جاتا ہے کہ ایک تنکا بھی باقی نہیں چھوڑتے۔

عدلیہ کی تو ہمت نہیں کہ اس پر لب کشائی کرے۔ ہاں اگر کوئی صحافی بولنے کی ہمت کرے تو ڈرایا دھمکایا جاتا ہے، اگر پھر بھی اُسے ''صحافتی ذمہ داریاں'' ادا کرنے کا خبط چڑھا ہو تو تو ٹارگٹ کلنگ کروا کر الزام مجاہدین کے سر تھونپ دیا جاتا ہے۔

پاکستانی افواج خصوصاً بری فوج کے کتنے ریٹائرڈ جرنیل سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں کلیدی عہدوں پر تعینات ہیں، ان کا تو کوئی شمار نہیں لیکن جو حاضر سروس جرنیل ہیں وہ پارٹ ٹائم کاروبار کس احسن طریقے سے چلا رہے ہیں، اس کے لیے ایک نظر افواج پاکستان کے ماتحت چلنے والے تجارتی اداروں اور پراجیکٹس پر ڈال لیتے ہیں۔

بچا سکے لگ بھگ پراجیکٹس اور ہاؤسنگ سکیمیں، فوجی فاؤنڈیشن، شاہین فاؤنڈیشن، بحریہ فاؤنڈیشن، آرمی ویلفیئر ٹرسٹ اور ڈی ایچ اے کے تحت کام کر رہی ہیں۔ کراچی، لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد، ملتان، گوجرانوالہ، بہاولپور اور کوئٹہ میں ڈی ایچ اے کی ۸ سوسائٹیاں قائم ہیں۔ ان کے علاوہ سولہ پراجیکٹس اے ڈبلیو ٹی، پندرہ فوجی فاؤنڈیشن اور گیارہ شاہین فاؤنڈیشن کے تحت کام کر رہے ہیں۔ LNG کا منصوبہ بھی بحریہ فاؤنڈیشن کے پاس ہے۔ اے ڈبلیو ٹی کے پاس مندرجہ ذیل پراجیکٹس ہیں:

دو سیڈ فارم پاکپتن اور اوکاڑہ میں، آرمی ویلفیئر شوگر مل بدین، جوتوں اور اونی مصنوعات کا پراجیکٹ لاہور میں، آرمی ویلفیئر میس اور بلیو لیگون ریسٹورنٹ راولپنڈی، رئیل سٹیٹ اور ہاؤسنگ سکیم لاہور اور سنگجانی میں، عسکری جنرل انشورنس کمپنی راولپنڈی، عسکری ایوی ایشن راولپنڈی، مال پاکستان کراچی، عسکری گارڈز پرائیویٹ لمیٹڈ راولپنڈی، عسکری فیول (CNG) راولپنڈی، عسکری سیڈ (بیج) اوکاڑہ، عسکری انٹرپرائزز راولپنڈی، فوجی سیکورٹی سروسز راولپنڈی، عسکری اپیرل (ملبوسات) لاہور، عسکری لیگون فیصل آباد۔

فوجی فاؤنڈیشن کے ماتحت چلنے والی کمپنیاں یہ ہیں:

فوجی سیریل، فاؤنڈیشن گیس، فوجی فرٹیلائیزر، فوجی سیمنٹ لمیٹڈ، فوجی آئل ٹرمینل اینڈ ڈسٹلری کمپنی، فوجی کبیر والا پاور کمپنی، فاؤنڈیشن پاور کمپنی ڈھرکی، عسکری سیمنٹ لمیٹڈ، فاؤنڈیشن ونڈ انرجی I اور II، نون پاکستان لمیٹڈ لاہور، فوجی میٹ (گوشت) لمیٹڈ، فوجی فرٹیلائزر بن قاسم، فوجی اکبر پارشیا میرین ٹرمینل لمیٹڈ کراچی۔ ایک کمپنی پاکستان میروک فاسفور ایس اے، مراکش میں فوجی فاؤنڈیشن کی جانب سے ۲۰۰۸ء میں قائم کی گئی۔

شاہین فاؤنڈیشن جو کہ پاکستانی فضائیہ کا ایک ٹرسٹ ہے کے ماتحت مندرجہ ذیل کمپنیاں ہیں:

شاہین ایئرپورٹ سروسز، شاہین ایرو ٹریڈرز، شاہین نٹ وئیر، شاہین کمپلیکس کراچی، شاہین کمپلیکس لاہور، شاہین میڈیکل سروسز، پاک ایڈورٹائزنگ، فضائیہ ویلفیئر ایجوکیشن سکول سسٹم، سپیس ایوی ایشن کالج، ایئر ایگل ایوی ایشن اکیڈمی۔

تو جناب یہ افواہ بالکل غلط ہے کہ امریکی غلام فوج کی ترجیح صرف اور صرف ہاؤسنگ سکیمیں اور ڈی ایچ اے کے مہنگے پلاٹس ہیں! بلکہ چینی، گوشت، کھاد، بیج، گارمنٹس، جوتوں، ریسٹورنٹس، تیل اور توانائی کے اداروں سے لے کر کوئی ایسا شعبہ نہ ہو گا جہاں یہ ''ڈھول سپاہیے''، ٹیکس بچاتے ہوئے کامیابی سے نفع نہ لوٹ رہے ہوں۔ کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ ''دہشت گردی'' کی عالمی جنگ میں، جہاں ان کو مجاہدین اور اسلام پسندوں کے نیٹورک کو توڑنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگانا پڑ رہا ہے، وہاں یہ کس طرح ان تجارتی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا رہے ہیں۔ ان کی مال بنانے اور مال بٹورنے کی ہوس کو دیکھتے ہوئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ

جن سیاست دانوں کی کرپشن کی بریکنگ نیوز آئی ایس آئی کے پے رول پر چلنے والے صحافیوں سے بآسانی لگوا لیتے ہیں کچھ ہی عرصہ بعد معاملات طے پا جانے کے بعد انہی کرپٹ سیاستدانوں کو رہائی دلوانے کے بعد یہی فورسز ان کے پروٹوکول میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی۔ تو سوال یہاں پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ واقعی مخلص ہو سکتے ہیں ان معاملات میں کہ پاکستان کی عوام کے منہ سے دو وقت کی روٹی چھین لینے والے کرپٹ سیاست دانوں کو کیفر کردار تک پہنچائیں؟ تو جواب صاف ہے کہ بالکل نہیں! ان کا تو اپنے پیٹ کا جہنم اسی لوٹ مار اور ظلم کے نظام کا مرہون منت ہے، نہ صرف ان کا بلکہ ان کے مغربی آقاؤں کا بھی! جبھی وہ شریعت کے عادلانہ نظام کی آواز یا نعرہ دنیا کے جس کونے میں سنیں گے اپنے جہازوں سمیت چڑھ دوڑیں گے۔ افغانستان میں امارت اسلامیہ پر حملہ اسی بنیاد پر کیا گیا کہ جو عادلانہ نظام انہوں نے افغانستان میں قائم کر دیا تھا اگر اس کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے آ گئی تو پھر کیونکر ان کا ظالمانہ نظام دنیا میں قائم رہ پائے گا؟؟؟

☆☆☆☆☆

''جب تک جہاد کے ذریعہ کفر و شرک اور فسق و فجور کی کمر نہیں توڑی دی جاتی اس وقت تک دنیا میں امن نہیں قائم ہو سکتا''۔

(بیان: اللہ کے باغی مسلمان، از فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ)

صید نایا جیل ٔ انسانیت کی فنا ہے

ابو محمد [سابق محافظ، صید نایا جیل]

صید نایا ملٹری جیل، جہاں شامی حکومت اپنی ہی عوام کو خاموشی سے کشت وخون کا نشانہ بناتی ہے۔ متاثرین کی اکثریت وہ عام شہری ہیں جن کے بارے میں حکومت کے مخالف ہونے کا صرف شبہ ہے۔ ۲۰۱۱ء سے بلا ہزاروں لوگوں کو انتہائی رازدارانہ طریقے سے، راتوں کی تاریکی میں بلاجواز پھانسیاں دی گئی ہیں۔ صید نایا ملٹری جیل میں بہت سے دوسرے قیدیوں کو خوراک، پانی، ادویات اور طبّی ضرورتوں سے محروم رکھ کر انتہائی منظم انداز میں تشدد وتعذیب کے بعد قتل کیا گیا۔ صید نایا میں جن لوگوں کو قتل کیا گیا ان کی لاشیں اجتماعی قبروں میں دفن کی گئیں۔ یہ بالکل ناقابل تصور سی بات ہے کہ ایسے بڑے پیمانے مظالم اور منظم سفاک سرگرمیوں کو شامی حکومت کی اعلیٰ کمان کی طرف سے اختیارات نہیں دیے گئے۔

دسمبر ۲۰۱۵ء سے دسمبر ۲۰۱۶ء تک، ایمنسٹی انٹرنیشنل نے صید نایا جیل میں اپنائے جانے والے طریقہ کار، ترتیب اور تشدد کے پیمانوں پر تحقیق کی۔ اس تحقیقاتی دورانیہ میں، تنظیم (ایمنسٹی) نے ۱۵۲ افراد کا انٹرویو لیا جو صید نایا جیل میں قید رہے تھے۔ ان میں چار وہ سرکاری محافظین تھے جو پہلے صید نایا میں کام کرتے رہے، تین سابق شامی جج، تین ڈاکٹرز جو پہلے طشرین ملٹری ہسپتال میں کام کرتے تھے، چار شامی وکلا، سترہ ملکی اور غیر ملکی ماہر مزاحمت کار اور بائیس افراد ان قیدیوں کے لواحقین جو ابھی تک صید نایا جیل میں قید تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل پر شامی حکام کی جانب سے ملک میں داخلے پر پابندی عائد کی گئی ہے اور اسی سبب ۲۰۱۱ء سے حکومتی کنٹرول والے علاقوں تک رسائی حاصل نہیں کرنے دی گئی، زیادہ تر ان انٹرویوز کو جنوبی ترکی سے حاصل کیا گیا ہے۔ اور کچھ انٹرویوز فون کے ذریعے یا شام میں دور دراز علاقے میں موجود انٹرویو دینے والوں یا لبنان، اردن، یورپی ممالک اور امریکہ میں موجود افراد کے ذریعے سے حاصل کیے گئے تھے۔ مجموعی طور پر، ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اس رپورٹ کے لیے ۸۴ لوگوں سے انٹرویو کیے۔ بہت سے کیسز میں، دو یا زیادہ انٹرویو کا کلیدی شواہد کے ساتھ اس لیے اہتمام کیا گیا تھا کہ ان کی فراہم کردہ معلومات کی یکسانیت اور صداقت کا جائزہ لیا جائے۔ کئی انٹرویو دینے والوں نے اپنی گواہیاں انتہائی اہم ذاتی خطرہ مول لیتے ہوئے ایمنسٹی انٹرنیشنل کے ساتھ اشتراک کیا۔

شامی حکومت کئی عشروں سے اپنے خلاف اٹھنے والے گروہوں کو کچلنے کے لیے تشدد اور جبراً غائب کر دینے کے طریقے استعمال کرتی رہی ہے۔ ۱۹۸۷ء کے اوائل میں، ایمنسٹی انٹرنیشنل نے دستاویز تیار کی جس میں جیلوں میں تشدد کرنے کے ۳۵ منظم حکومتی وارداتوں کا ذکر کیا۔ تاہم ۲۰۱۱ء سے قیدیوں کے خلاف شامی حکومت کے تشدد میں انتہائی شدت اور بے رحمانہ اضافہ ہو چکا ہے۔ انسانی حقوق کے ڈیٹا تجزیاتی گروپ کے مطابق، مارچ ۲۰۱۱ء سے دسمبر ۲۰۱۵ء کے درمیان میں حکومتی تحویل میں کم از کم ۱۷ ہزار ے سو ۲۳ لوگوں کو قتل کیا گیا یعنی ماہانہ اوسطاً ۳۰۰ اموات۔ اُن لوگوں کو ٔ جن کے بارے میں حکومت مخالف ہونے کا ذرہ بھر بھی شک ہو ٔ صید یانا اور حکومت کے زیر نگرانی جیلوں میں گرفتاری، تشدد اور سزائے موت کا سامان کرنا پڑتا ہے۔ یہ افراد شامی معاشرے کے تمام شعبہ جات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں بہت سے مظاہرین ہیں، طویل عرصہ سے سیاسی باغی، حقوق انسانی کا دفاع کرنے والے، صحافی، ڈاکٹرز، فلاح انسانیت کے کارکن اور طلبا بھی شامل ہیں۔ ۲۰۱۱ء سے صید نایا میں جاری قتل، تشدد، جبراً گمشدگیاں اور استیصال، سویلین آبادی کے خلاف جرائم کا ایسا ارتکاب ہے جو منظم طریقے اور ریاستی پالیسی کی اعانت سے بڑے سے بڑے پیمانے پر پھیل چکا ہے۔ لہٰذا، حاصل کلام یہ ہے کہ صید نایا میں شامی حکام کے مظالم انسانیت کے خلاف جرائم کے مترادف ہیں۔

بڑے پیمانے پر پھانسیاں:

صید نایا ملٹری ہسپتال میں دو قید خانے ہیں، جن میں دس ہزار سے بیس ہزار افراد کو قید کیا جا سکتا ہے۔ ''عمارتِ احمر'' میں موجود قیدیوں کی بڑی تعداد سویلین کی ہے، جو ۲۰۱۱ء میں بحران کے آغاز میں ہی گرفتار ہوئے ہیں۔ ''عمارتِ ابیض'' میں قیدیوں کی زیادہ تعداد افسروں اور سپاہیوں کی ہے جو ۲۰۱۱ء میں ہی گرفتار کیے گئے تھے۔ عمارتِ احمر میں لائے جانے والوں میں سے ہزاروں افراد خفیہ کارروائیوں کے نتیجے میں قتل کیے جا چکے ہیں۔ اجتماعی پھانسیوں کی صورت میں افراد کو ہلاک کیا گیا۔ پھانسی دیئے جانے سے پہلے، مقتولین کو القابون (دمشق کے نواح) میں واقع ملٹری فیلڈ کورٹ میں موت کے تجربات سے گزارنے کے لیے دو سے تین منٹ تک دھمکایا جاتا۔ جس دن قید خانے کی انتظامیہ پھانسیوں کا عمل درآمد کرتی (جسے وہ ''پارٹی'' کا نام دیتے،) اُس دن دوپہر کو ہی مقتولین کو ان کے سیل نے نکال کر جمع کرتے۔ فہرست میں موجود قیدیوں کو بتایا جاتا کہ ان لوگوں کو سویلین جیل میں منتقل کیا جائے گا۔ اس کے بعد انہیں عمارتِ احمر کے تہہ خانے میں ایک سیل میں لے جایا جاتا، جہاں ان پر دو سے تین گھنٹے تک سفاکانہ تشدد کیا جاتا۔ نصف شب کے بعد ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر انہیں حوالاتی ٹرکوں اور چھوٹی بسوں میں منتقل کر کے عمارتِ ابیض لے جایا جاتا۔ وہاں انہیں تہہ خانے کے ایک کمرے میں لے جا کر پھانسی دی جاتی۔ یہ کارروائی ہفتہ میں ایک یا دو بار کی جاتی اور ہر موقع پر ۲۰ سے ۵۰ افراد کو پھانسی دے کر موت کی نیند سلایا جاتا۔ اس تمام مرحلہ میں، مقتولین کی آنکھوں پر پٹی ہی بندھی رہتی۔ پھانسیوں پر عملدرآمد سے چند منٹوں پہلے ہی ان کو بتایا جاتا کہ انہیں موت کی سزا سنائی گئی ہے؛ انہیں کبھی نہیں بتایا جاتا کہ پھانسی کب دی جائے گی؛ اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ انہیں کس طرح مارا جائے گا یہاں تک کہ پھندے ان کہ گردن کے گرد لپیٹ دیے جاتے۔ پھانسیاں دینے کے بعد ٔ مقتولین کی نعشیں ایک ٹرک میں بھر کر رجسٹریشن کے لیے تشرین ہسپتال منتقل کی جاتیں اور پھر اجتماعی قبروں میں دفنا دیا جاتا۔ یہ قبریں دمشق کے قرب میں واقع فوجی زمین بشمول نجھا، جو سویدہ اور دمشق کے درمیان مین روڈ پر واقع ایک گاؤں ہے، اور دمشق کے مغربی مضافاتی قصبہ 'قطناہ' میں واقع ہیں۔

صیدنایا میں جیل انتظامیہ میں کام کرنے والوں اور قیدیوں سے حاصل شدہ شواہد کی بنیاد پر لگایا گیا تخمینہ ہے کہ ستمبر ۲۰۱۱ء سے دسمبر ۲۰۱۵ء کے درمیان ۵ ہزار سے ۱۳ ہزار افراد کو صیدنایا میں غیر قانونی طور پر پھانسیاں دی گئی تھیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے پاس دسمبر ۲۰۱۵ء کے بعد کی پھانسیوں کے شواہد موجود نہیں ہیں۔ تاہم، قیدیوں کو ابھی بھی صیدنایا منتقل کیا جاتا ہے، القابون میں ملٹری فیلڈ کورٹ میں ابھی بھی ''موت کا رقص'' جاری ہے، اور اس جھوٹ پر یقین کرنے کی کوئی وجہ موجود ہی نہیں کہ پھانسیوں کا سلسلہ روک دیا گیا ہے۔ لہٰذا دسمبر ۲۰۱۵ء سے، مزید ہزاروں افراد کو پھانسی دیے جانے کا قوی امکان ہے۔

صیدنایا میں پھانسی کی کارروائی خفیہ ہوتی ہے اور صرف محافظین، سرکاری ملازمین 'جو بلا واسطہ اس کارروائی میں شریک کار ہوتے' اور اعلیٰ عہدے دار شامی افسران اس کارروائی کو جانتے۔ حتیٰ کہ وہ سنتری جو بھرتی کے عمل اور عمارتِ احمر میں مار پیٹ کی نگرانی کرتے، وہ بھی اس ساری صورت حال سے ناواقف ہوتے کہ قیدیوں کی آدھی رات کے وقت عمارتِ ابیض میں منتقلی کے بعد ان سے کیا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔

پھانسیوں کے اس طریقہ کار کو حکومت کے اعلیٰ سرکاری عہدے داروں کی اجازت حاصل ہوتی ہے۔ شام کے مفتی اعظم کی طرف سے پھانسی کے فتاوی جاری کیے جاتے ہیں یا پھر وزیر دفاع یا چیف آف آرمی سٹاف کی جانب سے، جو بشار الاسد کی طرف سے بطور نمائندہ ڈیوٹی پوری کرتے ہیں۔ حکم نامہ پر ملٹری فیلڈ کورٹ کے ہیڈ اور ملٹری وکیل اور سیکورٹی فورسز کے ایک نمائندہ کے دستخط بھی لیے جاتے ہیں۔ پھانسیوں کے عمل پر ایک پورا پینل جسمانی طور پر بھی نگرانی کرتا ہے جس میں ملٹری افسران کے ساتھ ساتھ جیل اور طبّی افسران بھی شامل ہوتے ہیں۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کارروائی کے پینل ممبران سے معلومات اکٹھی کی ہیں، ساتھ ہی ساتھ (اس کی تحقیق کی بنیاد پر) دوسرے افسران اور سرکاری ملازمین سے بھی، جو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ صیدنایا میں ان کے جرائم میں شامل ہونے کی بھی تفتیش کرنی چاہیے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کو ان ۳۶ قیدیوں کے نام بھی فراہم کیے گئے ہیں جنہیں قانوناً بلا جواز صیدنایا میں پھانسی دی گئی، جن کی خبر خفیہ اور حفاظتی تشویش کی وجہ سے عوامی سطح پر نشر نہیں کی جائے گی۔ تنظیم نے جرائم کے مرتکب افراد اور مقتولین کی یہ معلومات ایسے قابلِ افراد کے ساتھ اشتراک کی ہیں جو صیدنایا میں جاری جرائم کی معتبر تفتیش کے حصول کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

(انسانی جانوں کے) استیصال کا طریقِ عمل:

صیدنایا کی عمارتِ احمر میں جو قیدی رکھے جاتے ہیں، ان کو دشنام طرازی کے مرحلے سے بھی گزارا جاتا ہے۔ روزانہ ان پر تشدد کیا جاتا ہے، عموماً بے رحمی سے مار پیٹ اور جنسی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان کو مناسب خوراک، پانی، ادویات، طبّی سہولیات اور حفظانِ صحت سے محروم رکھا جاتا ہے، جس سے متعدی امراض میں روز افزوں اضافہ ہو چکا ہے۔ حتیٰ کہ تشدد کے دوران بھی خاموش رہنے پر زبردستی کی جاتی ہے۔ بہت سے قیدیوں کو شدید قسم کے ذہنی عوارض مثلاً پاگل پن وغیرہ لاحق ہو جاتے ہیں۔ صیدنایا میں قیدیوں کے لیے حکام کی طرف سے جو علاج کیا جاتا ہے، وہ ایسے لگتا جیسے زیادہ سے زیادہ جسمانی اور نفسیاتی امراض کو مسلط کرنے کے لیے تشکیل دیا گیا ہے۔ ان کا ظاہری ہدف تذلیل کرنا، نیچا دکھانا، اور عزتِ نفس اور امید کی ہر حس کو کچلنے کے لیے انسانیت سوز مظالم کرنا ہے۔ ہائی سکول کے ایک طالب علم نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو بتایا: ''آپ کو صیدنایا کے کسی بھی ایسے سابقہ قیدی کو تلاش کے لیے بہت زیادہ مشقت کرنا پڑے گی جو آپ کو بتائے کہ وہاں حقیقتاً کیا ہوتا ہے کیونکہ وہ سب بہت ذلت آمیز ہوتا ہے''۔ اس نے اپنا ایک تجربہ بیان کیا:

> ''میں نہیں جانتا کہ میں نے جو ظلم وہاں دیکھا ہے اُسے بیان کرنے کے لیے کون سے الفاظ استعمال کروں۔ سنتری ہر ایک کو کہتے کہ اپنے کپڑے اتار کر ایک ایک کر کے غسل خانہ میں جائیں۔ ہم غسل خانہ میں جاتے تو وہ کوئی ایسا لڑکا منتخب کرتے جو چھوٹا مگر خوبصورت ہوتا۔ وہ اسے کہتے کہ دروازے کی طرف چہرہ کر کے کھڑا ہو جائے اور اپنی آنکھیں بند کر لے۔ پھر وہ کسی بڑے قیدی کو اس لڑکے سے بد فعلی کرنے کو کہتے... کوئی بھی نہیں تسلیم کرے گا کہ یہ اس کے ساتھ پیش آیا، لیکن ایسا ہوا ہے... کبھی کبھی نفسیاتی الجھن جسمانی درد سے بھی زیادہ شدید ہوتی اور جن لوگوں کو یہ عمل کرنے پر مجبور کیا جاتا، وہ پہلے کی طرح نارمل نہیں رہتے تھے''۔

صیدنایا میں ایک سابقہ قیدی 'سمیر' پر کو جس طرح زدو کوب کیا گیا، وہ بیان کرتا ہے:

> ''بہت ہی سخت قسم کا تشدد تھا۔ یہ ایسے تھا کہ آپکا ایک ناخن ہو اور آپ اسے ایک چٹان پر مارنے کی بار بار کوشش کرتے رہیں۔ یہ بالکل ناممکن سا تھا لیکن وہ لوگ تشدد جاری رکھتے۔ میری خواہش ہوتی کہ وہ لوگ میری ٹانگوں پر مارنے کی بجائے انہیں کاٹ ہی ڈالیں''۔

استیصال کا یہ طریقہ کار ہے جو ۲۰۱۱ء سے صیدنایا کے قیدیوں پر مسلط کیا جا چکا ہے، نتیجتاً سیکڑوں ہزاروں قیدیوں کی اموات ہو چکی ہیں۔ اس قسم کے طریقہ کار کو زیادہ سے زیادہ شرح اموات کے حصول کے لیے بنایا گیا ہے۔ صبح کے وقت مردہ قیدیوں کی نعشیں سیل سے جمع کی جاتیں اور تشرین ملٹری ہسپتال تک پہنچائی جاتی ہیں۔ میڈیکل رپورٹس میں اموات کا اندراج کیا جاتا ہے اور 'ڈیتھ سرٹیفیکیٹ' میں موت کی وجہ دل یا سانس کا بند ہونا لکھ دیا جاتا۔ پھر نعشوں کو ٹرک میں بھر کر، دمشق کے فوجی علاقے اور اس کے مضافات (مذکورہ بالا مقامات) پر اجتماعی قبروں میں دفنا دیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خون نہیں تو دہائی ہی دیجیے!!!

محمد بلال خان

اے فقیہانِ حرم...اے شاہانِ عرب...اے حاکمانِ عجم...اے امتِ مسلمہ پر بر سرِ اقتدار حکمرانو...اے سرزمینِ خلافت کے تاج دارو!...اے مدینہ ثانی کے دعوے دارو...!!

ذرا محلات سے نکل کر نہ سہی، قدم اٹھانے کی تکلیف نہ سہی، ٹیلی فون کال پر بم و بارود کی ہیبت ناک صداؤں سے سمع خراشی نہ سہی...ذرا ہاتھ میں پکڑے موبائل کی سکرین پہ ہی والیم بند کرکے سرزمینِ شام کی سسکتی بلکتی خاموش تصاویر دیکھ لو...تم یقین کرو کہ سکرین پر دیکھنے سے نہ اُن کے لاشوں سے خون کا تعفن تمہاری نازک حس پر گراں گزرے گا...کیونکہ اب تو ان کا خون بہتا ہی نہیں...اب تو انہیں گولی بھی نہیں ماری گئی...اب تو ان کا لاشہ یا آدھا جسم کسی ملبے تلے سے بھی نہیں نکالا گیا کہ وہ مناظر تمہاری آنکھوں پر کچھ دیر کو گراں گزریں!...

اب تو انہیں نہ محسوس ہونے والے کیمیائی زہر دے کر خاموش سی موت ماری گئی ہے...اب نہ ان کی سسکیاں اور آخری ہچکیاں تمہارے کانوں میں ارتعاش پیدا کریں گی... واللہ! ان کے لیے آنسو تمہاری آنکھوں کے راستے نکلنے کی تکلیف نہیں کریں گے...لہو کی مانند اشکوں کی دھارا نہی معصوموں کے گلاب جیسے گالوں سے گزرے گی...نہ ان کی چیخیں تمہاری ترنم شناس نازک سماعتوں پر گراں گزریں گی!...

ایک بار دیکھو تو... یہ شیر خوار کون ہیں...؟ جن کی خاموش نظریں...پتھرائی آنکھیں...اور گنگ زبانیں فضاؤں میں کسی کو تلاش کررہی ہیں...کسے گھور رہی ہیں...؟؟ کس کی آمد کی منتظر ہیں...؟ذرا ایک نظر ڈالنے کی ہی زحمت کرلو...

اے کشمیر و فلسطین پہ دن رات کفِ افسوس ملنے والے میرے بہادر اسلام کے قلعہ پاکستان کے باسیو...!

اے روز کشمیری مسلمانوں پر پیلٹ گن کے استعمال پر ہندو بنئے کو للکارنے والو...!

اے شیعہ جینو سائیڈ کے ٹرینڈ چلانے والے انسانیت کے ہمدردو...!

اے فرانس، لندن، چارلی ہیبڈو، نیس، اور ڈنمارک میں ایک گوری چمڑی والے کی موت پہ ڈی پیاں بدل کر ہفتوں بھر کا سوگ منانے والو...!!

کچھ دیر ہی سہی...بس ایک نظر ادلب میں موت کے خاموش اور تر نوالہ بننے والی معصوم کلیوں پر...!!

خدارا ایک مذمتی تحریر!...انسانیت کے ناطے ایک مرثیہ ان دودھ پیتے ۳۰۰ بچوں پر...ایک پروگرام ان بے زبان اور بے قصور شامیوں پر...ایک ٹویٹ بشار لعین کی مذمت میں...بس ایک مذمت شام و عراق کے بیس لاکھ سے زائد کے قاتلوں پر...اب تو کردو کہ اقوام متحدہ کو بھی ایمرجنسی میٹنگ بلانے کا خیال آ ہی گیا...!!

ارے تم تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ گو ہو...

اس تاج دارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ کے امتی...جو ۱۴ سو سال پہلے اپنی امت کے لیے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر روتا رہا۔ تم اس عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہو، جس نے فرات اور دجلہ کے کنارے بھوک سے مرنے والے کتے کا ذمہ دار بھی خود کو سمجھا...تم تو غزنویؒ، ابنِ قاسمؒ، ایوبیؒ اور غوریؒ کے ناموں پر نازاں ہو...!!

آج سرزمینِ شام میں بشار لعین، روس، ایران، روس اور امریکہ کے ہاتھوں کچلے جانے والے وہی ہیں جن کے بارے نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے جسم کا حصہ ہیں...اب خدارا! کچھ ہمت کیجیے!... خدارا! ایک آہ ہی بھر لیں...ایک نحیف سی صدا ہی بلند کردیں...اگر یہ بھی بس میں نہیں تو دعا کے لیے ایک بار تو ہاتھ اٹھایئے...کہ کہیں روزِ محشر اپنے یہ ہاتھ بھی مجرمانہ اعتراف میں لٹکے ہوں...ہم ہوں، بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو...اور سامنے قہار و جبار کی عدالت لگی ہو!!!

☆☆☆☆☆

اس صفحۂ زمین پر آج تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی معزز و محترم نہیں گزرا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ پہلے لوگوں کا حوالہ دے کر فرمارہا ہے کہ ”ان کو تکلیفیں برداشت کرنا پڑیں، جنگیں لڑنا پڑیں، فقر و فاقہ سہنا پڑا اور وہ ہلا مارے گئے“۔ اور دیکھئے، بشر انسانی کی طرف دیکھئے اس کے دل کی طرف دیکھئے۔ جب یہ ہلتا ہے تو اس پر شدید قسم کا زلزلہ طاری ہو جاتا ہے۔ گویا زمین پر کوئی طوفان آگیا ہو اور اس کے لیے اس کی زد سے بچنے کا کوئی راستہ نہ ہو۔ اس طوفان نے زمین کے سب سے زیادہ صابر انسان صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ سے التجا کرتے ہوئے گڑگڑا کر یہ کہنے پر مجبور کردیا کہ اے ہمارے رب! آپ کی مدد و نصرت کب آئے گی؟

اگر دنیا کا سب سے بڑا صابر، سب سے نیک، سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا، زمین پر اللہ کی امانت کا سب سے بڑا محافظ، جو آسمان کے امین سے صبح و شام ملتا ہو، جس کو قرآن رات دن سہارا دیے رکھتا ہو، جس کے قدم جمائے رکھتا ہو...وہ بھی گڑگڑا کر...اللہ کی سکھائی ہوئی دعاؤں سے چپکے چپکے پکارتا ہو...اے رب! فتح و نصرت کہاں ہے؟ قرآن کی آیت پچھلے انبیائے کرام کے بارے میں کہتی ہے ”حتیٰ کہ جب رسول بھی مایوس ہونے لگے اور سوچنے لگے کہ اب وہ جھٹلا دیے جائیں گے...تب اچانک ہماری مدد آ پہنچی“۔

(شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ)

جہادِ شام کی صورت حال

سعود میمن

خلافت راشدہ کے مبارک دور میں شروع ہونے والے فتنۂ رفض نے آستین کے سانپ کا کردار ادا کرتے ہوئے امت کے جسد پر کئی کاری وار کیے ہیں۔ تاریخ اسلامی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دشمنوں کی حیثیت سے ملعون فرقہ نما مذہب آج بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مظلوم پیروکاروں کے لیے مسلسل دردِ سر بنا ہوا ہے۔ تاریخ کے اوراق پر نظر ڈالنے اور حال کا منظر نامہ دیکھنے کے بعد ایک غیر متعصب قاری یہ حقیقت ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یقیناً امتِ مسلمہ کے خلاف قوم یہود کی ابتدائی اور مہلک ترین سازشوں میں سے ایک سازش فتنۂ رفض ہیں۔

آج جب کہ امتِ مسلمہ 'دنیائے عالم کے رنگ برنگے کفار و منافقین کے جبرِ مسلسل سے نبرد آزما ہے، وہیں روافض اپنے مخصوص مذہبی ایجنڈوں کی خاطر اسلام مخالف عالمی جنگ میں کسی طور پیچھے نہیں ہیں...بلکہ یوں کہا جائے کہ کئی محاذوں پر یہ کفارِ اصلی سے بھی ایک دو قدم آگے ہیں تو ہر گز غلط نہ ہوگا۔ آج شام میں لاکھوں سنی مسلمانوں کا قاتل 'بشار کوئی صلیبی یا صہیونی نہیں بلکہ ایک رافضی نصیری ہے۔

آج امتِ مسلمہ جب چاروں طرف سے عالمی دشمنوں میں گھری ہوئی ہے تو امت کے مدافعین کو فرقہ وارانہ لڑائیوں میں پھنسانے اور ان ذیلی لڑائیوں کے بہانے کفارِ اصلی کو عالمی جنگ میں سہولت فراہم کرنے والے بھی روافض ہی ہیں۔ آج مسلم خطوں میں جاری اس عالمی جنگ میں اگر روس اور امریکہ جیسی دو حریف قوتیں ایک دوسرے کے قریب آئی ہیں تو اس کا باعث بھی روافض ہی بنے ہیں۔

آج ایران، شام اور عراق کی رافضی حکومتیں اور عسکری ملیشیات عراق و شام میں سنی مسلمانوں کے خلاف بیک وقت امریکہ اور روس دونوں کی اتحادی ہیں۔ شام میں پالمیرہ اور دوسرے محاذوں پر اس وقت ہماری حیرت دوچند ہو جاتی ہے جب پالمیرہ کو داعش سے چھیننے کے لیے شیعہ ملیشیات زمینی عسکری حملے کے ذریعے آگے بڑھتی ہیں تو بیک وقت امریکی اور روسی فضائیہ انہیں فضائی کور مہیا کرتی ہیں اور اس کردار کو اپنے آفیشل میڈیا آؤٹ لیٹس میں بھی فخریہ نشر کیا جاتا ہے۔

بالکل اسی طرح جب مجاہدین حماہ میں رافضی ملیشیات کو عسکری ضربیں لگاتے ہوئے فتوحات در فتوحات کرتے ہوئے حماہ شہر سے صرف ۴ کلومیٹر دور پہنچتے ہیں تو جہاں روسی فضائیہ اپنے تمام تر لاؤ لشکر سے رافضی ملیشیات کی مدد کو آن پہنچتی ہے وہیں امریکی ڈرون بھی عین میدانِ جنگ میں مجاہدین کمان دانوں کو ہدفی میزائل کارروائیوں میں نشانہ بنانے لگتے ہیں۔

عراق و شام میں روافض کا شر کھل کر سامنے آیا ہے۔ مسلم خطوں میں موجود روافض وہ ناسور ہے جو مسلسل بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ ان کی سربریت و سفاکیت کے ایسے مظاہر دیکھنے کو ملے کہ جنہیں دیکھ کر شیطان بھی شرما جائے جیسا کہ شام میں حالیہ کیمیائی حملے ہوں یا ہر روز ہونے والی آرٹلری و فضائی بمباریاں کہ جن کا ہدف عام مسلمان آبادیاں، سکول اور ہسپتال ہیں۔ ہر نیا سورج غروب ہوتے ہی ارضِ شام کے درجنوں عام مسلمانوں کی بے رحمانہ شہادت کا غم دے جاتا ہے۔

۴ اپریل بروز منگل کو عین صبح کے وقت ادلب کے جنوبی حصے میں خان شیخون نامی شہر پر اسدی افواج نے کیمیائی گیسز سے بھری میزائلوں کی بمباری کی جس میں ساڑھے پانچ سو سے زائد افراد شدید متاثر ہوئے۔ ان میں سے ۱۰۰ کے قریب مسلمان شہید ہو چکے ہیں جن میں ایک کثیر تعداد بچوں اور عورتوں کی ہے جب کہ مزید شہادتیں بھی جاری ہیں۔ ماہرین کے مطابق اس حملے میں سیرن اور کلورین نامی گیسز کا استعمال کیا گیا۔ بشار قصائی اور روس کے اس سفاکانہ حملے نے تقریباً پانچ سال قبل غوطہ میں کیے گئے بشاری فوج کے کیمیائی حملے کے زخم بھی ہرے کر دیے جس میں سیکڑوں افراد شہید اور ہزاروں متاثر ہوئے۔

کیمیائی ہتھیاروں کا بہانہ بنا کر عراق پر حملے کرنے والا امریکہ بھی اس پر خاموش ہے (اگرچہ دنیا کو دکھانے کی خاطر ایک محدود میزائل حملہ کیا گیا ہے جس کی حقیقت اگلی سطور میں واضح کی جائے گی) اور عالمی قوتوں کی لونڈی اقوامِ متحدہ 'جسے بلا تردد ''اقوامِ ملحدہ'' ہی کہنا چاہیے' بھی چپ سادھے بیٹھی، تماشا دیکھ رہی ہے۔ ادھر ویٹو رکن روس بھی اپنی پوری قوت کے ساتھ بشار کے شانہ بشانہ ناصرف اس جنگ میں شریک ہے بلکہ اس کا سرپرست بھی ہے۔ دوسری طرف چین جیسا ''پرامن'' سمجھا جانے والا ملک بھی خفیہ طور پر بشار کو عسکری و سیاسی مدد فراہم کر رہا ہے۔ یہ سب دیکھتے ہوئے کم از کم ایک باشعور و غیرت مند مسلمان کو زیبا نہیں دیتا کہ وہ مزید کسی عالمی قوت یا ان کے مقامی حواریوں سے کسی قسم کی خیر کی امید رکھے۔

سرزمینِ شام میں جہاں امریکہ و روس 'اسلام مخالف اقدامات میں متحد نظر آتے ہیں وہیں بعض اوقات آپسی مفادات کی جنگ میں ایک دوسرے کے مقابل اور حریف بھی دکھائی دیتے ہیں۔ امریکہ شامی مسئلے کو روس کے خلاف اپنے فائدے کے لیے استعمال کر رہا ہے اور ساتھ ساتھ بشار مخالف مزاحمتی قوتوں کو بھی رام کرنے کی کوششوں میں ہے تاکہ مستقبل میں اسرائیل کے پڑوس میں کسی اسلامی امارت کے قیام کو روکا جا سکے۔ اس لیے میڈیا پر مسلسل اس ایشو کو اپنے حق میں استعمال کرنے والا امریکہ پہلے تو ہر معاملے میں صاف بچتا آیا ہے مگر اب حالیہ کیمیائی حملوں کے بعد بڑھتے پریشر نے امریکہ کو بشار الاسد کے خلاف اقدامات پر مجبور کر دیا۔

دوسری طرف ٹرمپ بھی روس کے معاملے میں نرمی والے الزام کو رد کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے اُس نے اپنی عسکری ٹیم سے مشورے اور بعض صحافیوں کے مطابق روس کو مکمل اعتماد

میں لینے کے بعد ۷ اپریل کو صبح کے وقت حمص کے ''الشعیرات ایئر بیس'' پر ٹام ہاک میزائیلوں سے محدود حملہ کیا ہے۔ اگرچہ امریکی عسکری ذرائع ۲۰ کے قریب جہازوں کے تباہ ہونے کا عندیہ دے رہے ہیں مگر دوسری طرف غیر جانب دار میڈیا صرف ۹ طیاروں کی تباہی کی خبر دے رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مجاہدین ذرائع اور مزاحمت کے حامی دیگر صحافیوں نے کئی گھنٹے پہلے ہی خبر دینی شروع کر دی تھی کہ بشار الاسد نے اپنے تمام اہم ایئر بیسز اور عسکری اڈے خالی کر دیے ہیں۔ صدارتی و عسکری کمان دانوں کے خاندانوں اور کیمیائی و دیگر اہم ہتھیار رات کو ہی لبنان منتقل کر دیے گئے۔ بعد میں ذرائع ابلاغ کے رسمی مصادر سے تصدیق اور مزید تفصیلات کے آنے کے بعد یہ واضح ہوا کہ امریکہ نے روسی حکام کو پہلے سے ہی اس محدود حملے اور ہدف کی خبر کر دی تھی جس سے فوراً بشار کی عسکری قیادت کو متنبہ کر دیا گیا اور اسدی افواج نے ایئر بیس کو خالی کر دیا البتہ چند طیارے باقی رہے۔ روس کو حملوں سے پہلے اطلاع دینے کی تصدیق خود امریکی حکام نے کی ہے۔

اصل میں ''الشعیرات ایئر بیس'' دوسرے شامی ایئر بیسز کے مقابلے میں چھوٹا ایئر بیس ہے۔ اس پر زیادہ سے زیادہ بیس طیارے عام حالات میں موجود ہوتے ہیں جب کہ دوسرے شامی ایئر بیسز پر ۶۰، ۴۰ یا اس کے لگ بھگ طیارے موجود ہوتے ہیں۔ عموماً شامی ایئر بیسز پر موجود اکثر طیارے آپریشنل حالت میں نہیں ہوتے کیونکہ پچھلے پانچ سال کی مسلسل مزاحمت و جہاد کی وجہ سے شامی ایئر فورس تباہ حال ہو چکی ہے۔ اب اس کا انحصار چند درجن ہیلی کاپٹروں اور اتنے ہی طیاروں پر ہے باقی تمام تر فضائی مدد روس فراہم کر رہا ہے۔ الشعیرات ائیر بیس کے متعلق ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اس ایئر بیس پر مرمت کے لیے طیارے لائے جاتے ہیں مگر امریکی انتظامیہ جان بوجھ کر اس ایئر بیس کو حالیہ کیمیائی حملوں میں استعمال کیا جانے والا واحد ایئر بیس قرار دے رہی ہے۔

جیسا کہ اوپر ہم نے ان کیمیائی حملوں پر امریکہ کے ردِ عمل کو خاموشی سے تعبیر کیا ہے تو حقیقت بھی یہی ہے کہ امریکہ نے اپنے ۵۹ ٹام ہاک میزائل جس ایئر بیس پر مارے ہیں وہ پہلے سے ہی خالی ہو چکا تھا۔ اس پر چند ناکارہ طیارے موجود تھے جب کہ فضائی و سیکورٹی عملے کی تعداد بھی نہ ہونے کے برابر تھی جس کی وجہ سے صرف ۶ فوجی ہلاک ہوئے۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق صرف ۲۱ میزائل ہی ایئر بیس تک پہنچ پائے جب کہ ایئر بیس کے ہینگرز خالی کرائے جا چکے تھے اور تمام اہم ہتھیار، اکثر آپریشنل طیارے اور عملہ محفوظ مقامات کی طرف منتقل ہو چکا تھا اور چند آپریشنل طیارے ہی ہدف بنے۔

یہ اطلاعات جہاں ہمیں مختلف آزاد ذرائع سے ملیں وہیں خود امریکی، روسی و اسدی افواج کے قریبی ذرائع نے بھی ان خبروں کی تصدیق کی ہے۔ خان شیخون کے قریبی ائیر بیسز کو چھوڑ کر حمص کے دور دراز کے ائیر بیس کو نشانہ بنانے کا مقصد یہی تھا کہ اگر کسی قریبی ایئر بیس کو نشانہ بنایا گیا تو اس کا لازمی فائدہ شامی مزاحمت کو ملے گا کیونکہ حماہ میں ہی مجاہدین کا آپریشن جاری ہے جس سے روس و ایران تو کیا خود امریکہ بھی حد درجہ خائف ہے۔ یہ حقیقت بھی مدِ نظر ہونی چاہیے کہ خود امریکہ ایک ہفتے میں الرقہ اور دوسرے علاقوں پر بمباری میں ۵۰۰ سے زائد مسلمانوں کو شہید اور زخمی کر چکا ہے جب کہ اس سے پہلے ایک ہفتے میں ہزار سے بھی زیادہ افراد امریکی حملوں کا نشانہ بنے۔

جہاں تک حالیہ امریکی حملے کا تعلق ہے تو یہ جان لینا چاہیے کہ اس حملے کا حقیقی مقصد تو ٹرمپ کا اوبامہ کے مقابلے میں اپنی انفرادیت کا اظہار اور شامی مسئلے پر نام نہاد مسیحا کا کردار ادا کرتے ہوئے دنیا کو مزید دھوکہ دینے کے سوا کچھ نہ تھا۔ ان حملوں سے جہاں امریکہ کو شام میں اپنی موجودگی کا جواز ملے گا وہیں روسی افواج بھی امریکی مداخلت کا بہانہ بنا کر اپنی کاروائیاں جاری رکھیں گی۔

بلکہ بعض تجزیہ نگاروں کے مطابق ان امریکی حملوں کے جواب میں شامی عوام پر روسی اور اسدی افواج کے حملے مزید بڑھ جائیں گے۔ ۷ اپریل کو ہی روسی اور اسدی فضائی افواج نے ادلب میں صبح کے وقت الحیش نامی گاؤں پر شدید بمباری کی جس میں درجنوں عام بچے اور بڑے زخمی و شہید ہوئے۔ عین اس وقت جب یہ سطور لکھی جا رہی ہیں روسی اور اسدی فضائیہ کیمیائی حملوں کا نشانہ بننے والے شہر 'خان شیخون' پر دوبارہ بمباری میں مصروف ہے۔

ہر عام شامی بچہ بھی اپنے اوپر جاری مصائب کا حل عالمی قوتوں کی شام سے بے دخلی، بشار الاسد سے نجات اور شام میں نو فلائی زون کے قیام کو سمجھتا ہے مگر امریکہ اور روس بھول کر بھی نو فلائی زون کے قیام پر بھی متفق نہیں ہوں گے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ نو فلائی زون کا مطلب شامی مزاحمت کاروں کی کامیابی ہے جو تمام عالمی قوتوں کو قطعاً قبول نہیں، اور بالفرض اگر ایسا کوئی منصوبہ قبول بھی کیا گیا تو وہ عارضی اور ناقابلِ عمل ثابت ہو گا۔

روافض اور عالمی کفار کی تمام تر سازشوں اور ظلم کے باوجود الحمدللہ مجاہدین بھی اپنے مورچوں میں ڈٹے ہوئے ہیں اور شام کی سنی عوام بھی تمام تر مصائب جھیلنے کے باوجود ان کے ساتھ کھڑی ہیں۔ مجاہدین نے حماہ، دمشق، لاطاکیہ، درعا وغیرہ میں نئے محاذ کھول دیے ہیں، جن کی بڑھتی تپش سے اسدی و ایرانی ملیشیات اور روسی آقا تک بدحواس ہو چکے ہیں۔ ادھر القلمون میں بھی داعش اور اسدی افواج کے خلاف مشترکہ آپریشن شروع کیا گیا ہے جس میں اہم کامیابیاں حاصل کی گئی ہیں۔

عسکری صورت حال پر اک نظر:

نئے گرم ہوتے محاذوں میں سرِ فہرست حماہ کا محاذ ہے جہاں ''قل اعملوا'' آپریشن کے آغاز کے صرف ایک دن میں مجاہدین نے ۱۰۰ کلو میٹر سے بھی زیادہ علاقہ آزاد کروا لیا۔ اگلے چند

دنوں میں آزاد کروائے جانے والا علاقہ کہیں بڑھ چکا تھا۔ صوران اور خطاب سمیت کئی سٹریٹجک اہمیت کے حامل شہر اور علاقے آزاد کروائے گئے۔ ھیئۃ تحریر الشام اور دوسرے مزاحمتی گروہوں نے اچانک اور تیز رفتار حملوں سے اسدی افواج کی مضبوط دفاعی لائن کو کچل کر رکھ دیا یہاں تک کہ آپریشن کے ابتدائی دو دنوں میں ہی مجاہدین حماہ شہر سے ۴ کلومیٹر دور پہنچ چکے تھے اور چند چیک پوسٹوں اور دفاعی مورچوں کے علاوہ کوئی رکاوٹ درمیان میں حائل نہ تھی۔ ادھر حماہ شہر کو دفاعی گھیرے میں لیے ہوئے اہم ترین سٹریٹجک مقامات یعنی حماہ ایئر بیس، قمحانہ شہر اور زین العابدین نامی پہاڑیاں بھی مجاہدین کے براہ راست حملوں کی زد میں آگئیں۔

دوسری طرف احرار الشام و دیگر مجاہد مجموعات نے بھی حماہ کے دیہاتی علاقوں میں محردہ کے قریب چند علاقوں پر حملہ کیا جس سے اسدی افواج کی توجہ منتشر ہوئی مگر اس کا خاطر خواہ فائدہ اس وقت نہ ہو سکا جب اسدی افوج نے دیگر تمام محاذوں سے بھاری کمک اور مزید رافضی ملیشیات و روسی فوجیوں کی مدد سے جوابی آپریشن شروع کر دیا۔ ادھر احرار الشام کے مجاہدین بھی اپنا حملہ آگے بڑھانے میں ناکام رہے۔ دوسرے مجموعات بھی آپس میں مثالی رابطے کی کمی اور مزید محاذ نہ کھولنے کی وجہ سے کچھ دنوں کے لیے دفاعی پوزیشن پر چلے گئے۔ اس عرصے میں روسی اور اسدی فضائیہ بھی روزانہ ایک ایک علاقے پر درجنوں فضائی حملوں کے ساتھ زمینی رافضی لشکروں کی مدد کو آن پہنچیں۔ جب معاملہ پھر بھی کفریہ قوتوں کے ہاتھ میں نہ آیا تو روسی اور اسدی فضائیہ اور آرٹلری 'مجاہدین کے مفتوحہ شہری علاقوں میں عام آبادی پر بمباری میں مصروف ہو گئیں۔

ادھر بہادر امریکہ بھی اپنے ڈرونز اور ہیل فائر میزائیلز کے ساتھ اسلام کے خلاف جنگ میں اپنے غیر اعلانیہ اتحادیوں کی مدد کو آن لپکا۔ امریکی ڈرونز نے ھیئۃ تحریر الشام کی قیادت اور مجاہدین کی گاڑیوں کو ڈرونز سے نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں متعدد جہادی رہنما اور عام مجاہدین شہید اور زخمی ہو گئے۔ یہاں روس اور بشار بھی خاموش بیٹھنے والے نہیں تھے اور انہوں نے پوائنٹ سکورنگ میں نئے ریکارڈ قائم کرنے کی غرض سے امریکہ کو پیچھے چھوڑتے ہوئے عام آبادی پر کیمیائی حملے شروع کر دیے۔ اس تمام تر صورت حال کا فائدہ بشار کو پہنچا جس نے رافضی ملیشیات کو مجتمع کر کے کاؤنٹر آپریشن (جوابی حملے) کا آغاز کیا جسے شدید بمباریوں اور تمام مجاہدین کی متحد قیادت و منظم ترتیب کے نہ ہونے کی وجہ سے ابتدائی طور پر کچھ کامیابی ملی اور خطاب و معردس جیسے اہم قصبوں کو واپس لے لیا گیا۔ مگر مجاہدینِ ھیئۃ تحریر الشام نے شدید جوابی حملے کے بعد معردس نامی اہم قصبے کو دوبارہ آزاد کرا لیا۔

اس کے بعد معردس سے آگے بڑھتے ہوئے شامی رافضیوں کے اہم ترین عسکری گروپ ٹائیگر فورسز پر کار بم حملہ کیا جس میں درجنوں رافضی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے جب کہ کئی بڑے فوجی افسر بھی مردار ہوئے۔ مجاہدین نے معردس کے قریب المامن نامی علاقے پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا ہے جب کہ زین العابدین پہاڑی کے قریب ایک اور اہم پہاڑی مقام ''کفر راع'' کے قریب پہنچ چکے ہیں، اس کے علاوہ جبل کفر راع اور قمحانہ کے قریب نقطہ ۵۰ نامی چیک پوسٹس اور مورچوں کو بھی آرٹلری سے نشانہ بنایا گیا۔ آپریشن کے آغاز سے ہی حماہ ایئر بیس ہر ایک دو روز بعد مسلسل درجنوں گراڈ میزائیلوں سے نشانہ بنایا جاتا ہے جب کہ خان شیخون کے کیمیائی حملوں کے بعد انتقام لیتے ہوئے مجاہدین کے مختلف مجموعات نے کئی اسدی عسکری پوزیشنز کو میزائلوں، مارٹرز اور آرٹلری سے نشانہ بنایا۔

واضح رہے کہ حالیہ لڑائیوں میں ہلاک ہونے والے رافضی فوجیوں میں ایک بہت بڑی تعداد شامی، ایرانی، عراقی (حشد ملیشیات) اور لبنانی (حزب اللہ) فوج اور ملیشیات کے بڑے افسروں کی ہے جن کی مکمل تعداد کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ حالیہ حملوں میں مردار ہونے والے افسروں میں ایک بڑی تعداد ایرانی انقلابی فورسز کے اعلیٰ افسران کی بھی ہے۔

۱۹ مارچ کو مجاہدینِ ھیئۃ تحریر الشام، احرار الشام و دیگر مجاہدین نے مل کر دمشق شہر میں سنی مسلمانوں کے دو محصور علاقوں کو آپس میں جوڑنے کے لیے جوبر کا محاذ کھول دیا۔ حملے کی ابتدا تحریر الشام کے دو استشہادی حملوں سے ہوئی۔ انغماسی (تعارض کرنے والے) مجاہدین نے شدید حملہ کرتے ہوئے بڑے علاقہ پر قبضہ کر لیا اور اگلے ایک دو دن میں دونوں محصور علاقوں کو آپس ملا دیا۔ اگرچہ مجاہدین وہاں محصوری کی حالت میں ہیں جس کی وجہ سے لڑائی مسلسل جاری ہے مگر کبھی درمیان علاقے پر مجاہدین قبضہ کر لیتے ہیں اور کبھی بشاری ملیشیات دوبارہ کچھ علاقے کو واپس چھین لیتی ہیں۔ لیکن الحمد للہ یہ محاذ کھولنے سے اسدی ملیشیات اب ایک اور محاذ پر مصروف ہو گئی ہیں، الغوطہ دوسری طرف جاری اسدی افواج کے آپریشن میں بھی خاطر خواہ کمی آئی ہے اور اب دونوں جانب سے بشار الاسد کو جواب دیا جارہا ہے۔

سب سے اہم بات یہ کہ اب لڑائی دمشق شہر کے وسطی علاقوں میں پہنچ چکی ہے اور پہلی دفعہ دمشق کی گلیوں میں ایسی شدید لڑائی دیکھی گئی جس کی وجہ سے بشار کو گلیوں، سڑکوں اور مرکزی چوراہوں میں ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں لانی پڑیں جن میں سے درجن بھر تباہ ہو گئیں جب کہ اب بھی اسدی افواج کے نقصانات کا سلسلہ جاری ہے۔ اس محاذ پر بھی ہلاکتوں کی تعداد سیکڑوں میں جا پہنچی جن کی کمی پوری کرنے کے لیے خصوصی طور پر عراق کی بدنام زمانہ 'الحشد ملیشیا' کے بھی چند دستوں کو بلایا گیا مگر مجاہدین اب بھی دمشق میں ہی بشار کے لیے دردِ سر بنے ہوئے ہیں اور محصوری کی سی حالت میں بھی بجائے دفاعی پوزیشن میں آنے کے مسلسل حملہ آور قوت کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

اس محاذ پر مجاہدین کے ہاتھوں درجنوں اسدی فوجی افسر اور اہل کار بھی گرفتار ہوئے جب کہ صرف پہلے ۲۴ گھنٹوں کے آپریشنز میں ۴۴ فوجی اہل کار اور ۹ افسران مجاہدین کے ہاتھوں

گرفتار ہوئے۔اب بھی یہ معرکہ اپنی پوری شدت سے جاری ہے۔اسدی اور روسی فضائیہ بھی بم باری کر رہی ہیں مگر مجاہدین خداتعالیٰ کے حکم سے اپنے دفاع کے ساتھ ساتھ مختلف نوعیت کے حملے جاری رکھے ہوئے ہیں جن میں متعدد فدائی حملے بھی شامل ہیں۔

ادھر چند ہفتے قبل شروع ہونے والا درعا آپریشن واحد آپریشن ہے جو بغیر کسی ناکامی کے مسلسل آگے بڑھ رہا ہے۔اگرچہ شہری علاقہ ہونے کی وجہ سے مجاہدین کو پیش قدمی میں کافی مشکلات کا سامنا ہے مگر پھر بھی اسدی افواج اور فضائیہ کی تمام تر کوششوں اور اردن کی تمام تر منافقت کے باوجود مجاہدین سست روی سے ہی سہی آگے ہی بڑھ رہے ہیں۔درعا آپریشنز کے ابتدائی ایام میں مجاہدین نے درعا کے ضلع المنشیہ کے ایک بڑے حصے پر قبضہ کر لیا تھا اور پھر آہستہ آہستہ آگے پیش قدمی جاری رہی اور ۶ اپریل کو ایک زوردار فدائی حملے کے فوراً بعد مجاہدین نے حملہ کرتے ہوئے شدید لڑائی کے بعد مزید ۲۰ عمارتوں پر قبضہ مستحکم کر لیا۔ان میں سیاسی، سیکورٹی، فضائی اور دوسرے عسکری ہیڈکواٹرز بھی شامل تھے۔اب مجاہدین المنشیہ ضلع کے آدھے سے زیادہ رقبے پر کنٹرول حاصل کر چکے ہیں اور لڑائی ابھی جاری ہے۔المنشیہ کا آزاد کردہ تمام تر علاقہ انہی چند ہفتوں میں ہی آزاد ہوا ہے۔

مشرقی القلمون میں شامی مزاحمت کار اور مجاہدین، داعش اور اسدی افواج کی جانب سے ایک سے زائد جگہوں پر محصور ہو چکے ہیں مگر حال ہی میں مزاحمت کاروں اور مجاہدین نے آگے بڑھتے ہوئے داعش کے ایک بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا اور دوسری جانب اسدی افواج کے بھی متعدد علاقوں میں پیچھے دھکیلا گیا ہے جس کی وجہ سے مزاحمت کار محصور علاقوں سے چند کلو میٹر ہی دور رہ گئے ہیں۔الباب کو فتح کرنے کے بعد کردوں کو بچانے کے لیے روس، ایران اور بشار میدان میں آ گئے ہیں اور ترکی اور کردوں کے درمیانی علاقوں پر کنٹرول سنبھال لیا ہے۔

ترکی نے الباب کی فتح کے بعد اپنا آپریشن ختم کر دیا ہے اور داعش کے خلاف جاری آپریشن کی کمان ایک طرف سے روسی قیادت میں رافضی افواج سنبھال رہی ہیں، جنھوں نے چند دنوں میں ایک بڑے علاقے پر قبضہ بحال کیا ہے، جب کہ دوسری جانب سے امریکی قیادت میں کرد تنظیموں نے الرقہ کے گرد گھیر مزید تنگ کر دیا ہے۔داعش کے زیرِ قبضہ الطبقہ ڈیم پر امریکی و کرد افواج کی بم باری کی وجہ سے طبقہ ڈیم کی صورتحال بہت گھمبیر ہو چکی ہے اور داعش نے اس ڈیم کے عملے کی جانب سے الرقہ اور دیگر قریبی علاقوں و صحافیوں کو تنبیہ جاری کی ہے کہ اگر مزید بم باری جاری رہی تو ڈیم ٹوٹ سکتا ہے جس سے لاکھوں کی آبادی ملیامیٹ ہو جائے گی۔اگرچہ عالمی میڈیا میں یہ بات منظرِ عام پر آنے کے بعد امریکہ نے الطبقہ ڈیم پر حملہ روک دیا مگر اس کے قریبی علاقوں میں لڑائی جاری رہی اور داعش اپنے کئی اہم سٹریٹجک مقامات، شاہراؤں سے محروم ہو چکی ہے اور کرد افواج الرقہ کے قریب پہنچ چکی ہیں۔

حماہ اور دیگر جگہوں پر لڑنے والے مجاہدین کو سہولت اور کمک فراہم کرنے کے لیے مجاہدینِ تحریر الشام، حزبِ اسلامی ترکستان و دیگر مجاہدین نے ساحلی علاقوں یعنی اللاذقیہ و انطاکیہ میں بھی ''فأنكم غالبون'' کے نام سے نئے آپریشن کا آغاز کیا ہے۔نئے آپریشن کا آغاز جبل الاکراد میں اسدی فوجی مورچوں و دیگر دفاعی مواقع پر بم باری اور حملوں سے کیا گیا۔ مجاہدین کے شدید حملے سے اسدی افواج کا آپریشن روم مکمل طور پر تباہ ہو گیا اور کثیر تعداد میں اسدی افسر اور ملیشیا عناصر ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

یہ علاقہ اپنے سخت، پہاڑی، ناہموار اور ناموافق میدانِ جنگ کی وجہ سے معروف ہے۔اس لیے مذکورہ علاقے میں پیش قدمی بھی بہت مشکل ہے مگر اللہ کے بھروسے پر مجاہدین نے نئے آپریشن کا آغاز کیا ہے اور پہلے ہی حملے میں رافضی ملیشیات کو کثیر جانی، مالی و عسکری نقصان اٹھانا پڑا۔اس محاذ پر بھی الحمدللہ آپریشن جاری ہے مگر مجاہدین اس آپریشن کی حساسیت کے پیشِ نظر مکمل طور پر احتیاط برت رہے ہیں اور تازہ ترین خبروں کا سلسلہ روک دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ ان شاءاللہ جلد ہی نئی فتوحات کی خوش خبریاں ملیں گی۔

ھیئۃ تحریر الشام کی تاسیس کے بعد مجاہدین و قائدین کے پیشِ نظر سب سے اہم ہدف تمام اہم محاذوں پر اسدی افواج و ملیشیات کے خلاف جنگ کی چنگاریوں اور شعلوں کو پھر سے بھڑکانا تھا تاکہ شام میں ایرانی، لبنانی و اسدی ملیشیات کو مکمل طور پر مصروف کر کے نا صرف حلب جیسے مزید سانحات سے بچا جائے بلکہ مزید نئے علاقوں کو فتح کیا جا سکے۔ایسے وقت میں جب شام ہی نہیں پوری دنیا میں شامی مسئلے کو لے کر مجاہدین اور دیگر مزاحمت کاروں کو صرف ایک راستے یعنی سیاسی و مذاکراتی حل کی طرف ہی بلایا جا رہا تھا ایسے میں مجاہدینِ ھیئۃ تحریر الشام اور ان کے دیگر معاون مجموعات نے مل کر اس دھوکے کی حقیقت واضح کرنے کی ٹھانی تاکہ مجاہدین کو دوبارہ مذاکراتی میز سے محاذِ جنگ کی طرف لایا جائے۔

الحمدللہ ھیئۃ تحریر الشام کی تاسیس کے چند دن بعد ہی مجاہدین نے اردن اور اردن نواز نام نہاد مزاحمتی گروہوں کی تمام تر کوششوں کے باوجود درعا میں رافضی ملیشیات کے خلاف آپریشن ''معركة الموت ولا المذلة'' شروع کر دیا۔اس کے بعد دوسرا آپریشن ''يا عباد الله اثبتوا'' دمشق میں جوبر کے علاقے میں شروع ہوا اور تیسرا آپریشن ''وقل اعملوا'' حماہ جب کہ چوتھا اور تازہ ترین آپریشن ''فأنكم غالبون'' اللاذقیہ (جبل الاکراد) میں شروع ہوا ہے۔

مجاہدین کے ان تازہ ترین آپریشنز نے جہاں شیعہ ملیشیات کو بھرپور عسکری، جانی اور مالی خسائر سے دوچار کیا ہے، وہیں عالمی قوتوں کی امیدوں پر بھی پانی پھیر دیا ہے۔امریکہ و روس جو شام میں اپنے اپنے مفادات کے حصول کے لیے مختلف گروہوں کو مدد فراہم کر رہے ہیں دونوں اس ہدف میں متحد ہیں کہ خالص اسلامی قوتوں کو ختم کیا جائے اور شامی عوام کے دلوں میں ان سے نفرت پیدا کی جائے تاکہ ملکِ شام کا انتظام و انصرام تا دیر عالمی منصوبوں

کے مطابق ہی چلایا جاسکے۔ مگر بھلا ہو مجاہد قیادت اور علمائے حقہ کا کہ جنہوں نے ان سازشوں کا ادراک کرتے ہوئے تمام مجاہد مجموعات کو مذاکراتی بھول بھلیوں سے ہٹ کر میدانِ جنگ کی طرف بلانا شروع کر دیا۔

اگرچہ کچھ مزاحمتی گروہ اب بھی تمام محاذوں پر لڑائی بجا کرنے کے لیے لیت و لعل سے کام لے رہے ہیں مگر وللہ الحمد کہ آج بیش تر محاذ پوری طرح گرم ہیں اور روافض کو ایک مرتبہ پھر مار پڑ رہی ہے۔ ادھر ان کے عالمی آقا بھی بدحواس ہو چکے ہیں اس لیے شامی مزاحمت کاروں اور شامی عوام کو خوف، رعب یا امید و لالچ میں رکھنے کے لیے سیاسی و عسکری تمام حربے استعمال کر رہے ہیں مگر شکست انہی کا مقدر ہے جو انہیں شام کے حالیہ منظر نامے میں صاف دکھائی دے رہی ہے۔

دنیا بھر کی رافضی قوتیں اس وقت پوری طرح متحرک ہیں، پچھلی چند دہائیوں سے شروع ہونے والا ان کا ولایتِ فقیہ کا مکروہ منصوبہ اپنے آخری مرحلے میں آن پہنچا ہے مگر شومئ قسمت کہ سوویت یونین کی افغانستان مداخلت کی طرح کی غلطی دہراتے ہوئے عالمی روافض بھی شام میں داخل ہوئے اور آج ان کا حشر دنیا کے سامنے ہے۔ مجاہدین کی مسلسل مزاحمت اور تباہ کن حملوں نے رافضی لشکروں کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ بشار الاسد کی افواج کی حیثیت اب ایک ملیشیا سے بڑھ کر کچھ نہیں جب کہ ایران، لبنان، افغانستان اور پاکستان سے آنے والے رافضی قافلے بھی براہ راست جہنم واصل کیے جا رہے ہیں۔ روزانہ کے حساب سے درجنوں تابوت آبائی علاقوں میں روانہ کیے جا رہے ہیں اور روافض کی پچھلی کئی دہائیوں سے جمع کی گئی معاشی و عسکری قوت بھی پوری طرح خرچ ہو رہی ہے۔ اگر شام اور عراق میں روس اور امریکہ ان کی مدد کو نہ لپکتے تو ایرانی رافضی سلطنت آج اپنے زخموں سے کراہ رہی ہوتی۔

روافض کو پیوٹن، اوباما و ٹرمپ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ جنہوں نے روافض کی گرتی ساکھ کو سنبھال لیا اور اپنے تمام تر فضائی اور زمینی فوجوں اور آلاتِ حرب کے ساتھ ان کی پشت پر آکھڑے ہوئے کیونکہ عالمی قوتیں حقیقی اسلام کے خلاف جاری اس جنگ میں روافض سے ابھی بہت سی خدمت لینا چاہتے ہیں۔

مسلم خطوں میں جہاں ایجنٹ حکمرانوں اور ریاستی افواج نے عالمی قوتوں کے کفریہ منصوبوں کی اپنے خون و وفاداری سے آبیاری کی ہے وہیں روافض 'اہل السنہ سے اپنی ازلی دشمنی کی بنیاد پر طواغیت سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے ہیں۔ شکر مگر اس بات کا ہے کہ جن روافض نے ابھی مسلم خطوں میں مزید شر پھیلانا تھا انہیں شام، عراق و یمن میں مجاہدین کی جانب سے بھرپور جواب ملا جس کی وجہ سے دوسرے خطوں میں بڑھتے ان کے قدم بھی رک گئے ہیں۔ اب تمام عالم کے رافضی لشکر مذکورہ محاذوں اور خاص طور پر شام میں اپنی بربادی کا حشر ہوتے دیکھ رہے ہیں۔

جس طرح افغان مجاہدین نے پہلے روس اور اب امریکی استبداد کے سامنے بند باندھ کر پوری امتِ مسلمہ تک ان کے پھیلتے ناپاک اثرات کو بڑی حد تک دور کر دیا بالکل اسی طرح شامی مسلمانوں نے بھی رافضیوں کی خباثت کو دیگر مسلم خطوں تک پہنچنے سے روک دیا ہے۔ ان عظیم احسانات پر پوری امتِ مسلمہ کو افغانی و شامی مجاہد عوام کا احسان مند اور اپنی مقدور بھر کوششوں کے ساتھ ان کا معاون و مددگار ہونا چاہیے۔ اللہ جل شانہ شام و عراق کے مسلمانوں بلکہ پوری امتِ مسلمہ کو روافض اور دیگر کفارِ عالم و منافقین کے شرور سے پناہ اور مجاہدین کو ان سب پر غلبہ عطا فرمائیں، آمین۔

حقیقی دہشت گرد کون؟!

اگر آپ حالات حاضرہ سے واجبی تعلق رکھتے ہیں تو آپ میں سے اکثر احباب یہ جانتے ہوں گے کہ ۲۲ مارچ کو لندن میں ایک حملے میں ۵ لوگ ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے ہیں۔ لیکن اگر آپ حالات حاضرہ میں دلچسپی لینے والے ہیں تو پھر بھی آپ میں سے اکثر بھائی یہ نہیں جانتے کہ ملک شام میں امریکہ کی بم باری میں ایک سکول کے ۳۰ سے زائد بچے شہید اور کئی زخمی ہو گئے جب کہ چند روز قبل شام کے شہر ادلب میں ایک مسجد پر بم باری میں ۷۰ نمازی شہید اور ۲۰۰ کے لگ بھگ زخمی ہوئے اور شام کے ایک شہر رقہ میں ایک ہفتے کے دوران میں بم باری میں ۱۰۰ سے زائد عام شہری شہید ہو گئے۔

صرف امریکی حملوں میں عراق و شام میں مجموعی طور پر ایک ہفتے میں ایک ہزار (۱۰۰۰) سے زائد افراد اور آج موصل میں ۲۵۰ سے زائد عام شہری شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ صرف وہ تازہ اعداد و شمار ہیں جو میرے ذہن میں محفوظ رہ گئے ورنہ امریکہ، روس، فرانس، برطانیہ وغیرہ کی طرف سے ایسے درجنوں فضائی حملے کئی اسلامی ملکوں میں روزانہ کے حساب سے ہوتے ہیں۔ ان حملوں میں عموماً سکولوں، ہسپتالوں اور عام آبادی کو نشانہ بنایا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں ہونے والا جانی نقصان بھی اعداد و شمار کی حدود سے بڑھ کر ہوتا ہے۔

لاکھوں عام شہریوں کو قتل کرنے والے شامی صدر ''بشار الاسد'' کو بچانے کے لیے روس میدان میں کودا اور قتلِ عام کا شکار شہدا کی تعداد بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ادھر امریکہ کسی ممکنہ اسلامی انقلابی حکومت کے قیام سے خائف اپنے فضائی لشکروں کے ہمراہ وارد ہوا تو چشم فلک نے ان مہذب ترین ریاستوں کی جانب سے ''باغیوں'' کے نام پر شہریوں کے ساتھ کیے جانے والے مظالم کا مشاہدہ کیا جسے دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ہمت مین سٹریم میڈیا میں بھی مفقود ہے۔ 'پے رول میڈیا' جس شدت پسند گروہ یعنی ردِ عمل کا شکار داعش کا راگ الاپ رہا ہے اس کے جرائم عالمی ساہوکاروں اور ان کے زر خریدوں کے مقابلے میں ہیچ معلوم ہوتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۱۰۷ پر)

شام کی الم ناک صورت حال اور خاموش تماشائی مسلمان

ابن سعید نعمانی

سر زمینِ انبیاء، قبلہ اول، ملک شام ۱۹۴۶ء میں آزاد ہو کر بھی آج تک آزاد نہ ہو سکا۔ مسلسل انقلابات کی زد میں رہنے کے بعد ۱۹۷۰ء میں ایک آدم خور درندہ صفت شخص نے عنانِ حکومت سنبھالی اور عوام کی زندگی اجیرن بنادی۔ ۲۰۰۰ء کے وسط میں اس بڑے ظالم کے بعد اس کا جانشین بر سراقتدار آیا اور قتل و غارت گری کا بازار گرمادیا، یوں گزشتہ ۴۵ سال سے باپ بیٹا ملک شام کے سیاہ و سفید کے مالک چلے آرہے ہیں۔ بشار الاسد کو آج چھ سال ہونے کو آئے ہیں، ایک تسلسل کے ساتھ عوام کو ذبح کیا جارہا ہے۔ عالمی پابندیوں اور تنبیہات کے باوجود کیمیائی ہتھیاروں کا بے دریغ استعمال جاری ہے۔ ایک عرب دانش ور کے بقول:

"بشار الاسد جس تسلسل کے ساتھ عوامِ شام کو تہ تیغ کر رہا ہے، شاید سینما کی فلم میں اتنی کثرت سے قتل ہوتے نہ دیکھے گئے ہوں"۔

شام کی عوام ایک ڈکٹیٹر شپ کی قہرمانیوں کی زد میں ہے، ان کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے، شیطنت کا علمبردار ایک سرکش حاکم ان کے لیے عذاب بن کر مسلط ہے۔ اب تک لاکھوں لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہے اور اس قتل عام سے کسی بھی طور پر متاثرہ خاندانوں اور افراد کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے، سیکڑوں افراد ملک اور بیرون ملک ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے، بے شمار گھروں کو منہدم کر کے اور اجاڑ کر ویرانیوں کو بسادیا گیا، ایسے افراد تو بے شمار ہیں جو بشار کی انا کا شکار ہو کر زندگی کی بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ شام کا خوبصورت ترین شہر حلب روشنیوں سے جگمگا رہا تھا، وہاں کی عوام اس طرح خوش حالی کی زندگی گزار رہی تھی، گویا حلب ہی ان کی جنت ہے، ان کے چہرے ہمہ وقت فرحت و مسرت سے لبریز تھے؛ مگر یہ کیا کہ اچانک بُوئے گل لے گئی بیرُونِ چمن رازِ چمن کیا قیامت ہے کہ

خود پُھول ہیں غمازِ چمن عہدِ گل ختم ہُوا

ٹوٹ گیا سازِ چمن اُڑ گئے ڈالیوں سے زمزمہ پردازِ چمن

حلب' شام کا سب سے بڑا شہر ہے، یہ شہر عالمِ اسلام کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے، کئی مسلم سلاطین جیسا کہ سلطان عماد الدین زنگی اور ان کے فرزند سلطان نور الدین زنگی کے عہد حکومت میں دار الخلافہ بھی رہا اور آج تک یہ شہر عالمِ اسلام کے اہم ترین مرکزی شہروں میں سے ایک ہے، یہ شہر علوم و فنون، تجارت و سیاست کی اپنی ایک تاریخ رکھتا ہے۔ مشرق وسطیٰ کا قدیم ترین بازار 'مدینۃ السوق' بھی اسی شہر میں ہے، جہاں پتھر سے بنی گلیاں مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ اور شوکتِ گذشتہ کی یاد دلاتی ہیں، سلطان صلاح الدین ایوبی کا مسکن اور صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کا ہیڈ کوارٹر یہی حلب تھا۔

۹۵۵ ہجری میں بنیاد رکھی جانے والی مسجد "جامع اُموی"، کبھی حلب کی دل کشی اور خوب صورتی کی علامت سمجھی جاتی تھی؛ لیکن اب یہی حلب بربادیوں کا نشان اور ویرانیوں کا مرکز ہے۔ بی بی سی عربی کی رپورٹ کے مطابق مارچ ۲۰۱۱ء سے نومبر ۲۰۱۵ء کے درمیان ۲۴۰ اسپتالوں پر ۳۲۶ حملے ہوئے، جس کے نتیجے میں طبّی عملے کے ۶۹۷ ارکان مارے گئے اور تعلیمی ادارے بھی اسی زد میں ہونے کی وجہ سے نئی نسل تعلیم سے محروم ہو رہی ہے، غرض کہ شام' بشار الاسد کی دہشت گردی سے زبر دست عدم استحکام کا شکار ہے۔ لیکن عالمی برادری اس کھلی دہشت گردی پر خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے، زمینی جنگ میں پسپائی کے بعد شامی حکومت نے اپنے دہشت گرد دوست روس کے ساتھ مل کر ستمبر ۲۰۱۵ء سے فضائی حملے شروع کر دیے ہیں، جن میں مبینہ طور پر گزشتہ سال سے رواں سال تک بچوں، عورتوں اور بوڑھوں سمیت ہزاروں شہری ہلاک ہو چکے ہیں۔

ظالم بشار الاسد اور اس کی حلیف طاقتوں نے حلب پر جو انسانیت سوز بم باریاں کی ہے وہ تاریخ میں سفاکیت و درندگی کی بے نظیر مثال ہے۔ مظلوم بیٹی کی فریاد؛ ایسی ہی ایک بم باری کے باعث عمارت کے ملبے سے زندہ بچنے والی اسلام کی باحجاب بیٹی جب باہر آئی تو جو الفاظ اس نے کہے، وہ اسلام کی ساری بیٹیوں کے لیے ایک پیغام ہیں "مجھے ہاتھ مت لگانا میں بالکل ٹھیک ہوں"... اسلام کی بیٹیو! تم شاید غلط دور میں غلط لوگوں کے ہاں پیدا ہو گئی ہو! تمہیں کسی محمد بن قاسم کے زمانے میں ہونا چاہیے تھا۔ کاش تمہیں کوئی حجاج جیسا باحمیت ظالم ہی ملا ہوتا! تم نے حیا، شرم و غیرت سے محروم کن حکمرانوں کے دور میں جنم لیا ہے! جن کے غیرت کے پیمانے سنگ دلی سے بنے ہیں! جو ڈالروں کے عوض عزتیں بیچ دیتے ہیں!

تم میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہوتیں تو نازک آبگینوں کی مانند رکھی جاتیں، تم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور پاتیں تو خلیفہ وقت تمہاری ضرورت کا سامان اپنی پیٹھ پر لاد کر خود پہنچتا... مگر ہاں! اللہ نے تمہیں اس آزمائش کے دور میں پیدا کیا ہے تو تمہیں یہ حوصلہ بھی عطا کیا ہے، تم پر بم برسے! طوفانوں سے بچانے والی چھتیں تم ہی پر اُلٹا دی گئیں، تمہارے بچے تم سے چھین لیے گئے، تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے شوہروں کو کچلا اور باپوں کو مسلا گیا مگر تم حیا و حجاب کا پیکر بنی رہیں... تمہارا گرد آلود عبایا بتا رہی ہے کہ چوٹ تمہیں بھی آئی ہے؛ مگر حیا، تمہاری شناخت ہے، میری عزیز بہنو! غم نہ کرنا مگر دھوکا بھی نہ کھانا! یہاں تمہارے ارد گرد کوئی تمہارا محافظ نہیں!

یہ ہیں وہ الم ناک حالات جن سے آج شامی مسلمان دوچار ہیں: سڑکوں پر بے دریغ قتل عام، گلی کوچوں میں بہتا ہوا لہو، مظلوموں کی دل دوز آہیں، یتیموں اور بیواؤوں کی چیخ و پکار، ملبوں میں دبے نہتے مسلمانوں کی ہچکیاں اور سسکیاں، اپنی آبرو بچانے کی خاطر جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والی بے کس و بے بس مجبور دوشیزاؤں کی خود کشی... کیا یہ دل خرش مناظر ہماری آنکھوں کو اشک بار نہیں کرتے؟ ہمارے مردہ ضمیر کو کچوکے نہیں لگاتے؟ انہیں دیکھ کر دل خون کے آنسوں نہیں روتا؟ کہاں ہے اقوام متحدہ؟ کہاں ہے، مسلم ممالک پر مشتمل فلاحی ادارے؟ اور کہاں ہے امت مسلمہ کی ضخیم تعداد؟ (بقیہ صفحہ ۹۳ پر)

عالمی تحریکِ جہاد کے مختلف محاذ

سعود میمن

تیونس:

تیونس میں مقامی طاغوتی افواج کے خلاف القاعدہ فی مغرب الاسلامی سے منسلک ایک مجموعہ ''کتیبہ عقبہ بن نافع'' جہاد میں مصروف ہے۔

۲۵ مارچ/۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ: القاعدہ فی مغرب الاسلامی کے تیونسی مجموعے کتیبہ عقبہ بن نافع کے مجاہدین نے جبل الشعانبی میں بم حملے میں عسکری گاڑی سمیت تیونسی فوجیوں کے مجموعے کو ہلاک اور زخمی کر دیا۔

۷ اپریل/۱۰ رجب: منطقہ الکاف، مجاہدین نے جبال ورغہ میں تیونسی افواج کی فوجی گاڑی پر بم حملہ کیا جس میں گاڑی تباہ ہو گئی اور متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

صحرائے صحارا کا محاذ:

مالی:

صحرائے صحارا خاص طور پر مالی اور اس کے قریبی ممالک میں صلیبی فرانس اور اس کے حواری مقامی افواج اور حکومتوں کے خلاف القاعدہ فی مغرب الاسلامی سے منسلک جماعت ''نصرت الاسلام والمسلمین'' جہاد کر رہی ہے۔ ذیل میں مذکور تمام خبریں اسی جہادی جماعت نے سرانجام دیں۔

۲۶ مارچ/۲۷ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ: ولایہ موبتی میں مجاہدینِ نصرت الاسلام والمسلمین نے مالی کی فوج کی عسکری گاڑی کو ریموٹ کنٹرول بم حملے میں تباہ کر دیا، حملے میں کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

منطقہ ماسینا، مجاہدین نے افواجِ مالی اور حکومتی ملیشیات پر تباہ کن حملہ کیا، شدید حملے میں درجنوں فوجی ہلاک ہو گئے اور اتنے ہی زخمی ہوئے۔ اس حملے میں حکومتی ملیشیات کی متعدد فوجی گاڑیاں جل کر راکھ ہو گئیں۔ حملے میں مجاہدین کو مختلف انواع و اقسام کے اسلحہ اور سامانِ حرب کے ذخائر مالِ غنیمت میں حاصل ہوئے۔

ولایہ موبتی میں منطقہ جنی، مجاہدین نے طاغوتی افواج کے فوجی مراکز پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا۔ طاغوتی افواج کثیر تعداد میں اسلحہ، عسکری ساز و سامان اور نقدی چھوڑ کر فرار ہوئیں۔

یکم اپریل/۴ رجب: منطقہ دونزا میں برکینا فاسو کی سرحد کے قریب مجاہدینِ نصرت الاسلام والمسلمین نے افواجِ مالی کے فوجی مرکز پر دھاوا بول دیا۔ حملے میں ۳ فوجی ہلاک ہو گئے اور کافی اسلحہ غنیمت میں حاصل ہوا۔

۲ اپریل/۵ رجب: فرانسیسی صلیبی افواج کے مرکز پر حملہ

منطقہ تیسلیت میں مالی کے شمالی علاقے میں مجاہدینِ نصرت الاسلام والمسلمین نے ملٹری بیس اُمشاش کو متعدد گراڈ میزائلوں سے نشانہ بنایا۔ اس عسکری مرکز میں آج کل فرانسیسی صلیبی افواج نے ڈیرہ ڈالا ہوا ہے۔ حملے میں متعدد صلیبی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۵ اپریل/۱۸ رجب:... فرانسیسی صلیبیوں پر حملہ

منطقہ دونزا میں مالی اور برکینا کی سرحد کے قریب گشت کرنے والے فرانسیسی صلیبیوں کے عسکری قافلے کو مجاہدین نے بم حملے کی مدد سے نشانہ بنایا جس میں ایک فوجی گاڑی اپنے تمام سواروں سمیت جل کر راکھ ہو گئی۔ کچھ دیر میں مزید فرانسیسی فوجی تباہ گاڑی سے لاشیں نکالنے کے لیے آئے تو مجاہدین کے کمین حملے کی زد میں آ گئے اور اس دوسرے حملے میں بھی کئی صلیبی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

مشرقی افریقہ کا محاذ:

مشرقی افریقہ کے محاذ میں صومالیہ و کینیا آتے ہیں جہاں قاعدۃ الجہاد فی الشرق الافریقہ یعنی ''الشباب المجاہدین'' کے مجاہدین مقامی طاغوتی افواج اور اس کی معاون ملیشیات و مقامی ریاستوں کی افواج کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ صومالیہ میں حق و باطل کی اس لڑائی میں باطل کی طرف سے امریکہ، کینیا، امیسوم کی متحد افریقی افواج، اقوامِ متحدہ کی نام نہاد امن افواج سمیت اب نام نہادی اسلامی ممالک کی افواج (متحدہ عرب امارت و ترکی) بھی مجاہدین کی جانب سے کسی ممکنہ اسلامی امارت کے قیام کو روکنے کے لیے لڑائی میں مصروف ہیں۔ مندرجہ ذیل تمام خبریں شباب المجاہدین کی جانب سے کی گئی کارروائیوں کی ہیں۔

ارضِ صومال و کینیا:

۱۱ مارچ/۱۲ جمادی الثانی: شالنبود میں مجاہدین نے رات گئے افریقن فورسز اور حکومتی ملیشیا کے عسکری مراکز پر حملے کیے، متعدد ہلاکتوں کی اطلاعات۔

مقدیشو میں مجاہدین نے دارالحکومت کے مضافات میں صومالی فوجی بیرکوں پر تباہ کن حملوں کے بعد کنٹرول حاصل کر لیا۔ حملوں میں کئی فوجی بھی مارے گئے۔

مقدیشو ہی کے ضلع ہودان میں متحدہ عرب امارات کی طاغوتی افواج کے ملٹری بیس کو بھی مجاہدین نے آرٹلری سے نشانہ بنایا جس میں متعدد طاغوتی فوجی ہلاک ہو گئے۔

صوبہ گیدو کے لوق نامی شہر میں دستی بم حملے میں ۳ صومالی اہل کار ہلاک متعدد زخمی ہو گئے۔

۱۲ مارچ/۱۳ جمادی الثانی: راد کامبونی میں سرحد پر واقع قصبے میں مجاہدین کا کینی افواج پر گھات لگا کر حملہ کیا گیا، ایک بکتر بند گاڑی تباہ اور کئی فوجی ہلاک ہو گئے۔

کسمایو شہر میں بم حملے میں صومالی فوجی گاڑی تباہ، متعدد فوجی ہلاک ہوئے۔

۱۳ مارچ/۱۴ جمادی الثانی: مقدیشو کے پوش علاقوں میں فوجی افسروں اور اہل کاروں کے مجمع پر مجاہدین کا کار بم حملہ، ۲۰ سے زائد افسر اور اہل کار ہلاک، کئی زخمی ہو گئے۔

۱۴ مارچ/۱۵ جمادی الثانی: افغوئے شہر میں مجاہدین نے شہر کے قریب موجود صومالی فوجی بیرکوں پر دھاوا بول دیا۔ حملے میں کافی تعداد میں فوجی اہل کار ہلاک او متعدد زخمی ہو گئے۔

صوبہ غلغدود میں مجاہدین کی قحط سالی کے شکار وسطی صومالیہ میں امدادی سرگرمیاں، مختلف شہروں اور قصبوں میں مجاہدین نے ۶۰۰ خاندانوں میں اشیائے خوردنی تقسیم کیں۔

۱۶مارچ/۱۷جمادی الثانی: مقدیشو میں ضلع یقشید میں مجاہدین کی ہدفی کارروائی میں صومالی فوجی ہلاک ہوگیا۔

۱۸مارچ/۱۹جمادی الثانی: افغوئے شہر میں مجاہدین نے شہر کے مضافات میں افریقی وصومالی افواج کے مشترکہ فوجی قافلے پر گھات لگاکر حملہ کیا، دشمن کو شدید جانی ومالی نقصان ہوا۔

۱۹مارچ/۲۰جمادی الثانی: قصبہ گلکایو میں مجاہدین نے پنٹ لینڈ ریاست کے رکن اسمبلی کو ہدفی کارروائی کا نشانہ بنایا۔ گاڑی کے نیچے مقناطیسی بم لگاکر مجاہدین نے رکنِ اسمبلی کو ہلاک قتل کردیا۔

۲۰مارچ/۲۱جمادی الثانی: مقدیشو میں مجاہدین کا دارالحکومت میں واقع ڈیفنس منسٹری ہیڈ کواٹرز پر شدید حملہ، اچانک کیے گئے منظم حملے میں کئی اہل کار اور فوجی افسران ہلاک ہوگئے جب کہ جھڑپیں ہیڈکواٹر کی پوری عمارت میں پھیل گئیں۔

۲۱مارچ/۲۲جمادی الثانی: وسطی شبیلی ریاست میں جوہر ایئرپورٹ کے قریب برونڈی کی صلیبی افواج کی بکتر بند گاڑی مجاہدین کے بم حملے میں تباہ ہوگئی، متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

مقدیشو میں صدارتی محل کے قریب ایک اور کار بم استشہادی حملے میں ۲۰ سے زائد فوجی افسران اور عام اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

۲۲مارچ/۲۳جمادی الثانی: جنوبی صومالیہ میں قویورلے شہر کے مضافات میں یوگنڈا کی افواج پر مجاہدین نے گھات لگاکر حملہ کیا۔ جس سے متعدد فوجی ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

ہودان ضلع میں دستی بم کارروائی میں متعدد فوجی اہل کاروں کی ہلاکتیں ہوئیں۔

۲۳مارچ/۲۴جمادی الثانی: جنوبی صومالیہ میں ساحلی پٹی پر واقع براوی شہر میں صومالی افواج کی بیرکوں پر مجاہدین کے حملے میں ۱۵ سے زائد فوجی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۲۶مارچ/۲۷جمادی الثانی: بیدوا شہر کے مضافات میں مجاہدین کے گھات لاکر کیے گئے حملے میں ۴ صومالی اہل کار ہلاک ہوگئے۔ مجاہدین نے ان کا اسلحہ غنیمت کرلیا۔

مقدیشو کے ضلع وابری میں مجاہدین نے صومالی فوجی افسر کو ہدفی کارروائی میں ہلاک کردیا۔

بکارا مارکیٹ میں ایک اور فوجی اہل کار کو ہدفی کارروائی کا نشانہ بن کر ہلاک کردیا گیا۔

ایل-بور نامی شہر میں ایتھوپین فورسز پر اچانک حملے میں کئی فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

۲۸مارچ/۲۹جمادی الثانی: ایل-بور شہر کے قریب ایتھوپین افواج کے قافلے پر مجاہدینِ الشباب کا کمین حملہ، متعدد ہلاکتوں اور زخمیوں کی اطلاعات۔

۲۹مارچ/یکم رجب: صوبہ غلغدو میں مجاہدین نے ایل-بور شہر کے قریب ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ایتھوپین افواج کے ملٹری ٹرک کو نشانہ بنایا، حملے میں ٹرک تباہ اور اس میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔

مقدیشو میں ضلع وابری میں ایک اور صومالی فوجی افسر ہدفی کارروائی میں ہلاک ہوگیا۔

۳۰مارچ/۲رجب: مقدیشو میں صومالی صدارتی محل پر مارٹر حملوں میں متعدد ہلاکتوں کی اطلاعات۔

یکم اپریل/۴رجب: افغوئے شہر سے چند کلو میٹر دور مجاہدین کے حکمت عملی کے تحت یکے بعد دیگر دو مسلسل ریموٹ کنٹرول بم حملوں میں افریقی افواج کا ایک عسکری ٹرک اور ایک بکتر بند گاڑی تباہ ہوگئی۔ اس کارروائی میں درجنوں فوجی اہل کار ہلاک ہوگئے، زخمیوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

مقدیشو میں دستی بم حملوں میں ۲ صومالی اہل کار ہلاک متعدد زخمی ہوگئے۔

وسطی شبیلی ریاست میں جوہر ایئرپورٹ کے قریب برونڈائی کی افواج پر بم حملے میں ایک فوجی ٹینکر تباہ ہوگیا جب کہ کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

وسطی صومالیہ، گلکایو شہر میں ہدفی کارروائی میں پنٹ لینڈ کا ایک پولیس افسر مارا گیا۔

۲اپریل/۵رجب: مقدیشو میں مجاہدین کے خصوصی ہدفی آپریشن میں ایک اعلیٰ حکومتی افسر ہلاک جب کہ دو افسر زخمی ہوگئے۔

مقدیشو ہی میں دوسری کارروائی میں مجاہدین نے بم حملے میں فوجی اہل کاروں کے مجمع کو نشانہ بنایا جس میں ۸ سے زائد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

مقدیشو میں اسی روز تیسری کارروائی میں بھی صومالی فوجیوں کے مجمع پر گرنیڈ بم پھینکے گئے جس میں متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

۳اپریل/۶رجب:... ...ایل-بور کی فتح

۳ سال کے بعد مجاہدین نے تزویراتی اہمیت کے حامل شہر ''ایل-بور'' پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ وسطی صومالیہ کے صوبے غلغدود کا یہ شہر پچھلے ۳سال سے ایتھوپین فورسز کے قبضے میں تھا جو وہاں پر صلیبی مقاصد کے ساتھ ظلم وستم میں مصروف تھیں، چند دن قبل مجاہدین کے شدید حملوں اور ایتھوپین افواج کے کثیر جانی ومالی نقصانات کے بعد ایتھوپین افواج نے شہر میں موجود عسکری مراکز کو خالی کردیا جس کے فوراً بعد مجاہدین نے شہر کا کنٹرول سنبھال لیا۔

جزیرۃ العرب... ارضِ یمن الأیمان والحکمۃ:

یکم جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ: ولایہ رداع میں قیفہ میں حمۃ صرار نامی گاؤں میں مجاہدین کے کمین حملے کی زد میں آکر حوثیوں کی گاڑی تباہ ہوگئی اور ۷ حوثی ہلاک ہوئے۔

۳جمادی الثانی: ولایہ ابین میں موجان نامی گاؤں میں امریکی سپیشل فورسز نے ہیلی کاپٹروں کی مدد سے چھاپے کے لیے اترنے کی کوشش کی جسے مجاہدین نے ناکام بنادیا۔ امریکی سپیشل فورسز قیفہ حملے کے زخموں کو یاد کرتے ہوئے فرار ہوگئیں۔

ولایہ رداع، قیفہ میں حمۃ الحصم نامی علاقے میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں میں کئی حوثی ہلاک ہوئے۔

(بقیہ صفحہ ۸۳ پر)

خزاں میں بھی بہار تم!

سلیم اللہ ہاشمی

گو کہ مسلمان دنیا کے تقریباً ہر خطے میں فقط مستضعفین ہی کی فہرست میں شامل ہوئے۔ وائے کہ امت کے غم سے تنہائیوں میں چہرے بھگونے والے اب امت کے مصائب دیکھنے کے عادی ہو چکے۔ فلوجہ و حلب کے بعد اب خشک آنکھیں غریب دین کو موصل میں لٹتا ہوا دیکھ رہی ہیں۔ صلیبی و مجوسی لشکروں کے بھیڑیئے اب رقہ و ادلب کے اہل اسلام پر پیش قدمی کی تیاریوں مشغول ہیں۔ ایسے میں ''الاسلام یعلو ولا یعلی علیه'' جیسا نبوی فرمان غرباء کے زخمی قلوب پر مرہم کی مانند ہے۔ جہاں مہدی علیہ رضوان کا دور عالی شان قریب سے قریب تر ہوا جاتا ہے وہیں مصائب کے دوران تیزی سے خلافت علی منہاج النبوۃ کی خاطر کلمہ توحید پر مجتمع ہوتی امت بذات خود اپنی کھوئی ہوئی میراث یعنی نشاۃ ثانیہ کی طرف دوڑتی نظر آتی ہے۔

خطہ خراسان میں برصغیر سے تعلق رکھنے والے مہاجرین نے جس طرح مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ کی قیادت میں اپنے آپ کو حکیم الامۃ شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے سپرد کیا۔ یقیناً وہ برصغیر کی انقلابی، جہادی اور عسکری تاریخ کا ایک سنہری اور روشن باب ہے۔ القاعدہ برصغیر نے اپنی تاسیس کے فوراً بعد ہی شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے نام پر ۶ ستمبر کا عظیم بحری معرکہ لڑا جو کہ فقط اللہ ہی کی قوت و نصرت کی بدولت ممکن ہوا۔ یقیناً یہ اللہ کی رسی کو تھامتے ہوئے اپنے اپنے مجموعات کو چھوڑ کر ایک پرچم تلے اکٹھے ہونے والے مہاجرین پر اللہ کا انعام تھا۔ قرآن کی آیات اور شرق و غرب سے آتی مبشرات ہی تو جنگ میں کھپے اجنبیوں کا حوصلہ بڑھاتیں ہیں۔ صومالیہ مالی اور یمن کے متعدد بہ رقبے پر اسلامی نظام نافذ کیے ہوئے مجاہدین کی آئے روز عظیم فتوحات ہی تو اس امت کے نوجوانوں کو اپنی منزل کی قربت کا احساس دلاتی ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں صفوف کا یکجا ہو جانا کسی عظیم نعمت، خوش خبری یا تحفے سے قطعی کم نہیں۔ غازیان کے درمیان اتحاد و یکجہتی، صلح و تعاون کی خبریں تو اللہ کی قسم ہر مجاہد کے جذبوں مہمیز کر دینے والی چیز ہے۔ ایسے محبت بھرے پیغام سالوں سے تھکے ہوئے مسافر چہروں پر کمال تازگی کا سبب بنتے ہیں۔

اس سے قبل غاصب مجوس ایران کے مدمقابل خالصتاً سلامی بنیادوں پر برسرپیکار کچھ چھوٹے مجموعات کے انضمام بعد بننے والی جماعۃ انصار الفرقان بھی مجاہدین کے چہروں پر رونق کا سبب بنی۔ اور سبحان اللہ شرق و غرب کے مجاہدین کی سنت کو پورا کرتے اس جماعت نے بھی اپنی باگیں اسلامی امارت کے سپرد کیں۔

مگر سرزمین فارس سے اہل ایمان کے لیے خوش خبریاں یہاں ختم تو نہیں ہوئیں۔ ۲۰۱۶ء کے اواخر میں اہل ایمان کے چہرے ایران سے آنی والی خبروں پر دمک اٹھے، جب شہید قائد عبدالمالک ریگی کے چھوٹے بھائی شہید عبدالروف ریگی کے مجموعے جیش النصر نے ایران کی سب سے بڑی جہادی تنظیم جیش العدل میں شمولیت اختیار کر لی۔

خیموں کی تقسیم کا عمل پوری تندہی سے جاری ہے۔ ایک جانب اہل نفاق واضح ارتداد اختیار کرتے ہوئے کفر کی ''فرنٹ لائنز'' غلامی میں نظر آتے ہیں جب کہ دوسری جانب اہل ایمان بھی فقط شریعت کی تحکیم کی خاطر طیب وارفع کلمہ توحید تلے ایک ہوتے نظر آتے ہیں۔

پچھلے دنوں پاکستان کی طاغوتی افواج سے برسرپیکار محسود مجاہدین نے بھی اپنے امیر خالد محسود حفظہ اللہ کی قیادت میں تحریک طالبان پاکستان کے امیر مولانا فضل اللہ خراسانی حفظہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسلامی امارت و امیر المومنین شیخ ہبۃ اللہ حفظہ اللہ سے سمع و طاعت کا عہد کیا۔

ارض مہدی شام سے محکوم و مظلوم امت کے لیے یہ خبر ٹھنڈی ہوا کا جھونکا بنتی ہوئی آئی کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخلص صالح مجاہدین کے پانچ عظیم گروہوں نے اللہ کی زمین پر شریعت کی تحکیم کی خاطر شیخ ابو معصب الزرقاوی رحمہ اللہ کے دیرینہ ساتھی شیخ ابو جابر حفظہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت جہاد و امارت کر لی۔ کیا کوئی دیکھنے والی آنکھ ہے جو دیکھ سکے کہ کس طرح مظلوم امت کے لعل جیسے بیٹوں نے اپنی سخت محنت سے بنائے گئے مجموعات کو اللہ کے دین کی خاطر فنا کر دیا۔ پھر اللہ نے اپنے ان آٹھ، دس ہزار بندوں اور مخلص قائدین پر کمال شفقت ورحمت والا معاملہ فرمایا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ ہندسہ چالیس ہزار کی گنتی کو چھونے لگا۔ باوجود اس کے کہ مرتدین کی افواج نے شام کی سرحدیں تحریر الشام کے مجاہدین کے لیے ناقابل استعمال کرنے کی کوشش کی، باوجود اس کے شامی قوم میں موجود منافقین نے مجاہدین کو زک پہنچانے کی ہر ممکن چال چلی، اس کے باوجود کہ امریکہ و روس نے تحریر الشام اور اس کے قائدین کو باقاعدہ ''دہشت گرد'' قرار دے کر مشترکہ حملے اور خوف ناک بم باریوں کا آغاز کر دیا۔ ہاں اس سب کے باوجود سبحان اللہ! اے محبوب امت کہ حمص کے عظیم معرکے اور آپریشن ''الموت ولا مذلۃ'' کی خوش کن فتوحات کے درمیان ایک اور اچھی خبر سے چہرے کھِل اُٹھے، آنکھیں خوشی میں بھیگ گئیں اور سر شکرانے سے جھک گئے جب حرکۃ احرار الشام الاسلامیہ اور ھیئۃ تحریر الشام کے درمیان امن، صلح، باہمی تعاون اور کفار سے جنگ کی بابت ایک عظیم اور معتبر، منظم و عمدہ معاہدہ طے پا گیا جس کا اعلامیہ ''لا للفتنه'' کے عنوان جاری کیا گیا۔ جس کی اہمیت کا اندازہ ارضِ شام کے مسلمانوں کا عظیم جشن اور کثیر تعداد مٹھائیوں کی تقسیم دیکھ کر بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ان مجاہدین کو ایک امیر کی قیادت تلے بھی جمع فرمادے۔ میری زخموں سے معمور امت کے لیے مبشرات کا سلسلہ یہاں تھما تو نہیں۔

صومالیہ میں موجود توحید کی افواج کی جانب سے ہمسایہ ممالک کی جانب جاری پیش قدمی، لیبیا میں شریعت کے سپاہیوں کے ہاتھ آتے فضائی اڈے، آل سعود، روافض اور ان کے جھوٹے خدا امریکہ کے دل و آنکھ کا کانٹا، یمن کے اہم تزویراتی مقامات پر قابض القاعدہ جزیرۃ العرب کے شیر، اور ان کی مزید عالی شان کامیابیاں یا کہ مجاہدین کا مرکز و محور اسلامی امارت اور اس سے آئے روز ٹھنڈی ہوا کی مانند آتی ولسوالیوں اور ولایتوں کی فتوحات کی خبریں۔

یہ سب بشارتیں اور خوشخبریاں تو ہیں ہی مگر واللہ صفوف کے ملاپ و انضمام سے بڑا کون سا انعام ہو گا۔ آپس میں اتحاد و اتفاق اور دلوں میں محبت کا پیدا ہو جانا تو اللہ کی وہ عظیم نعمت ہے جس کو سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۰۳ میں باقاعدہ اللہ یاد دلاتے ہیں۔

ایک عرصے سے جعلی پولیس مقابلوں، بھائیوں کی گرفتاریوں اور اہل اسلام کے گھروں کو مسمار کیے جانے کی خبریں سنتے کانوں نے صحارا کے عظیم سے ریگستان سے باد نسیم کی مانند آنے والی خوش خبری سنی۔

جب مالی کے وسیع رقبے پر شریعت تحکیم کیے ہوئے ''انصار الدین''، صحرائے صحارا ہی سے قریبی ممالک کی کفریہ فوجوں پر اللہ کا عذاب ''المرابطون'' اور القاعدہ مغرب الاسلامی کے تحت یہاں موجود مجموعات نے شیخ ایاد ابوالفضل حفظہ اللہ کی قیادت میں ''جماعۃ نصرت الاسلام والمسلمین (صحرائے صحارا)'' کے نام سے مکمل انضمام کر لیا۔ اللہ اکبر کبیرا، کہ ان اللہ کے شیروں نے بھی اپنے بھائیوں اور پیشرووؤں کے نقش پر چلتے ہوئے القاعدہ مغرب الاسلامی کے امیر شیخ ابومعصب عبدالودود حفظہ اللہ اور جماعۃ قاعدۃ الجہاد کے مرکزی امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے واسطے سے امیر المومنین شیخ ہبۃ اللہ حفظہ اللہ بیعت کر لی۔

مگر آئیے اب وہ عظیم خوش خبری بھی ملاحظہ کیجیے کہ جس کی خاطر درج بالا تمام سطور رقم گئیں۔ اور وہ خوش خبری امت کے دلوں میں درد کا ہیولا بن کر اٹھتی مظلوم مسلمان ملت کی جنت نظیر دھرتی 'وادی کشمیر' سے ہے۔ یہ خوش خبری کہیں ہندو مشرکین کے ظلم، کہیں مسلم نما منافقین و مرتدین کی غداریوں اور کہیں چینی ملحدین کے غاصبانہ تسلط کا شکار کشمیر سے ہے۔

یہ مبارک خبر خونی لکیر کے دونوں جانب قابض و غاصب مرتدین اور مشرکین کے ہم پلہ و دم چھلہ غداروں، گاندھی واد جیسے فاسق نظریات کو پھیلانے اور کشمیر کو ایک سیکولر ریاست بنانے کا خواب دیکھنے والے وطن پرستوں پر ایک کاری ضرب ہے اور الیاس کشمیری، غازی بابا، احسن عزیز، افضل گورو اور سجاد افغانی رحمہم اللہ کے حسین خوابوں کی تعبیر بھی۔ یہ خوش خبری کشمیری مجاہدین کے قائد اور خلافت کے سپاہی بطل حریت شہید برہان وانی رحمہ اللہ کے جانشین ذاکر موسیٰ حفظہ اللہ کے تازہ بیان کے متعلق ہے۔ جس کے فوراً بعد ہی صلیبی فرنٹ لائن اتحادی پاکستانی فوج کے مرتدین نے کشمیر پر اپنا ''اخلاقی و سفارتی'' فریضہ ادا کرتے ہوئے وادی میں داخل ہونے والے مجاہدین کے ایک قافلے کی ہندوستانی فوج کو مخبری کی جس کے نتیجے میں آخری اطلاعات تک تین مجاہد بھائیوں نے جام شہادت نوش کیا (نحسبہ کذالک)۔

شہید برہان وانی کے بعد مجاہدین کی قیادت سنبھالنے والے بھائی ذاکر موسیٰ کا تازہ ویڈیو پیغام ان کی تمام سابقہ گفتگوؤں کے مکمل برعکس تھا۔ قیادت سنبھالنے کی بعد کی تمام تصاویر و پیغامات کے برعکس اس بار وہ قطعی مختلف حلیے اور نظریے کے ساتھ نمودار ہوئے۔ آپ کے اس بیان کے بعد یہ گمان سا ہوتا تھا کہ جیسے آپ ابھی وزیرستان یا شوال کے کسی جہادی مرکز سے شرعی دورہ کر کے لوٹے ہیں۔ آپ نے جہاد کشمیر کا حقیقی مقصد عوام الناس کے سامنے پیش کیا اور وطنیت و جمہوریت اور سیکولرازم و اقوام متحدہ کی قرار دادوں سے جڑے تمام فاسقانہ اور کفریہ نظریات کا رد کیا۔ اور اپنی جدوجہد کا مقصد کشمیر میں اسلامی نظام کا نفاذ بتایا اور مجاہدین کے محافظ اور غاصب افواج کا درد سر سنگ باز نوجوانوں کو بھی اسی مقصد پر نیتیں خالص کرنے کا کہا۔

الحمدللہ ایک عرصے سے مظلوم ملت اسلامیہ کشمیر میں نفاذ شریعت اور الولاء والبراء کے حوالے سے کمال بیداری کا مظاہرہ دیکھنے کو ملا ہے۔ حالیہ کچھ مہینوں کے دوران میں کشمیر کے مختلف علاقوں میں نوجوان سنگ باز ''شریعت یا شہادت'' کی عبارت پر مبنی کتبے اور بینرز، تنظیم القاعدہ، جبہۃ النصرہ، اور امارت اسلامیہ کے پرچم اور ان کی حمایت و تعریف میں وال چاکنگ بھی کر رہے ہیں۔

صدر مقام سرینگر کے پوش علاقے ڈاؤن ٹاون میں نوجوانوں کی بھارتی فوج سے جھڑپوں کے دوران ایسے مظاہر کثیر تعداد میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ غاصب مشرکوں کے خلاف برسرِ احتجاج کشمیر کی مسلمان عوام اپنے جلوسوں اور ریلیوں کے دوران بھی نفاذ شریعت کا عزم اس نعرے کی صورت دہراتے ہیں۔

''یہاں کیا چلے گا... ...نظام مصطفیٰ ﷺ''

کفار مسلم خطوں پر مقامی مرتدین کے بغیر ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکتے۔ مگر کشمیر اور پاکستان میں ارجائی سوچ رکھنے والے ''لیڈر'' جہاں فوج کے خلاف نوجوانوں کو احتجاجوں اور قرار دادوں کی ترغیب دیتے نظر آتے ہیں وہیں مقامی پولیس اور فوج کے جاسوسوں کو بھی ''اپنا'' قرار دے کر ان مرتدین پر مجاہدین کے حملوں کی مذمت کرتے نظر آتے ہیں۔

کمان دان ذاکر موسیٰ حفظہ اللہ نے اپنے حالیہ پیغام بھارت کے حمایتی و کٹھ پتلی عسکری اور سیاسی تمام لوگوں کو ''جنگ سے قبل حق کی دعوت'' دی ہے۔ اور کشمیریوں کو مخاطب کر کے کہا ہے ''طاغوت کے ساتھ مل کر ہمارے سے جنگ کرنے والے کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں؟ یہ 'کافر' ہی ہیں''۔ کشمیر میں نظریے کی پختگی طرف بڑھتے مجاہدین نے جب بھی مقامی مرتدین پر وار کیا ''نمبرون'' کے تحت چلنے والی عسکری جماعتوں نے ان مجاہدین سے

لاتعلقی کا اعلان کرتے ہوئے عین دوران جنگ انہیں بے آسرا چھوڑ دیا۔ مگر ان کی شہادتوں کے بعد ان کو ہر طرح اپنی جانب منسوب کیا اور ان بھرپور انداز میں ''خراج تحسین'' پیش کیا۔ جس کی مثال لشکر اسلام نامی تنظیم کے بانی شہید عبدالقیوم ذاکر اور چند ماہ قبل سرینگر ہی کی ایک جھڑپ میں شہید کیے گئے سریۃ البدر نامی مجموعے کے قائد شہید ماؤزے مولوی تقبلھما اللہ ہیں۔ بالکل انہی جماعتوں نے شہید الیاس کشمیری اور شیخ احسن عزیز رحمہا اللہ کی بابت یہی رویہ اختیار کیا تھا۔

؎ جان سے گزرے جب لیکن آئے تب اپنانے ''لوگ''

جب کوئی حسرت نہ رہی بیٹھے پیار جتانے ''لوگ''

اور آخر میں آپ کمان دان ذاکر موسیٰ حفظہ اللہ کی گفتگو کے اہم نکات ملاحظہ کیجیے:

میں آج کچھ ضروری باتیں سمجھانے کی غرض سے آپ کے سامنے آیا ہوں جو کہ مجھے لگا کہ آپ لوگوں کو بتانا بہت ضروری ہے:

☆ یہ باتیں تو ہمارے علما کو بتانی چاہیں مگر وہ طاغوت اور کفار کے ڈر سے کچھ بول نہیں پاتے۔ مگر قیامت کے دن اس خاموشی پر ان کی اللہ ہاں پکڑ ہو گی۔

☆ ہمیں اپنی نیت جانچنی چاہیے کہ ہم کیا اور کس لیے کر رہے ہیں۔

☆ سنگ باز بھائی وطنیت کی جنگ میں مت شامل ہوں جیسا کہ کشمیر کے اکثر لوگ وطنیت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

☆ وطنیت اور جمہوریت' اسلام میں حرام قرار دیے گئے ہیں۔

☆ آپ کے ہاتھ میں پتھر ہو یا ہتھیار، آپ کی جنگ کشمیر اور وطنیت کے لیے نہیں بلکہ خالصتاً اسلام کی سربلندی کی جنگ ہونی چاہیے۔ تاکہ یہاں شریعت اور اللہ تعالیٰ کا نظام قائم ہو کیونکہ ہم اسلام کی سربلندی کے لیے لڑ رہے ہیں۔

☆ منافقین کا کام آپ کو کم ہمت کرنا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فتح صبر کرنے والوں کی ہو گی۔

☆ اگر کوئی مجاہد شہید ہو تو یہ ہماری ہار نہیں بلکہ کامیابی ہے کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر جان دینا ہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

☆ ہماری ہار تب ہے جب یہ ہمارے دلوں سے جذبہ جہاد کو نکال دیں گے۔

☆ کفار ہم پر اس لیے غالب ہیں کہ ہمارے اپنے بھائی طاغوت کا ساتھ دیتے ہیں۔

☆ کفار بزدل ہیں وہ مقامی لوگوں کے بغیر ہم پر قابض نہیں رہ سکتے جیسے کہ وہ اب JKP کو اپنی شیلڈ بنا کر استعمال کر رہے ہیں۔

☆ منافقین، جاسوس اور JKP یہ اسے وارننگ سمجھیں یا نصیحت سن لیں کہ اب بھی موقعہ ہے توبہ کا دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہے۔ ویسے بھی آپ لوگ اپنے دین کو چھوڑ چکے ہو۔ اور کفار کی صف میں شامل ہو چکے ہو۔

☆ اب آپ لوگ ہمارے لیے ایک جیسے ہو چاہے وہ پولیس کا ہو انڈین آرمی کا۔ یا جو بھی کافروں کا ساتھ دے گا وہ کافر ہے۔

☆ اگر ہم کسی پولیس والے کو مارتے ہیں یا ایسے کسی اور کو تو ہمارے بھائی کہتے ہیں ان کو کیوں مارتے ہو یہ تو ہمارے بھائی ہیں۔ بھائیو طاغوت یا کفار ساتھی ہمارا بھائی کیسے ہو سکتا ہے۔

☆ سنگ باز بھائیوں کا شکر گزار ہوں کہ جب بھی مجاہد کہیں محاصرے میں آئے آپ لوگ ان کی حفاظت پہنچے اور پتھروں سے فوج سے لڑے۔

☆ آپ لوگ ذاکر موسیٰ یا ابو دجانہ یا کسی فرد نہیں بلکہ اسلام کے مجاہد کی حفاظت کی نیت سے لڑا کریں کیونکہ احادیث میں رباط کے عمل کی بہت فضیلت ہے۔

☆ کفریہ فوج کسی بھی موومنٹ سے سوشل میڈیا ذریعے ہمیں آگاہ رکھیں اگر آپ فوج کو کہیں آتا جاتا دیکھ رہے تو اپنے اپنے لیول پر اپلوڈ کیجیے ہم تک خبر پہنچ جائے گی۔

☆ ہم موت کی ہی تمنا میں جیا کرتے ہیں اور ہمارے دلوں میں صرف اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔

☆ ہم اللہ کے سپاہی ہیں اور اس کے دین کی خاطر نکلے ہیں اس کے علاوہ ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے۔

☆ ہم JKS (جموں کشمیر پولیس) اور جاسوسوں کو وارننگ دیتے ہیں اب بھی سدھر جاؤ۔ اب ان شاءاللہ جنگ شروع ہونے والی ہے اور یہ میں آپ کو جنگ سے پہلے دعوت دے رہا ہوں۔

☆ ہمارے پاس سب جاسوسوں کی لسٹ ہے مگر ہم رکے ہوئے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

☆ مگر جب پانی سر سے گزرا تب ہم نہیں ہماری بندوق بات کرے گی۔

☆ ہمیں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا چاہیے اور نماز کی پابندی کرنی چاہیے دیکھیں فتح کیسے ملتی ہے!

☆ ہماری امیدیں' اقوام متحدہ اور امریکہ کے کافروں سے نہیں ہیں، امیدیں صرف اللہ سے رکھنی چاہیں۔ ان شاءاللہ فتح قریب ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''

یہ ہیں شرق و غرب سے توحید کے بیٹوں کی جانب سے اپنی محبوب امت کو بھیجی جانے والی مبشرات جو کہ انہوں اپنی لاشوں کی اقلام اور سرخ خون کی روشنائی سے رقم کی ہیں۔ جنھوں نے اپنی تخلیق کے مقصد کو پہنچانا اور شریعت الٰہی کی تحکیم کے لیے ماں کا پیار، باپ کی شفقت، بہن بھائیوں کی محبت اور یاروں سے جمتی محفلیں سب قربان کر دیا۔

؎ کہوں میں کیوں نہ مرحبا کہوں میں کیوں نہ آفریں!
مقابلے پہ آسکے نہیں نہیں کوئی نہیں!
بڑھے چلو وہاں تلک جہاں تلک ہے یہ زمیں!
قریب ہے دور جب کہ چھائے گا خدا کا دیں!
ہیں تم سے ہم قدم ہر ایک خاص ہو کہ عام ہو!
مجاہدو! اے غازیو! سلام ہو سلام ہو!
زہے نصیب غازیو! چمن پہ ہو نثار تم!
بہار تو بہار ہے، خزاں میں بھی بہار تم!
چمن حریف بجلیوں کو موت کا پیام دو!
مجاہدو! اے غازیو! سلام ہو سلام ہو!
خزاں گریز پا ہے اب، کہ فاتحِ خزاں ہو تم!
وہیں خدا کی رحمتیں فلک تلے جہاں ہو تم!
ہے روشنی کا امتزاج، صبح ہو کے شام ہو!
مجاہدو! اے غازیو! سلام ہو سلام ہو!

۔بقول شہید افضل گورو تقبلہ اللہ

''جینا ضروری نہیں بلکہ جینے کا مقصد ضروری ہے''۔

مگر یہ خوش خبریاں فقط ہمارے دل کی بے چینی کے خاتمے اور راہ عمل پر ہمارے ارادوں کو اور پختہ کرنے کے لیے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو ہم کل قیامت کے دن اپنی مظلوم امت اور اس کے سر پر سحاب عافیت بن کر جانیں نچھاور کرتے محسنین سے آنکھیں بھی ملا سکیں اور ہمیں تمام انسانیت کے سامنے رسوائی کا سامنا کرنا پڑ جائے۔ ہم اللہ سے عافیت اور اس کی راہ میں اپنی بے وقعت جان نچھاور کرنے کی توفیق طلب کرتے ہیں۔

اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں یہ فریاد پیش کرتے کہ اپنی میٹھی اور بابرکت شریعت کی تحکیم اور اپنے مظلوم بندوں کی نصرت پر برسرِ جہاد اپنے معصوم بندوں کی حفاظت فرما۔ ان سے ہر آزمائش ہٹا لے یہاں تک کہ ان کو گرم ہوا کا جھونکا تک نہ چھوئے۔ اللہ جنھوں نے اپنی کڑیل جوانیاں تیرے دین پر لٹا دیں ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک، دل کو اطمینان، جسم کو سکون، ارادوں کی پختگی اور منزل کو آسان کر دے اور ہمیں بھی ان کے شانہ بشانہ کر دے!

☆☆☆☆☆

۴ جمادی الثانی: ولایہ حضرموت، دوعن نامی علاقے میں مجاہدین کا طاغوتی ملیشیات پر حملہ، ۴ فوجی ہلاک جب کہ ایک زخمی ہو گیا۔

۵ جمادی الثانی: ولایہ رداع، قیفہ میں مجاہدین کے حملے میں حوثیوں کے عسکری مراکز جل کر خاکستر ہو گئے جب کہ حوثی فوجی فرار ہو گئے۔

۱۴ جمادی الثانی: ولایہ البیضاء، الزاھر میں جبل الملح نامی پہاڑی پر مجاہدین کے سنائپر حملے میں ایک حوثی ہلاک ہو گیا۔

۱۵ جمادی الثانی: ولایہ اِب، حوثیوں کے خلاف دفاعی خط میں العرفاف نامی مقام پر مجاہدین کے حملے میں ۵ حوثی ہلاک جب کہ ۳ زخمی ہو گئے۔

۱۶ جمادی الثانی: ولایہ حضرموت، الضلیعہ نامی علاقے میں نخبہ افواج کے مرکز پر مجاہدین کے شدید حملے میں کئی ہلاک اور زخمی ہو گئے جب کہ فوجی گاڑی حملے میں جل کر تباہ ہو گئیں۔

۱۷ جمادی الثانی: ولایہ البیضاء، الزاھر نامی علاقے میں جبل الملح پر مجاہدین کا ایک اور سنائپر حملہ۔ ایک حوثی ہلاک ہو گیا

ولایہ اِب، حوثیوں کے خلاف دفاعی خط میں مجاہدین نے جھڑپوں میں حوثی رہنما محمد العراسی کو قتل کر دیا۔

۲۱ جمادی الثانی: ولایہ اِب، حوثیوں کے خلاف لڑائی میں مجاہدین نے العرفاف میں حوثیوں کی بکتر بند گاڑی کو بم حملے کا نشانہ بنایا، جس میں ۴ حوثی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

۲۵ جمادی الثانی: ولایہ رداع، الزوب علاقے کے قریب جمیدہ پہاڑ پر قائم عسکری مورچوں میں مجاہدین نے ایک حوثی فوجی کو سنائپر حملے میں ہلاک کر دیا۔

۲۶ جمادی الثانی: ولایہ اِب، دمت علاقے کے قریب الدائری نامی گاؤں میں مجاہدین نے علی الصبح حوثیوں پر کمین حملہ کیا جس میں حوثی رہنما ابو سعد ہلاک ہو گیا۔

۲۷ جمادی الثانی: ... **غزوۃ الثأر للشھداء**

ولایہ لحج، مجاہدینِ یمن نے ۴ فدائی و انغماسی مجاہدین کے دستے نے ایک شان دار کارروائی ترتیب دی جس کا نشانہ الحزم الامنی، ادارۃ الامن اور دیگر سیکورٹی اداروں کے افسران و اہل کار بنے۔ ابتدا میں استشہادی مجاہد أبو عامر الحضرمی رحمہ اللہ نے اپنی بارود سے بھری گاڑی کے ذریعے مرتدین پر بھرپور فدائی حملہ کیا۔ اس استشہادی حملے میں کئی فوجی ہلاک ہو گئے اور رکاوٹیں دور ہو گئیں۔ پھر ۳ انغماسی مجاہدین جهاد الحضرمي شہیدؒ، موحد العدني شہیدؒ اور همام الشبواني شہیدؒ نے زوردار انغماسی حملہ کیا جس میں کئی فوجی گاڑیاں تباہ ہو گئیں جب کہ متعدد اعلیٰ افسران سمیت درجنوں فوجی ہلاک اور بے شمار اہل کار زخمی ہوئے۔

۲۸ جمادی الثانی: ولایہ اِب، دمت مریس نامی علاقے میں مجاہدین کے بم حملے کا نشانہ بن کر ۳ اہل کار زخمی ہوئے۔

شام کیا ہے؟

فیضان فیصل

صفوۃ اللہ من الأرض الشام!

اللہ نے اپنی زمین میں سے شام کو چُن رکھا ہے۔ منصبِ نبوت کے لیے بھی، شہادتوں اور صداقتوں کے لیے بھی، فتنوں سے حفاظت کے لیے بھی اور حشر و نشر کے لیے بھی!

ادریس علیہ السلام کے گزرنے سے عیسیٰ علیہ السلام کے کے اٹھائے جانے تک؛ شام تاریخِ خیر و شر کا گواہ رہا ہے۔

شام کی طرف نبیوں کے باپ ابراہیم اور لوط علیہما السلام کو ہجرت کا حکم دیا گیا اور شام ہی کے دامن میں اسرائیلیوں کو پناہ دی گئی۔

یعقوب، اسحاق، یوسف اور موسیٰ علیہم السلام روزِ محشر یہیں سے اٹھیں گے، بن باپ کے عیسیٰ علیہ السلام بھی شام میں آئے تھے اور بڑھاپے میں زکریا علیہ السلام نے بیٹے کی بشارت بھی یہیں سنی تھی!

اردن، فلسطین، لبنان، اور سوریا پر مشتمل یہ ارضِ شام ہمیشہ ہی زرخیز رہی ہے۔ اس لیے بھی کہ اس کو اللہ نے بابرکت بنایا ہے، فرشتے سایہ کیے ہوئے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے اور اس لیے بھی کہ اسے شہیدوں کا لہو سیراب کرتا رہا ہے!

قرآن مجید میں پندرہ سے زائد مقامات پر شام کا ذکر ہے۔ کبھی ''ارضِ مقدس'' کہہ کر، کہیں ''مبوأ صدق'' کہہ کر، کہیں نیکوکاروں کے ورثے کے طور پر اور بارہا بابرکت زمین کے طور پر!

یہ شام ہے!

اس نے امام الانبیاء علیہ السلام کا نبیوں کی امامت کروانے کا حسین منظر بھی دیکھا ہے اور آسمانوں کی طرف بلند ہونے کا بھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دارِ باقی کو چلتے ہیں تو شام کی طرف لشکر روانہ کر رہے ہوتے ہیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آخری سانسیں لے رہے ہوتے تو فتحِ اجنادین (شام) کی خوش خبری سنتے ہیں!

شام کو آج بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مثالی آمد یاد ہے، یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا اپنے لشکر کو 'یاقوم ادخلوا الأرض المقدسۃ' کہنا اسے اب بھی نہیں بھولا اور آج تک وہ امیرِ معاویہ کی شان دار خلافت کی حسرت کرتا ہے!

یہی شام ہے!

اس نے خالد و ابو عبیدہ کی تلواروں سے سچا پیار کیا ہے، معاذ اور بلال کو اپنے دامن میں سمیٹا ہے اور ابو ہریرہ و ابو درداء کو سینے سے لگایا ہے! (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

اسے عکرمہ و اَبان نے اپنے لہو سے سینچا ہے، زنگی و ایوبی نے اس کی آبیاری کی ہے اور بیبرس وقلاوون

جی ہاں یہی شام ہے!

جس کے فرزندوں نے صدیاں اپنے علم و فضل تلے روند ڈالی ہیں۔ ابن تیمیہ نے ساتویں، ذہبی نے آٹھویں اور ابن حجر نے نویں صدی پر ''علمرانی'' کی ہے!

جس کی کوکھ سے کتبِ رجال کے عظیم سلسلے الکمال للمقدسی، تہذیب الکمال للمزی، تہذیب التہذیب لابن حجر نے جنم لیا ہے!

جس نے اوزاعی و نووی جیسے ہیرے تراشے ہیں، ابوزرعہ وابن عساکر جیسے ستاروں کو عروج بخشا ہے اور خولانی وابن الصلاح کو پروان چڑھایا ہے! (رحمہم اللہ تعالیٰ)

یہ ہے شام!

متنبی و ابو تمام کو اوزان و بحور بخشنے والا، نحاس و ابن یعیش کو بولنا اسی نے سکھایا ہے۔

کاتبِ مصحفِ مدینہ طٰہٰ عثمان کا وطن بھی یہی ہے!

مسجد اموی اور مسجد خالد کی عظمتوں کا امین، بیت المقدس اور مسجد دمشق کی رفعتوں کا پاسبان، نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کی ہلاکت پر موعود... یہ شام ہی تو ہے!

اس نے امت کے گناہوں کا وبال خود پر سہا ہے۔ یہ تاتاریوں کے سامنے بھی سینہ سپر ہوا ہے اور تیمور لنگ کا مذبح خانہ بھی بنا ہے۔ فرڈیننڈ کے روبرو امت سے ڈھال بھی تھا اور بشار کے ساتھ مسلسل برسرپیکار بھی ہے۔

لیکن اب شام میں صبح نہیں ہوتی! ہم کدھر امن ڈھونڈتے ہیں جب شام فساد کی لپیٹ میں ہے! فتنوں کو کاہے کو روتے ہیں؛ جب شام کو ہم بھلا چکے! شام میں انسانوں کے نہیں غیرت وایمان کے لاشے گرتے ہیں!

ہم بے بس نہیں بے حس ہیں۔ ہمارے دل شام کے ساتھ نہیں دھڑکتے۔ بلکہ شام دھڑکتا ہے اور باقی اعضا مفلوج ہیں!

لیکن ایک بار پھر کہ یہ شام ہے!

ستر لاکھ اسلامیوں کے خون پر کھڑی صلیب اور صیہونیت، ہزاروں مسلمانوں کی آہوں پر کھڑی رافضیت کو زوال ہے!

شام رہنے والا ہے اور 'صبحیں' مٹ جائیں گی۔ پھر شام ہو گا اور عیسیٰ علیہ السلام... طائفۃ المنصورۃ شام میں ہو گا۔

یہ شام تب بھی ہو گا جب روئے زمین پر اس کے سوا کچھ نہ ہو گا؛ اسی پر محشر سجے گا اور اس روز شام ہر ظالم سے اپنا حساب بے باق کر لے گا!

عینی علی الشام قد جفت مآقیها

هل مَن يقدِّم لی دمعا لابکیها!!

☆☆☆☆☆

بین الا قوامی منافقت

عبداللہ ثمر

شام میں جاری حالیہ بم باری، مظلوم شامی عوام پر عالم کفر کا ظلم و بربریت پر مشتمل ابلیسی رقص اور تمام کفریہ طاقتوں کی امریکہ کے چشم ابرو پر ناچنے کی روش نے اک چشم کشا حقیقت سے پردہ اٹھادیا ہے...

وہ یہ کہ یہود کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی کی طرح ناچنے والی اس قوم نے مکر وفریب پر مشتمل عجیب و غریب اصطلاحیں اور قانون گھڑ رکھے ہیں جن کے سہارے وہ دیگر اقوام عالم کی مذہبی وثقافتی روایات میں جب چاہے رخنے ڈال سکتی ہے، جیسی رکاوٹیں چاہے کھڑی کرسکتی ہے، ان کو ان کے جائز حقوق سے محروم کرسکتی ہے، درست مطالبات کو لگام دے سکتی ہے لیکن...!!!

خود اگر اپنے ناپاک منصوبوں کو پورا کرنے کے لیے سراسر ظالمانہ اقدامات پر بھی اتر آئے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں... کوئی قانون اس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا... کوئی اخلاقی قدر اس پر قد غن نہیں لگاسکتی... مثلاً...

ان چند بنیادی اصطلاحات کو ہی لے لیجیے... "بنیادی انسانی حقوق، عالمی اخلاقی اقدار، حقِ آزادیٔ اظہار" وغیرہ...ان کو استعمال کر کے کبھی وہ جہاد کو دہشت گردی قرار دے کر مسلمان ممالک کی امداد و عالمی تجارت کو ناروا شرائط کے ساتھ مشروط کر دیتا ہے اور کبھی کسی بھی خطے میں مسلمان مجاہدین کو کامیاب ہوتے دیکھ کر اقوام متحدہ کے منافقت پر مبنی باطل قوانین کے ذریعے جنگ بندی کے عارضی معاہدوں کی آڑ میں مسلم امہ کو ایک مستقل آگ وخون میں دھکیل دیتا ہے...

لیکن ان سب قوانین کو دلیل کے طور پر پیش کرنے والا ملک خود اگر کسی خطے کے خلاف ننگی جارحیت بھی کرے تو یہ نام نہاد امن پسندی کے کھوکھلے نعرے اس کے آڑے نہیں آتے...

اگر کوئی کافر ملک کسی مسلمان ملک اپنی وراثتی جاگیر سمجھتے ہوئے کھلم کھلا بربریت، حیوانیت اور وحشیانہ سلوک کا نشانہ بنائے تو وہ ان "مسلمہ بین الاقوامی روایات" کو بروئے کار لا کر اس کو منع بھی نہیں کرتا...

اس دوہرے پن اور دورخے معیار کو اک واقعہ سے سمجھئے... چند سال قبل امریکہ کے شہر سان فرانسسکو میں ایک کتے نے ایک بچے کا گال چبالیا اور اسے چھوڑنے کو تیار نہ تھا جس پر بچے کے باپ نے کتے کے سر پر بلے سے ضرب لگائی اور کتا ہلاک ہوگیا... قریب کھڑے پڑوسی نے فوراً مجاز اداروں کو فون کیا، پولیس آئی، جائے واقعہ کی تصاویر لیں، آلۂ قتل برآمد کیا اور مجرم کو گرفتار کر کے جیل بھجوادیا گیا...اگلے روز واقعہ اخبار میں شائع ہونے کی دیر تھی کہ لوگ گھروں سے باہر نکل آئے، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور انتظامیہ کی دوڑیں لگ گئیں... عوام نے قاتل کو سزائے موت دلوانے کا مطالبہ کر دیا... اخبارات پر تمام کالم نگاروں کو موضوع بحث مل گیا... مجرم اور مقتول کے وکلا نے دلائل کے انبار لگادیے اور بالآخر جیوری نے مجرم کو باقی زندگی کتوں کی خدمت کے لیے وقف کرنے ہدایت کرتے ہوئے انصاف کا بول بالا کیا...اب اسی قوم کی منافقت کا اک اور مظاہرہ دیکھیے... عراق و افغانستان پر مسلط کردہ جنگ سے لے کر آج شام پر غاصبانہ کشت و خون کی تاریخ اٹھا کر دیکھیے...

اس دورانیہ میں امریکہ سمیت اٹھائیس ممالک نے اسلامی خطوں پر جنگی طیاروں کے ذریعے لاکھوں ٹن وزنی بم برسائے... جن میں کروڑوں انسان شہید ہوئے... بے شمار عمارتیں جن میں عبادت گاہیں، درس گاہیں اور ہسپتال سب سے پہلے نشانہ بنائے گئے... نظام زندگی تباہ... آسمان سے گولیاں، ٹام ہاک، ڈیزی کٹر اور فاسفورس بموں کی بارش اور سمندروں سے کروز میزائلوں کے سونامی...ادویات کے عدم حصول اور بھوک پیاس کے عفریت نے الگ لاکھوں افراد کو نگل لیا... لیکن آفرین صد آفرین...!!!

سان فرانسسکو سے نیویارک تک... واشنگٹن سے جنیوا تک اور لندن سے ہیگ تک کسی شخص نے احتجاج نہیں کیا... کسی انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیم نے لہو لہو مسلم امہ کے حق میں ہمدردی کے دو بول تک نہیں کہے... بلکہ اُلٹا مسکرا مسکرا کر اس خون آشام جنگ میں کامیابی اور ضرورت پڑنے پر مزید حملوں کا اعلان کیا گیا...

اس موقع پر شامی مسلمانوں کے کٹے پھٹے اعضا، جلے بجھے جسم اور سسکتی تڑپتی لاشیں عالمِ اسلام سے یہ سوال کرتی ہیں کہ کیا ہماری حیثیت تمہارے نزدیک اتنی بھی نہیں جتنی امریکیوں کے نزدیک اپنے کتے کی ہے؟؟ وہاں ایک کتے کی ہلاکت پر ساری انتظامیہ حرکت میں آجاتی ہے اور یہاں زخمیوں کی قطاریں لگ گئیں...لاشوں کے انبار جمع ہوگئے، نہ تمہاری رگ حمیت پھڑکی نہ غیرت ایمانی کو جوش آیا...نہ تمہیں اپنے مظلوم بھائیوں کا غم نہ اپنے مستقبل کی فکر...

یاد رکھنا امریکہ کے ورلڈ آرڈر کا نشانہ صرف ہم نہیں... جلد اس طوفان کا رُخ تمہاری غفلت کشی کی جانب مڑنے کو ہے...احباب ۲۲ دن سے مسلسل شام کے شہروں پر کروز میزائلوں اور کیمیاوی بموں کے ساتھ حملے کیے جارہے ہیں ہزاروں افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں اس ننگی جارحیت و مسلم کشی پر امت محمدیہ علی صاحبھا السلام کو سانپ سونگھ چکا ہے...آپ تمام احباب اس سربریت پر اپنے قلم حرکت میں لائیں! اپنی دعاؤں شامی و عراقی بھائیوں کے لیے وقف کیجیے...اور جس بھی صورت میں ہو، مجاہدین، مہاجرین اور مسلمانانِ شام و عراق کی مدد کیجیے... جزاک اللہ خیر

☆☆☆☆☆

اسٹریٹجک اہمیت کا حامل ضلع سنگین فتح ہو گیا!

بشکریہ: الامارہ اردو [امارت اسلامیہ افغانستان کی رسمی اردو ویب سائٹ]

امارت اسلامیہ کے غیور مجاہدین نے افغانستان بھر میں وسیع فتوحات کے سلسلے میں صوبہ ہلمند کے اہم ضلع "سنگین" پر مکمل کنٹرول قائم کر لیا ہے۔ ضلع سنگین کا مرکز گزشتہ ایک ماہ سے مجاہدین کے محاصرے میں تھا۔ کابل انتظامیہ غیر ملکی حملہ آوروں کی فضائی مدد کے باوجود اس اہم ضلع کا دفاع کرنے میں ناکام رہی ہے امارت اسلامیہ کے ترجمان قاری یوسف احمدی نے خبر جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ ضلع سنگین میں کابل حکومت کے محصور مسلح اہل کار گزشتہ رات طیاروں کے ذریعے یہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں، جس کے بعد غیر ملکی حملہ آوروں نے ضلعی ہیڈ کوارٹر اور پولیس ہیڈ کوارٹر پر بم باری کر کے دونوں عمارات کو کھنڈر بنا دیا ہے، تاکہ وہ عمارتیں مجاہدین کے کام نہ آسکیں۔ تاہم وہاں موجود دشمن کے ساز وسامان اور گاڑیوں کو بہت کم نقصان پہنچا ہے، جنہیں مجاہدین نے اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔

ضلع سنگین کی ضلعی عمارت کے علاوہ باقی تمام علاقوں پر پہلے ہی سے مجاہدین کا کنٹرول تھا۔ مجاہدین نے گزشتہ ماہ ضلعی ہیڈ کوارٹر اور دفاعی چوکیوں پر حملے کیے تھے۔ جب کہ شہر کو فتح کر کے ضلعی مرکز کا گھیراؤ کیا ہوا تھا۔ غیر ملکی حملہ آوروں نے کابل انتظامیہ کی درخواست پر سنگین شہر اور ارد گرد کے علاقوں پر شدید فضائی حملے کیے ہیں، جن کے نتیجے میں عام شہریوں کو بڑے پیمانے پر جانی ومالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ حتیٰ کہ ایک رات کی بم باری میں خواتین اور بچوں سمیت ۳۹ شہری شہید اور متعدد زخمی ہوئے ہیں۔ ایک مسجد شہید اور کئی مکانات بھی تباہ ہو گئے ہیں۔ قابض درندوں نے ایک دن بعد دوبارہ بم باری کر کے ۱۵ شہریوں کو شہید اور زخمی کر دیا ہے۔ دشمن بہت کوشش اور مسلسل فضائی حملوں، گولہ بارود برسانے اور رات گئے خفیہ چھاپے مارنے کے باوجود مجاہدین کو شکست دینے اور ضلعی ہیڈ کوارٹر کا محاصرہ توڑنے میں بری طرح ناکام رہا ہے۔ کابل انتظامیہ قابضین کی مکمل حمایت کے باوجود نہ صرف مجاہدین کو پسپا نہ کر سکی، بلکہ اجرتی فورسز نے ضلعی ہیڈ کوارٹر میں اپنی موجودگی کو برقرار رکھنے کے بجائے راہ فرار اختیار کی ہے۔

ضلع سنگین میں بہت سارے امریکی اور برطانوی فوجیوں نے اپنی جانیں گنوا دی ہیں۔ یہاں مسلسل اور خونریز جھڑپوں اور حملوں نے بہت سے قابض جرنیلوں کو دن میں تارے دکھا دیے ہیں۔ وہ افغانستان پر قبضے کا خواب دیکھنا ترک کر گئے ہیں۔ انگریز دشمن کے اعتراف کے مطابق ضلع سنگین میں مجاہدین کے ہاتھوں سو سے زائد دشمن فوجی ہلاک ہوئے ہیں، جب کہ حقیقی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ کرزئی اور اشرف غنی کی قیادت میں کابل انتظامیہ نے سر توڑ کوشش کی تھی کہ ضلع سنگین پر اپنا کنٹرول برقرار رکھے، تاہم زیادہ جانی نقصان اٹھانے کے باوجود وہ اپنی اس کوشش میں ناکام ہو گئی ہے۔

ضلع سنگین اسٹریٹجک لحاظ سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ ضلع قندھار اور ہرات کو ملانے والی مرکزی شاہراہ کے قریب واقع ہے۔ ضلع کجکی کا راستہ بھی یہیں سے گزرتا ہے۔ اس ضلع کو شمالی ہلمند کا دروازہ قرار دیا جاتا ہے۔ اب مجاہدین ضلع سنگین پر کنٹرول قائم کرنے کے بعد بآسانی قندھار کے ضلع میوند تک آمد ورفت رکھ سکتے ہیں، جس سے دشمن کی سپلائی لائن کاٹ دی گئی ہے۔ ضلع سنگین کی فتح مجاہدین کے لیے بے حد اہم کامیابی اور دشمن کے لیے رسوا کن شکست سمجھی جا رہی ہے۔

علمائے ربانیین کا کردار تو یہ ہے!!!

بادشاہ کا اعلان ہوا: "جس نے آج کے بعد قران کو اللہ کا کلام کہا یا لکھا گردن اُڑا دی جائے گی"۔ بڑے بڑے محدثین علما شہید کر دیے گئے ... ساٹھ سال کے بوڑھے امام احمد بن حنبلؒ امت کی رہنمائی کو بڑھے اور بولے:

"جاؤ جا کر بتاؤ حاکم کو کہ احمد کہتا ہے قرآن اللہ کی مخلوق نہیں اللہ کا کلام ہے!"

دربار میں پیشی ہوئی بہت ڈرایا گیا... امام کا استقلال نہ ٹوٹا... مامون الرشید مر گیا، اس کا بھائی معتصم حاکم بنا، امام کو ساٹھ کوڑوں کی سزا سنا دی گئی... دن مقرر ہوا... امام کو زنجیروں میں جکڑ کر لایا جا رہا تھا... بغدا میں سر ہی سر تھے... ایک شخص شور مچاتا صفیں چیرتا پاس آتا ہے: "احمد احمد! مجھے جانتے ہو؟"۔ فرمایا: نہیں!

"میں ابوالہیثم ہوں... بغداد کا سب سے بڑا چور... احمد! میں نے آج تک ان کے بارہ سو کوڑے کھائے ہیں لیکن یہ مجھ سے چوریاں نہیں چھڑا سکے... کہیں تم ان کے کوڑوں کے ڈر سے حق مت چھوڑ دینا... امام! میں نے اگر چوریاں چھوڑیں تو صرف میرے بچے بھوک سے تڑپیں گے لیکن اگر آپ نے حق چھپایا تو امت برباد ہو جائے گی"۔

امام غش کھا کر گر پڑے، ہوش آیا تو دربار میں تھے... حبشی کوڑے برسا رہا تھا... تیس کوڑے ہوئے... معتصم نے کہا: امام کہیے!؟ آپ نے فرمایا "میں مر سکتا ہوں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں رتی برابر تبدیلی برداشت نہیں کر سکتا!..."

پھر سے کوڑے برسنے لگے... ایک وزیر کو ترس آتا ہے: "امام! ایک مرتبہ میرے کان میں چپکے سے کہہ دیجیے قرآن کلام نہیں مخلوق ہے میں بادشاہ سے سفارش کروں گا"۔

امام نے فرمایا: "تو میرے کان میں کہہ دے قرآن مخلوق نہیں اللہ کا کلام ہے روزِ قیامت رب سے میں تیری سفارش کروں گا"۔

۲۸ ماہ کے قریب قید وبند اور کوڑوں کی سختیاں جھیلیں۔ آخر تنگ آکر حکومت نے آپ کو رہا کر دیا۔ اس آزمائش کے بعد اکیس سال تک زندہ رہے، خلق خدا کو فیض پہنچاتے رہے، کوڑوں کی تکلیف آخر عمر تک محسوس کرتے تھے، لیکن عبادت وریاضت میں مستقیم اور درس وتدریس میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ بروز جمعہ آپ نے وصال فرمایا... رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ

صلیبیوں کی مسلسل ہزیمتیں

سید نور اللہ شاہ

افغانستان میں امریکہ کی تمام تر کوششوں کے باوجود اس کی اتحادی افواج کے قدم اُکھڑ رہے ہیں۔افغان فوج افغانستان کے ہر محاذ پر ناکام ہورہی ہے۔ جہاں کہیں بھی کٹھ پتلی افواج پر مجاہدین کا حملہ ہوتو ان امریکی ایجنٹوں کو فرار کی راہ ہی سوجھتی ہے۔موسمِ بہار کے آغاز سے قبل ہی صلیبیوں کی تمام تر کوششوں کے باوجود مقامی افواج ہلمند جیسے اہم محاذ پر بھی ٹِک نہ پائیں اور ہزیمتوں کا داغ لیے اپنے آقاؤں کی گود میں جا بیٹھیں۔ گزرے برسوں کے برعکس طاغوتی لشکر مجاہدین کی فتوحات کو روکنے میں ناکام رہے اور مجاہدین مختلف علاقوں میں پیش قدمی کرتے رہے۔

سنگین جیسا اہم اور تزویراتی ضلع بھی ایک بار پھر مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوگیا۔سنگین ایسا ضلع ہے جو کئی مرتبہ مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوا ہے مگر اس کی تزویراتی (سٹریٹجک) اہمیت کی وجہ سے صلیبی و مقامی افواج بے دریغ فضائی بم باری کرکے اس کے ضلعی ہیڈ کواٹرز کو واپس لینے میں کامیاب ہوجاتی ہیں۔مجاہدین دوبارہ ان کا محاصرہ کرلیتے ہیں جس کی وجہ سے ان فورسز کا حرکت کرنا ناممکن وہ جاتا ہے ۔اس مرتبہ انوکھا معاملہ پیش آیا اور مجاہدین کے مسلسل محاصرے اور دباؤ کے بعد محصور افغان افواج کا حوصلہ پست ہوگیا اور تمام تر امریکی طفل تسلیوں کے باوجود افغان افواج نے ضلعی عمارتوں کو چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا۔ بالآخر امریکی افواج کو ہی افغان فوج کی مدد کرنی پڑی اور تمام فوجی امریکی طیاروں کی مدد سے علاقہ چھوڑ کر فرار ہو گئے۔امریکہ نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ضلعی ہیڈ کواٹر کی تمام سرکاری عمارتوں پر بم باری کر کے انہیں تباہ کردیا تاکہ مجاہدین اس سے کسی قسم کا کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں۔جب مجاہدین مذکورہ عمارتوں تک پہنچے تو انہیں چند ہموی گاڑیوں کے علاوہ باقی تمام امریکی ساختہ فوجی گاڑیاں صحیح سالم حالت میں ملیں جن کی تعداد درجنوں میں ہے۔امریکی میڈیا ان گاڑیوں کی تباہی کا اعلان کرتا رہا مگر مجاہدین نے تصویریں جاری کرکے صلیبی پروپیگنڈے کا منہ بند کردیا۔بعد ازاں یہ گاڑیاں محفوظ مقامات پر منتقل کردی گئیں۔مجاہدین کو اس کے علاوہ دیگر بے شمار اسلحہ و دوسری طرز کی بھی کئی فوجی گاڑیاں بھی ملیں۔ان غنائم کی تفصیل یہ ہے:

• ۳۰ بکتر بند فوجی گاڑیاں...• ۳۰ رینجر فورڈ گاڑیاں...ابلڈوزر...۸ ٹریکٹر...۷ جنریٹر

سنگین کی فتح سے پہلے یہ تقریباً ایک ماہ سے مسلسل مجاہدین کے محاصرے میں تھا۔ پھر مجاہدین نے ضلعی مرکزی ہیڈ کواٹر اور دوسری چوکیوں پر شدید حملہ کیا اور چوکیوں پر قبضے کے بعد مجاہدین شہر پر فتح مند ہوگئے مگر ضلعی ہیڈ کواٹر محصور رہا۔ صلیبی فضائیہ نے ضلعی ہیڈ کواٹر کو مجاہدین کے ہاتھ میں جانے سے بچانے کے لیے اپنے دن رات ایک کردیے اور عام شہریوں پر آگ و آہن برسانے میں مصروف رہی ۔کٹھ پتلی انتظامیہ کی منت سماجت بھی اس بم باری کا باعث بنی کہ جس میں سنگین شہر اور گردونواح میں شدید فضائی آپریشنز کیے گئے جس کا نشانہ عام مسلمان شہری بنے۔ان حملوں میں مجاہدین کو کثیر جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا حتیٰ کہ ایک رات کی بم باری میں خواتین اور بچوں سمیت ۳۹ شہری شہید اور متعدد زخمی ہوئے۔ اس سر بریت کے نتیجے میں ایک مسجد بھی شہید اور کئی مکانات تباہ ہوگئے۔ قابض درندوں نے ایک دن بعد دوبارہ بم باری کرکے ۱۵ شہریوں کو شہید و زخمی کردیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

سنگین 'افغانستان میں حق و باطل کے درمیان کشمکش کا ایک اہم محاذ بن چکا ہے اس میں سے سب سے اہم وجہ اس کی کی تزویراتی اہمیت ہے۔سنگین' قندھار اور ہرات کو ملانے والی مرکزی شاہراہ پر واقع ہے۔اسے شمالی ہلمند کا دروازہ قرار دیا جاتا ہے۔اس کی فتح مجاہدین کے لیے ایک بڑی کامیابی اور برطانوی و امریکی افواج کے لیے ہزیمت کا باعث ہے کہ جس کی وجہ سے دشمن کی سپلائی لائن کٹ چکی ہے اور اب مجاہدین قندھار کے مختلف اضلاع تک باآسانی رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔یہی ضلع نمکی وصوبہ ہرات کا راستہ بھی سنگین سے ہوکر گزرتا ہے۔

نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جاری اس صلیبی صہیونی جنگ میں صلیبیوں کے مقامی حواری آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہیں۔اللہ جل شانہ نے ان پر اپنا عذاب مسلط کرکے ایک دوسرے کا دشمن بنادیا ہے اور اب مختلف وجوہات کولے کر یہ ایک دوسرے کے خلاف سیاسی اور کبھی عسکری سطح پر جھڑپوں میں مصروف رہتے ہیں۔پاکستان اور افغانستان آج کل سرحدی تنازعوں سے گزر رہے ہیں۔ کبھی سرحدی گزرگاہوں کے بند کرنے پر بیان بازی ہے اور کبھی سرحد پر باڑ بنانے کے معاملے پر۔ مگر اللہ جل شانہ کی غیبی مدد ہے کہ ان صلیبی ایجنٹوں کی آپسی الجھنیں بالخصوص مجاہدین اور بالعموم اس خطے کے مسلمانوں کے لیے رحمت کا باعث بنی ہوئی ہیں۔اللہ ان دین دشمنوں کو مزید لڑوائیں، آمین۔

شیخ القرآن والحدیث امیر المومنین ملا ھبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ نے اپنے آخری بیان میں افغان عوام کو شجرکاری کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا پیغام دیا تھا۔اس پیغام کا خیر مقدم کرتے ہوئے مجاہدین و عوام نے مل کر شجرکاری مہم میں بھرپور حصہ لیا۔چند ہی دنوں میں افغان قوم کے بچوں بڑوں سب نے مشترکہ طور پر کئی ہزار پودے ملک بھر میں لگا دیے۔کٹھ پتلی حکومت یہ باغ و بہار دیکھ کر بھلا کب خاموش رہنے والی تھی سو فیصلہ ہوا کہ اس مہم میں روڑے اٹکائے جائیں۔افغان کٹھ پتلی فورسز نے مقامی امن ملیشیاؤں کے ساتھ مل کر کئی علاقوں میں لگائے گئے نئے پودے اکھاڑ پھینکے اور وجہ یہ بتائی کہ ان پودوں کی وجہ سے طالبان مجاہدین کو مزید کارکنوں کی بھرتی کرنے میں فائدہ ملے گا۔کٹھ پتلی انتظامیہ اب جو کچھ بھی کرلے افغان عوام کے دلوں میں رچی ہوئی شریعت اور اس کے رکھوالوں کے لیے محبت کو ختم نہیں کرسکے گی۔

روس نے ۱۴ اپریل کو ماسکو میں افغانستان میں امن کے لیے کانفرنس بلائی ہے۔افغان معاملے کو لے کر ہر ملک اس معاملے کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ روس نے اس کانفرنس کے لیے پاکستان، چین، بھارت، سمیت ۱۲ ممالک کو اس مسئلے کے حل پر مذاکرات کی دعوت دی ہے۔امریکہ کو بھی دعوت دی گئی اور اس نے دعوت قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے یہ پراپیگنڈا شروع کردیا کہ روس 'مجاہدینِ افغانستان کی مدد کر رہا ہے۔

واضح رہے کہ مجاہدین بارہا ایسے پراپیگنڈے کے رد میں کہہ چکے ہیں کہ وہ کسی بھی ملک سے عسکری تعلق نہیں رکھنا چاہتے اور اگر کسی سے رابطہ کیا بھی گیا تو صرف سیاسی بنیاد پر کیا جائے گا۔حالیہ کانفرنس کے معاملے پر تو معاملہ اور بھی واضح ہے کہ روس نے چین اور پاکستان سے رابطہ کر کے انہیں کانفرنس کامیاب کروانے اور مجاہدینِ طالبان کے سیاسی وفد کو اس کانفرنس میں لانے کی درخواست کی۔ پھر اس پر خبریں اور پراپیگنڈا بھی شروع ہو گیا مگر امیر المومنین ملا ھیبۃ اللہ اخند حفظہ اللہ کے حکم پر مجاہدین نے اس کانفرنس میں شرکت کی پاکستان و چین کی تجویز کو رد کر دیا اور ساتھ ہی میں مجاہدین نے مستقبل قریب میں اسلام آباد میں ہونے والی ایسی ہی کانفرنس میں شرکت سے انکار کر دیا ہے۔ ادھر طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ نے اسلام آباد مذاکرات کے شوشے اور اس میں طالبان مجاہدین کے سیاسی وفد کی شرکت سے متعلق افواہوں کو رد کرتے ہوئے ان خبروں کو بے بنیاد قرار دے دیا۔ یہ پچھلے کئی سالوں کی تاریخ ہے کہ کفار کی بلائی گئی اور منعقد کی گئی ہر غیر ملکی کانفرنس میں طالبان کے وفود کی شرکت کا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے مگر بعد میں مجاہدین کو تردید کرنی پڑتی ہے اور سچ کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔

مجاہدین اگرچہ سیاسی حل کی ضرورت سے انکار نہیں کرتے مگر خواہ مخواہ کی سیاسی چکر بازیوں سے اجتناب ہی برتتے ہیں۔ ذرائع کے مطابق مجاہدین کے پیشِ نظر افغانستان سے غیر ملکی افواج کی واپسی اور شریعت کا دوبارہ نفاذ ہے اور اس کے لیے مجاہدین سیاسی مذاکرات کرنے کے لیے تیار رہے مگر دشمن کی چال بازیوں کو دیکھتے ہوئے مجاہدین نے فی الحال مذاکرات کو موقوف کر کے عسکری آپریشنز پر مکمل توجہ مرکوز کر رکھی ہے تا کہ امریکہ کو جلد از جلد ملک سے نکالا جا سکے۔

ایک مرتبہ پھر افغان فوج اور پولیس میں موجود رابطہ اہل کاروں کی طرف سے افغانیوں اور امریکیوں کو بھوننے کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔ صلیبیوں کے لیے افغان سرزمین آگ کا ایسا الاؤ بن چکی ہے جہاں ان کے معاونت کار بھی ان کی جان کے پیاسے نظر آتے ہیں۔ مجاہدین کی دعوتی سرگرمیوں نے کٹھ پتلی انتظامیہ کے جڑوں تک رسائی حاصل کر لی ہے۔ صلیبیوں کے ظلم اور مجاہدین کی دعوت کے نتیجے میں جوشِ انتقام سے لبریز افغان پولیس و فوجی اہل کاروں نے ایک مرتبہ پھر صلیبی اور ان کے مقامی ایجنٹوں کا صفایا شروع کر دیا۔ایسے واقعات کی وجہ سے اب ایک طرف امریکی فوجی افغان فوجیوں سے کنی کتراتے دکھائی دیتے ہیں تو دوسری طرف خود افغان افواج میں بھی ایک دوسرے کے لیے عدم اعتماد کی فضا پھیل چکی ہے۔ یکم مارچ کو ہلمند اور فراہ میں دو الگ الگ واقعات میں دو فوجی اہل کاروں کی جانب سے ۲۰ ساتھی اہل کار ہلاک ہو گئے۔ ۹ مارچ کو صوبہ زابل میں دو رابط پولیس اہل کاروں نے اپنے ۸ ساتھی افغان اہل کاروں کو زہر ملا کر کھلانے کے بعد گولیاں مار کر ہلاک کر دیا اور اسلحہ و فوجی گاڑی لے کر مجاہدین کے پاس پہنچ گئے۔ اسی طرح کے ایک اور واقعے میں ۱۸ مارچ کو ہلمند میں افغان فوجی اہل کار نے فائر نگ کر کے متعدد امریکی فوجیوں کو ہلاک و زخمی کر دیا جب کہ جوابی فائر نگ میں وہ اہل کار خود بھی شہید ہو گیا۔ ۲۲ مارچ کو صوبہ قندوز میں ایک پولیس اہل کار نے اپنے سوتے ہوئے ۹ فوجی اہل کاروں کو ہلاک کر دیا اور خود مجاہدین کے ساتھ شامل ہو گیا۔ ایسے ہی ایک واقعے میں ۲۸ فروری کو لشکر گاہ میں ایک پولیس اہل کار نے سوتے ہوئے ۱۱ ساتھی اہل کاروں کو قتل کر دیا تھا۔ تجزیہ نگاروں کے مطابق یہ تمام حملے مجاہدین کی منصوبہ بندی سے مکمل ہوتے ہیں اور ایسے تمام اہل کاروں کے مکمل رابطے مجاہدین کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ایسے تمام واقعات کی ذمہ داری بھی امارتِ اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کی جانب سے قبول کی جاتی رہیں۔ تجزیہ نگاروں کے مطابق ان واقعات سے افغان عسکری اداروں میں طالبان کے اثر و رسوخ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو کہ حالیہ عرصے میں مزید تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

افغانستان میں مجاہدین کی بڑھتی سرگرمیوں سے خائف توسیع پسندانہ عزائم کی حامل امریکی انتظامیہ افغانستان میں اپنے اُکھڑتے ہوئے قدموں کو دوبارہ جمانا چاہتی ہے۔ اس مقصد کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔ ری پبلکنز کے سینیٹر اور سابقہ صدارتی امیدوار جان مکین نے صدارتی انتظامیہ پر زور دیتے ہوئے کہا کہ افغانستان میں طالبان کی بڑھتی سرگرمیوں کی طرف بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ سینیٹر نے کہا کہ افغانستان میں سیکورٹی کی صورتحال انتہائی خراب ہو گئی ہے اور اب ایک اور ضلع (سنگین) طالبان کے قبضے میں چلا گیا ہے جو تشویشناک امر ہے۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کانگریس سے افغان آپریشن کی مد میں ۱.۱ (ایک عشاریہ ایک) ارب ڈالر مانگ لیے ہیں۔ امریکی صدر نے یہ فنڈز نئے سال کے مالی بجٹ میں افغانستان میں عسکری و دیگر پریشنز کے لیے مختص کرنے کا مطالبہ کیا، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ امریکہ فی الحال افغان جنگ سے نکلنے کے موڈ میں نہیں ہے۔

امریکی عوام کے ٹیکسوں پر لڑی جانے والی ان صلیبی جنگوں سے امریکی معیشت کئی خطرات سے گھری ہے مگر ہر نیا امریکی صدر اپنے پیش رو سے بھی آگے بڑھتے ہوئے عالمی یہودی ساہوکاروں کی اس غلیظ، خونی جنگ کو آگے بڑھانے میں مزید ولولے سے کام کرتا ہے۔ اللہ جل شانہ نے امریکہ کا زوال لکھ دیا ہے جس کی بدولت امریکی عوام اور ان کی منتخب کردہ انتظامیہ دنیا بھر میں امریکہ کی جانب سے پھیلائی گئی لڑائیوں سے نکلنے کی بجائے ان میں مزید گھسنے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ اس سب کا لازمی نتیجہ معاشی قوت پر بڑھتا بوجھ ثابت ہو گا اور بالآخر یہ سلسلہ امریکہ کی اقتصادی قوت کی تباہی پر منتج ہو گا۔

افغانستان میں امریکہ کی جانب سے مسلط کردہ کٹھ پتلی انتظامیہ اخلاقی طور پر تو روبہ زوال تھی ہی اب کرپشن کی ایسی ایسی داستانیں سننے کو مل رہی ہیں کہ امریکیوں کے انتخاب پر بھی عش عش کرنے کو جی چاہتا ہے۔ افغان انتظامیہ میں کرپشن کے خلاف جاری مہم میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے اہم ترین شعبے یعنی صرف وزارتِ دفاع میں ۱۴۰۰ سرکاری اہل کار اور افسران کرپشن ثابت ہونے پر برطرف کر دیے گئے ہیں جب کہ دو ہزار (۲۰۰۰) سے زائد افسران اور اہل کاروں سے تفتیش جاری ہے۔ برطرف کیے جانے والوں میں چند فوجی جنرل بھی شامل ہیں۔ سرکاری ذرائع کے مطابق ان سب کو مستقل طور پر برطرف کیا گیا ہے۔ کٹھ پتلی انتظامیہ ہر دوسرے روز اپنے مغربی آقاؤں کے منہ پر بھی کالک ملنے کی ذمہ دار ٹھہرتی ہے کیونکہ یہ افغانستان میں فرعونِ عصر امریکہ کے نمائندے ہیں۔

مجاہدین کی کامیابیوں نے اسلام دشمنوں کو بوکھلا کر رکھ دیا ہے۔ ایک طرف امریکی افواج عوام پر بم باریوں کا نفسیاتی دباؤ استعمال کر رہی ہیں تو دوسری طرف کٹھ پتلی صدر اشرف غنی ان بم

باریوں کا دفاع کرتے ہوئے امریکیوں کی بجائے مجاہدین کو ان وحشیانہ بم باریوں کا ذمہ دار قرار دے رہا ہے۔ افغان صدر کے مطابق اگر مجاہدین کارروائیاں روک دیں تو امریکی بم باری بھی رک جائے گی۔ اپنے گورے آقاؤں کے وفادار یہ ایجنٹ حکمران صلیبیوں کی نمک حلالی میں ہر حد سے آگے بڑھ کر اپنی عقل کو بھی قفل چڑھا چکے ہیں۔ اشرف غنی نے صلیبی آقاؤں کو بچانے کے لیے سارا ملبہ اپنے سر لے لیا اور کہا کہ امریکیوں کو خود افغان افواج مدد کے لیے بلاتی ہیں اور امریکی افواج خود سے کسی جگہ بم باری نہیں کرتیں۔ اس خطے کے وفادار ایجنٹ بھی ایک دوسرے سے کتنا میل کھاتے ہیں، یاد آیا کہ ڈمہ ڈولہ پر امریکی بم باری کا ملبہ بھی پرویز مشرف نے اپنے سر لے لیا تھا۔

بہر حال ایک طرف اشرف غنی افغان طالبان کو امریکی سر بریت کا ذمہ دار قرار دے رہا ہے تو دوسری طرف اس کی بیوی یعنی ''افغان خاتون اول'' نے طالبان مجاہدین سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ جنگ ختم کر دیں۔ ظالم امریکیوں کی موجودگی میں جنگ ختم کرنا غلامی کی طرف بلانا ہی ہے اور مجاہدین کٹھ پتلی حکمرانوں کی ایسی گزارشات کو ہرگز خاطر میں نہیں لاتے۔

دوسرے مسلم خطوں کی طرح افغانستان میں بھی آج کل مغربی قوتیں اسلام کے خلاف جنگ میں تیزی لانے کے لیے داعش کا منجن استعمال کرنے میں مصروف ہیں۔ داعش کے ظہور کے ساتھ ہی مجاہدینِ امارت اسلامیہ کی بہترین پالیسی کے تحت داعش کو محصور کر دیا گیا تھا مگر امریکہ اور اس کے حواریوں نے میڈیا کے ذریعے داعش کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ داعش کے اعلانِ خلافت کے بعد سے تو گویا صلیبیوں کے ہاتھ میں اسلام کے خلاف لڑائی کے لیے ایک نیا حربہ ہاتھ میں آگیا تھا۔ اسی حربے کے استعمال سے صلیبیوں نے اپنے تمام دشمنوں کی زیر کرنے کی پالیسی کو بہتر بنایا اور اس میں جزوی کامیابیاں حاصل کیں۔

اب افغانستان میں بھی وہی حربہ استعمال کیا جا رہا ہے اور داعش کا ہوّا کھڑا کر کے درحقیقت امارتِ اسلامیہ افغانستان کے خلاف ہی عسکری منصوبہ بندیاں مطلوب ہیں۔ امریکہ خود چاہتا ہے کہ افغانستان میں داعش مضبوط ہو تاکہ ان کے ذریعے سے امارتِ اسلامیہ افغانستان کو کاؤنٹر کیا جا سکے اور مجاہدینِ طالبان کو ان سے لڑائی میں الجھا کر اپنے مکروہ مقاصد حاصل کیے جائیں۔ امریکی وزیرِ دفاع جیمز میٹس نے داعش سے نمٹنے کے لیے وائٹ ہاؤس کے نئے پلان کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ داعش عراق و شام سے بڑھ کر اب افغان خطے میں بھی ایک حقیقت کا روپ دھار چکی ہے جس سے نمٹنا اس پلان کا حصہ ہے۔ اس کے بعد پینٹاگان کے ترجمان کیپٹن جیف ڈیوس نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ یہ داعش کو تیزی سے شکست دینے کا پلان ہے۔ ادھر افغانستان میں نیٹو کمانڈر جنرل نکلسن نے بھی ایک بیان میں کہا ہے کہ داعش پاکستان و افغانستان میں مقامی شدت پسند گروہوں سے اتحاد کر چکی ہے اس وجہ سے یہ اتحاد امریکہ کے لیے خطرہ ہونے کی وجہ سے امریکی ہٹ لسٹ میں سب سے اوپر ہے۔

یکے بعد دیگرے صلیبی عہدے داروں کے داعش بارے ایک ہی طرز کے بیانات افغان خطے کے حوالے سے امریکہ کی مستقبل کی پالیسی کو واضح کر رہے ہیں۔ امریکہ یہاں سب سے پہلے داعش کو میڈیا میں توجہ دلوا کر اور اس کے خلاف بیانات دے کر مشہور کروانا چاہتا ہے جب کہ

اس دوران میں افغانستان کی حقیقی جہادی مزاحمت (امارتِ اسلامیہ افغانستان) کی سرگرمیوں کو دنیا سے دور رکھنے کی پوری پوری کوشش کرے گا تاکہ داعش کے لیے ایک موافق گراؤنڈ بنایا جا سکے۔ بعد ازاں اس متشدد ٹولے داعش کو امارت سے لڑوا کر افغانستان میں اپنے مفادات کو محفوظ بنایا جا سکے مگر ان تمام سازشوں کے باوجود اللہ جل جلالہ کی تدبیر غالب اور کامیاب رہے گی اور کفار و منافقین کے گروہ ناکام ہی ٹھہریں گے۔

صلیبیوں نے افغانستان پر حملے کے بعد اسلام کے خلاف جنگ میں معاونت کے لیے جواسیس اور مترجمین کی ایک بڑی تعداد کو پرکشش معاوضوں پر بھرتی کیا۔ پچھلی ڈیڑھ دہائی سے جاری حق و باطل کے اس معرکے میں ان مقامی ایجنٹوں نے امریکی قبضے و تسلط کو برقرار رکھنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ انہی غداروں کی مدد سے امریکہ کے لیے مجاہدین کے رازوں سے واقفیت اور اسلام دشمنی میں عوام پر ظلم مسلط کرنے میں آسانی ہوئی۔

اب جب کہ مجاہدین ملک کے طول و عرض میں فتوحات کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں اور زیادہ علاقے مجاہدین کے قبضے میں آرہے ہیں۔ دیہاتی علاقوں کے ساتھ شہری و بندوبستی علاقوں تک بھی مجاہدین کی فتوحات کے جھنڈے لہرا رہے ہیں تو ایسے وقت میں ان مترجمین و جواسیس کی حالت پتلی ہو چکی ہے۔ ان غداروں کو افغان سرزمین اپنے لیے تنگ ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے اس لیے تمام ملت فروش مغربی ممالک کے سفارتخانوں میں دھڑا دھڑ ویزوں کی درخواستیں دے رہے ہیں۔ ان کے لیے حیران کن خبر یہ ہے کہ جن مغربی صلیبیوں کا اب تک دم بھرتے رہے اور نمک حلالی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی وہی آقا اب انہیں دھتکار رہے ہیں۔

ہزاروں تعلیم یافتہ غدارانِ ملت ویزوں کے لیے سرگرداں ہیں مگر جواب میں انہیں افغانستان میں ہی صلیبی عسکری اداروں کے ساتھ کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ صرف دو ہفتوں میں ۲۰ ہزار سے زائد مترجمین اور جاسوسوں نے امریکی کونسل خانوں میں ویزوں کی درخواست دی جو ٹرمپ کے حکم پر مسترد کی جا چکی ہے۔ صلیبیوں کے رویے سے نالاں ہو کر یہ غدار مترجمین اب مجاہدین کے ممکنہ جوابی حملوں سے خوف زدہ ہیں۔ قبائلی عمائدین کی درخواست پر مجاہدین نے مترجمین کی معافی پر غور کرنے کا اعلان کیا ہے مگر کسی بھی جاسوس کو معافی نہ دینے کا فیصلہ ہوا ہے۔ مجاہدین کے بقول جاسوس کو اپنے کیے کی سزا ملے گی البتہ مترجمین کو آئندہ صلیبی اداروں سے تعاون نہ کرنے کی یقین دہانی کے بعد معافی دی جائے گی۔

واضح رہے کہ غیر ملکی اتحادی افواج کے ساتھ تقریباً ایک لاکھ افغانوں نے مل کر کام کیا تھا جن کی خدمت کے صلے میں ان کو برطانیہ میں عارضی پناہ دی گئی تھی مگر اب ان سب کو واپس بھیج دیا گیا ہے۔ اب کئی افغان نوجوان جنھوں نے صلیبیوں کی نوکری کی اور اب ان کے ناروا سلوک سے پریشان ہیں انہوں نے باقی افغانوں کو مغربی اداروں کے ساتھ تعاون نہ کرنے کا پیغام دیا ہے۔

☆☆☆☆☆

سرزمین خراسان سے شریعت کی ٹھنڈی ہوا

عکرمہ عبداللہ

امارت اسلامیہ ہر سال ایک نئے عسکری آپریشن کا آغاز کرتی ہے اور آنے والا آپریشن پہلے کیے گئے آپریشن سے زیادہ اور کارگر ہوتا ہے (الحمداللہ)۔ جب عزم عملیات کا آغاز کیا گیا تو ایک طرف مذکرات مذاکرات کا شور تھا مگر طالبان نے اپنی تمام تر توجہ جنگی سرگرمیوں پر رکھی کیونکہ جو جہادی گروہ بھی کسی معاہدے یا مذاکرات کی پیش کیش سے بڑی امید لگاتا ہے وہ ہمیشہ دھوکہ ہی کھاتا ہے۔ عزم عملیات کے آغاز کے پہلے ہی دن امارت اسلامیہ نے بیک وقت تقریباً پورے افغانستان میں تمام ولسوالیوں (ضلع ہیڈ کوارٹر) پر حملہ کیا۔ اس کے بعد خان شین جو کہ ہلمند کا ایک ضلع ہے (افغانستان میں ضلع کو "ولسوالی" کہا جاتا ہے) اس پر کامیاب حملہ کیا اور اسے مکمل فتح کر لیا۔ اب امریکی فوجی' افغان فیوجیوں کی مدد کے لیے خان شین آئے اور زمینی رستے سے آنے کی جرأت تو نہ کر سکے، فضائی مدد سے ہیلی کاپٹروں میں سوار ہو کر خان شین میں اترے۔ طالبان نے بھی ان کے لیے علاقہ کھلا چھوڑ دیا کہ یہ زمین پر اتر آئیں۔ اب یہ دوبارہ زمین پر آئے اور پہلے سے زیادہ ساز وسامان لے کر ایک نیا فوجی کیمپ تعمیر کیا۔ کچھ ہی عرصے بعد طالبان نے ایک مرتبہ پھر اسی ولسوالی پر بھرپور حملہ کیا۔ اور اس بار لاتعداد مال غنیمت حاصل کیا۔ امارت اسلامیہ عین اسلامی طریقے کے مطابق مال غنیمت اس کارروائی میں شامل ہر مجاہد میں تقسیم کرتی ہے۔

اس کے قندوز شہر پر طالبان نے بھرپور حملہ کیا اور شہر کو مکمل فتح کیا الحمداللہ اور اس شہر میں فاتحانہ داخل ہوئے۔ اس حملے کی ترتیب بہت ہی مختلف انداز میں تھی۔ مجاہدین نے پہلے اطراف کو اپنے قبضہ میں لیا۔ پھر مجاہدین نے شہر بھر میں مختلف مکانات کرائے پر لیے، اسلحہ جمع کیا اور افغانی فوج کی نقل و حمل پر مکمل نظر رکھی۔ جب بیرونی مجاہدین جو شہر کے اطراف میں موجود تھے انھوں نے حملہ کیا تو شہر کے اندر موجود مجاہدین نے بھی اسلحہ نکال کر ہیڈ کوارٹر پر چڑھائی شروع کر دی ان حالات کو دیکھ کر افغانی فوج نے اپنے مخصوص انداز میں بھاگنے کو ہی عافیت سمجھی۔ شہر مکمل مجاہدین کے کنٹرول میں آ چکا تھا۔ شہر کے باہر موجود ائیرپورٹ جس میں امریکی اور نیٹو افواج موجود تھیں، یہاں بھی بھرپور حملہ کیا۔ دشمن کو مکمل گھیرے میں لے لیا گیا۔ مارٹر گولوں سے اس ائیرپورٹ کو نشانہ بنایا گیا جس سے نیٹو اور اس کے کئی غلام اپنے انجام بد کو پہنچے۔ اس کے بعد امریکہ کے ساتھ دیگر نیٹو ممالک نے کئی دن بھرپور زور لگایا مگر ایک انچ بھی آگے نہ بڑھ سکے۔ یہ حملہ دشمن کے لیے (شو آف پاور) طاقت کا اظہار تھا۔ کچھ دن بعد طالبان نے قندوز شہر کو چھوڑ دیا اور اطراف پر اپنا قبضہ قائم رکھا۔

دوسری طرف ہلمند، ہرات ارزگان کی طرف مجاہدین نے اپنا زور بڑھا دیا۔ ارزگان کی تقریباً سولہ (تحصیل) ولسوالیاں ہیں جو تمام کی تمام مجاہدین کے قبضے میں ہے اور ارزگان صوبہ کا صدر مقام ترینکوٹ صرف حکومت قبضے میں ہے۔ اس پر قبضے کے لیے مجاہدین نے بھرپور جنگ کی اور شہر کے وسط میں پہنچ گئے۔ عین اسی وقت قندھار کا شیطان' جنرل عبدالرازق امریکیوں کی مدد سے یہاں آیا اور اندھا دھند بمباری کی جس کی وجہ سے عوامی نقصان کو مدنظر رکھتے ہوئے مجاہدین نے پیش قدمی موخر کر دی۔ اس وقت بھی ترینکوٹ مجاہدین کے گھیرے میں ہیں۔ الحمداللہ۔

ہلمند کی تمام ولسوالیاں (تحصیل یا ضلع) مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔ اس ولایت (صوبہ) کا صدر مقام لشکرگاہ ہے جو مکمل مجاہدین کے گھیرے میں ہے بلکہ آدھا شہر مجاہدین کے قبضے میں اور ہلمند کی ولسوالی گرم سیل امریکی کیمپ ڈوئیر کی وجہ سے آدھی ہی بچ پائی ہے۔ یہاں کا بڑا شہر صفار الحمداللہ مجاہدین کے قبضے میں ہے جو اس امریکی کیمپ سے صرف پندرہ یا بیس کلومیٹر ہے دور ہے۔ شہر کا نظام بہت احسن طریقے سے چل رہا ہے۔ یہاں پہلے یہ صورت حال تھی کہ افغانی فوجی کسی بھی گھر سے کسی بھی نوجوان خاتون کو اٹھا کر لے جاتے تھے کوئی بھی ان کو پوچھنے والا نہ تھا۔ یہ ظلم عظیم کئی بار ہوا مگر کسی انسانی حقوق کی تنظیم یا عورتوں کے حقوق کی بات کرنے والوں کو تکلیف نہیں ہوئی کیونکہ کہ یہ امت مسلمہ کی بیٹیاں تھیں۔ اگر کسی یہ نجس مشرک کی اولاد ہوتی یا فحاشی کے اڈے چلانے والی عورتیں ہوتیں تو آپ دیکھتے کہ امریکی صدر خود ان کے حق میں ٹسوے بہار ہا ہوتا اور انہیں میڈل دے رہا ہوتا۔

ننگرھار میں داعش کے فتنے نے سر اٹھایا تو ان ظالموں نے بھی اپنی جنگ کا آغاز کسی اور جگہ نہیں بلکہ امارت اسلامیہ کے فتح شدہ علاقوں کو فتح کر کے ہی اپنے باطل عقائد کا ثبوت دیا۔ ننگرھار کے تین یا چار اضلاع پر قائم یہ مصنوعی خلافت بھی بس کچھ عرصے کی مہمان رہی اور بالآخر اپنے انجام کو جا پہنچی الحمداللہ۔ امارت اسلامیہ نے بہترین حکمت عملی سے ان علاقوں کو واپس لیا بلکہ کم سے کم خون بہا کی پالیسی اپنائی کیونکہ امارت اسلامیہ جانتی تھی کہ نام نہاد خلافت کے اس دھوکے میں بہت سے مخلصین بھی آئے ہیں۔

امریکی آغاز جنگ میں ہر جگہ خود کو دیڑتے مگر اب حالات یہ ہیں کہ افغانستان میں ڈیڑھ لاکھ کا لاؤ لشکر رکھنے والی فوج کو اپنے محفوظ ترین قلعے کابل میں بھی امان حاصل نہیں اور امریکہ یا تو زمینی جاسوسی کی بنیاد پر فضائی بمباری کرتا ہے یا پھر بہت چھوٹی نوعیت کا چھاپہ مارتا ہے جو الحمداللہ ناکام ہی ہوتا ہے۔ اگر ایک مجاہد شہید ہوتا ہے تو بدلے میں دشمن کئی اپنی لاشیں بھی لے کر جاتا ہے۔ زمین پر قبضے کا خیال بھی امریکیوں کے لیے ڈراؤنہ خواب بن گیا ہے۔

کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کی حالت توان سے بھی خستہ ہے حالیہ دنوں میں ہونے والی کارروائی نے ان کی سیکورٹی کی قلعی کھول دی ہے۔ جب فدائین اسلام نے افغان انٹیلی جنس کے اس مرکز کو نشانہ بنایا جہاں سیکڑوں جاسوس تربیت لے رہے تھے۔ فتح شدہ علاقوں میں آنکھوں دیکھی صورت یہ ہے کہ الحمداللہ انصار و مہاجرین اپنے اسلحے سمیت باآسانی گھوم پھر سکتے ہیں۔ ان لوگوں نے ہجرت کی اور اللہ نے ان کے لیے زمین کو وسیع کر دیا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۹۲ پر)

کیا طالبان قوم پرست ہیں؟

ملا محمد ربانی

طالبان مجاہدین کے بارے داعش کے غلاۃ کی جانب سے یہ تاثرات بہت پھیلائے جا رہے ہیں کہ طالبان گمراہ ہیں اور قوم پرست ہیں...ان شاءاللہ ہم یہاں ان اعتراضات کا جواب دیں گے جن کو وجہ بنا کر طالبان پر قوم پرستی کا الزام لگایا جا رہا ہے۔

الحمدللہ دشمن اب اپنے پاؤں پر کھڑا رہنے کے قابل نہیں رہا ہے...طاغوت اکبر امریکہ کی کمر ٹوٹ چکی ہے...جلد ہی امریکہ روس کی طرح اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے! افغانستان کی سرزمین ہمیشہ دنیا کی ''سپر پاورز'' کے لیے قبرستان ثابت ہوئی ہے۔اب جب امریکہ خود لڑنے کے قابل نہیں رہا تو اسے خوش قسمتی سے ایسے جاہل میسر آگئے ہیں جو بظاہر مجاہد نظر آتے ہیں لیکن اپنی جہالت میں امریکہ کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ شام میں بھی، عراق میں بھی، یمن میں بھی اور افغانستان میں بھی...ہر جگہ ان کی دوڑ دھوپ کا مقصد مجاہدین کے درمیان نفرتیں پیدا کرنا، مجاہدین کی صفوں کو ''خلافت'' کے نعروں کے پردے کی آڑ لے کر توڑنا اور آپس میں دشمنیاں پیدا کرنا ہے۔یہی کام انہوں نے شام میں کیا اور یہی کام افغانستان میں کر رہے ہیں اور یہی کام وہ اب کشمیر میں کر رہے ہیں...یہاں بھی یہ اپنی حماقت کی وجہ سے ہندوستان کا کام آسان کر رہے ہیں...یہ لوگ جن کو عام طور پر دولہ یا داعش کے نام سے جانا جاتا ہے یہ مجاہدین کے امرا کے بیانات کو توڑ مروڑ کر اور شیطانی تلبیسات کر کے عوام کے سامنے لاتے ہیں...بیانات کی غلط تشریح کرتے ہیں، حق کو باطل کے ساتھ ملا کر پیش کرتے ہیں، خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ یہ بالکل قدیم خوارج کی راہ پر چل رہے ہیں...جیسے خوارجِ قدیم نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کے مطابق فیصلہ نہیں کیا اس لیے مرتد ہو گئے ہیں (نعوذ باللہ) اپنے اس موقف پر انہوں نے قرآن سے استدلال بھی پیش کیا۔ لیکن جس طرح انہوں نے اس قرآنی دلیل سے غلط استدلال کیا، اسی طرح آج کے خوارج بھی دلیل تو قرآن و حدیث سے لے کر آتے ہیں لیکن اس کو غلط جگہ منطبق کرتے ہیں۔ جیسے ان کا یہ کہنا طالبان قومیت پرست ہیں پھر اس پر قرآن و حدیث سے دلائل پیش کرتے ہیں جو کہ بالکل برحق دلائل ہیں لیکن ان دلائل کا انطباق بالکل ہی غلط جگہ پر کیا جا رہا ہے۔

مثلاً یہ طالبان کا یہ بیان پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم ہمسائیوں کی سرحدوں کا احترام کرتے ہیں اور اچھے تعلقات کے خواہاں ہیں۔اول تو یہ ایک سیاسی بیان ہے، اور یہ امارت کا نیا موقف نہیں بلکہ پہلے دن سے امارت کا یہی موقف رہا ہے اور اسی موقف کی موجودگی میں پاکستان سے یمن تک، شیشان سے عراق تک، مشرقی ترکستان سے صومالیہ تک انڈونیشیا سے الجزائر تک کے مجاہدین نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعتِ جہاد کی اور اُنہیں اپنا امیر تسلیم کیا۔ یہ وہی مجاہدین ہیں جنہوں نے پوری دنیا میں ان سرحدوں کو اپنے پاؤں تلے روندا ہوا ہے۔

قریب کی ہی مثال لے لیں، جماعۃ قاعدۃ الجہاد کو امارت اسلامیہ افغانستان کا ہر طرح کا تعاون اور مکمل اعتماد حاصل ہے اور ابھی حال ہی میں صحرائے صحارا کے مجاہدین کی جماعتوں نے متحد ہو کر ایک جہادی صف ترتیب دی اور شیخ ایاد ال فضل کی سرکردگی میں جماعۃ قاعدۃ الجہاد مغرب الاسلامی کے امیر شیخ ابو مصعب عبدالودود حفظہ اللہ کے ذریعے القاعدہ کے مرکزی امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی بیعت کی اور شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے توسط سے امارت اسلامیہ کی بیعت میں آئے۔ جس سے ثابت ہوا ہے شرق و غرب میں جہاد کرنے والی جماعتیں اور مجموعات امارت اسلامیہ کے ہی لشکر ہیں!

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ ''ہمسایہ ممالک سے اچھے تعلقات'' جیسے موقف سیاسی طور پر امارت اسلامیہ نے روزِ اول سے اپنا رکھے ہیں۔امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قیادت میں بھی امارت کا یہی موقف تھا لیکن کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ امارت اپنے اس موقف کی وجہ سے مظلوم مسلمانوں اور مجاہدین کی نصرت سے ایک قدم بھی پیچھے ہٹی ہو۔ اس کی واضح مثالیں امارتِ اسلامیہ کی جانب سے شیشانی مجاہدین کی کھلی نصرت، مشرقی ترکستان سے تعلق رکھنے والے مجاہدین و مہاجرین کی پشت پناہی اور عرب و عجم سمیت تمام دنیا کے مجاہدین کو امارت کے زیر سایہ پناہ گاہیں، تربیتی مراکز اور جہادی وسائل فراہم کرنے سے لے کر انہی غریب الوطن مہاجرین و مجاہدین کی خاطر پوری امارت اسلامیہ کو قربان کر دینا ہے۔

بفرضِ محال اگر ہم مان بھی لیں کہ طالبان کا یہی نظریہ ہے تو اس سے آگے کے امور کا جائزہ لینا ہو گا۔ ابھی ہم طالبان کے اس بیان کے بعد انہی طالبان کے دوسرے کاموں کا بھی جائزہ لیں گے آیا کہ ان کے قول و فعل میں تضاد تو نہیں۔ اگر تو وہ واقعی قوم پرستوں والے کام کر رہے ہیں یعنی مہاجرین کو قتل کر رہے ہیں یا اپنے ہاں افغانوں کے علاوہ اور کسی کو جگہ نہیں دیتے اور اپنا دستور افغانی روایات کے مطابق بنایا ہوا ہے اور قرآنی قوانین کا نفاذ نہیں چاہتے ہیں اور اس کا انکار کرتے ہیں۔ تو ہم یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہوں گے کہ طالبان کا جہاد قومی جہاد ہے اور وہ صرف وطن کی خاطر لڑ رہے ہیں۔

لیکن یہ کیا ان کے مفتوحہ علاقوں میں اسلامی قوانین رائج ہیں! عدالتوں میں دستور قرآن ہے! مہاجرین کو مکمل تحفظ حاصل ہے، اپنے اوپر مہاجرین کو ترجیح دی جاتی ہے! اہل عقل و دانش کے لیے یہ واضح نشانیاں ہیں کہ یہ قوم پرستوں کی علامات نہیں ہیں۔ اگر کسی علاقے کے مسلمان اپنے اوپر حملہ آور دشمن کو پچھاڑ رہے ہیں اور اس کا غرور خاک میں ملا رہے ہیں اس کے ساتھ ہی ان کے پاس اگر اتنی طاقت نہ ہو کہ وہ دوسرے علاقوں میں بھی جنگ کر سکیں اور وہ کہیں ہم فی الحال دوسروں پر حملہ نہیں کرنا چاہتے ہیں تو کیا قوم پرستی کہلائے گا؟ کیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے وقت کفار سے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ جو

بھی مکہ سے مسلمان ہو کر آئے گا ہم اسے اپنے پاس پناہ نہیں دیں گے۔ کیا یہ بھی قوم پرستی میں ہی شامل ہو گا؟ کیونکہ اس وقت طاقت نہ ہونے کے باعث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معاہدہ کرنا پڑا تھااور پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسے "فتح مبین" کا نام دیا ہے۔ پس اہل علم کے نزدیک یہ کوئی قوم پرستی نہیں ہے اگر یہ قوم پرستی ہے تو صرف جاہل خوارج اور غلاۃ کے نزدیک ہی ہے۔

اب یہاں مہاجرین کے بارے ملاعمر رحمہ اللہ کا بیان بھی ملاحظہ کریں... کیا قوم پرست ایسے ہوتے ہیں جو دوسری قوموں کاایسا خیال رکھتے ہیں؟ عیدالاضحیٰ کے موقع پر آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اس موقع پر میں تمام مسلمانوں سے سے امید رکھتا ہوں کہ عید اور قربانی کے ان مبارک ایام میں نادار اور بے آسرا ہم وطنوں، مجاہدین، مہاجرین، شہداءاوراسیر وں کے خاندانوں، یتیموں اور بیواوں کو یاد رکھیں۔ اور حسب استطاعت عید کی خوشیوں میں ان سے تعاون کریں۔ ایسے مواقع پر اب تک جن اہل خیر نے لوگوں سے تعاون کیا ہے یا کر رہے ہیں ان کا شکریہ ادا کرتاہوں اور اللہ سے دعا کرتاہوں اللہ انہیں اس کا بہت بہت اجر دے"۔

یہاں تک کہ اسی بیان میں ملاعمر شہید رح قوم پرستی کی نفی کرتے ہوئے فرمارہے ہیں:

"چونکہ جارحیت پسندوں کو شکست کا سامنا ہے اس لیے اب وہ ان کوششوں میں ہیں کہ مجاہدین کے درمیان مختلف تنظیمی، قومی، علاقائی اور مذہبی اختلافات کو ہوا دے کر ان کو آپس میں لڑائیں اور ان سے اپنی شکست کا بدلہ لیں۔ ہمارے باشعور عوام اور مجاہدین کو کوشش کرنی چاہیے کہ دشمن کی یہ سازشیں ناکام بنادیں اور ایسے تمام امور سے بچیں جس سے افغان عوام کی یکجہتی کو نقصان ہو"۔

پس اے مجاہدین کے ہمدرد لوگو! خوارج کے الفاظ کے دھوکہ میں مت آنا۔ یہ انتہائی جاہل قسم کا طبقہ ہے جو نادانی میں افغانستان، عراق اور شام میں امریکی اور کشمیر اور پاکستان میں ہندوستانی ڈیوٹی سرانجام دے رہاہے اور خلافت کے نام کی آڑ میں دنیا بھر کے مجاہدین کے خلاف پروپیگنڈہ کر کے مجاہدین کو مرتد قوم پرست ثابت کر رہاہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: سرزمین خراسان سے شریعت کی ٹھنڈی ہوا

بے شک جہاد نام ہی مشکلات کا ہے مگر بس کچھ ہی تو یہ مشکلات ہیں پھر رب کا وعدہ ہے کہ ایسی آسانی والی زندگی ہو گی، جس میں مشکلات کا نام بھی نہیں ہو گا۔ شہادتوں اور جنتوں کی یہ تڑپ ہر مشکل تو آسان بنادیتی ہے۔ ابھی سردیوں کا اختتام ہونے کو ہی تھا کہ امریکیوں اور افغان فوج کے لیے خطرے کی گھنٹی بج اٹھی جب مجاہدین نے سنگین ولسوالی پر حملہ کیااوراس حملے کا آغاز بارود سے بھری ایک بکتر بند ٹکرا کر کیا۔ کئی پوسٹوں کو مجاہدین نے فتح کیااور دشمن کی فوج اپنے تیس فوجیوں کی لاشیں چھوڑ کر فرار ہو گیااور جو لاشیں وہ اپنے ساتھ لے گیااُن کا اندازہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ امریکہ اپنے دفاع کے لیے اب اندھا دھند بم باریاں کر رہاہے۔ ایک بم باری کا منظر میں نے خود دیکھا، جس کا نشانہ ایک عام شہری کا گھر تھا جس میں عورتیں اور بچے تھے۔ اس کے علاوہ تیس سے زیادہ بم کھلے میدانوں میں گرائے گئے۔

دشمن سمجھ رہا تھا کہ شاید وہ مجاہدین کو خوف زدہ کر رہاہے مگر سچ بات یہ ہے مجاہدین کو اندازہ ہو گیا کہ دشمن کس قدر بوکھلاہٹ کا شکار ہے۔ سنگین کا حملہ امریکہ اور اس کے غلاموں کے لیے خطرے کی گھنٹی تھی۔ یہاں ایک بات عرض کرتا چلوں کہ جو لوگ امارت اسلامیہ کی پالیسوں پر اعتراض کرتے ہیں بے شک کوئی بھی جماعت معصوم خطا نہیں ہو سکتی سوائے انبیاء یا فرشتوں کے۔ الحمد اللہ امارت اسلامیہ اور القاعدہ کا رشتہ بہت مضبوط ہے چند ماہ پہلے جب پاکستانی ہیلی کاپٹر خراب ہو کر افغانستان کے علاقے میں گرا توامارت اسلامیہ نے اس میں سوار روسی سفیر اور راحیل شریف کے داماد کو گرفتار کر لیااس کے بدلے میں ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی عزت مآب بیٹیوں کو ناپاک فوج کی قید سے بازیاب کروایاجو الحمد اللہ بحفاظت مصر پہنچ چکی ہیں۔اللہ کی مدد و نصرت واضح نظر آتی ہے جب دشمن کا ڈراؤن آتا ہے تو کچھ ہی دیر بعد آسمان پر بادل آجاتے ہیں۔ یہ اللہ پاک کی واضح نصرت ہے جس کا مشاہدہ ہم اپنی آنکھوں سے کرتے ہیں۔

القاعدہ برصغیر سے وابستہ مجاہدین جن کی اکثر تعداد مہاجرین پر مشتمل ہے تمام جنگوں میں بھرپور حصہ لے رہے ہیں۔ اپنے رب سے وعدہ یا تو نبھا چکے ہیں یا اپنا وعدہ پورا ہونے کے منتظر ہیں بے شک اللہ اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہے۔ سعادتوں کی راہ میں شہادتوں کا یہ سفر بہت طویل ہے مگر یقین مانے اس کا لطف میدانوں میں آکر ہی لیا جاسکتا ہے۔ بے شک ہم نے زمانے کے ہر طاغوت کو للکارا ہے، چاہے وہ اسلام آباد میں ہو یا کابل و قندھار، دہلی و ڈھاکہ میں ہو۔ فتح تو بے شک اللہ کے دین کی ہی ہونی ہے۔ بس اللہ کے ہاں تو یہ دیکھا جائے گا کہ کون کس کا ساتھ دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

"اسلام کی کسوٹی پہ پرکھا جائے تو جمہوریت ایک دینِ جدید ہے، بالکل اسی طرح جیسے وہ دیگر ادیان ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ دینِ جمہوریت کی کچھ اپنی خاص بنیادیں، اپنے ارکان وستون ہیں۔ اس کی سب سے اہم اساس یہ ہے کہ نظامِ جمہوریت میں حاکمیت عوام کے ہاتھ میں ہوتی ہے"۔

ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ

حقیقی زندگی

احسان اللہ شامی

یقیناً ہر سچے مسلمان کے قلب میں یہ تمنا انگڑائیاں لیتی ہو گی کہ اسے شہادت کی لذیذ موت کا ذائقہ نصیب ہو...اور وہ اس آرزو کی تکمیل کے لیے میدان جہاد کا رخ بھی کرے...

جب عقیدہ مسلم کے مطابق وقت قضا مقرر ہے تو پھر قلبی گہرائیوں سے اس پاکیزہ اور حسین موت کو مانگنے سے کیوں ڈرا جائے؟؟؟

حقیقت میں کچھ نام نہاد ٹھیکیداران دین' جہاد فی سبیل اللہ جیسے پاکیزہ عمل سے خود بھی خوف زدہ اور مجاہدین کرام سے نالاں خاطر ہیں اور اپنے کھوکھلے دلائل اور بے وزن منطقوں سے بہت سے سادہ لوح اور عام فہم مسلمانوں کو شہادت جیسی موت سے ڈرانے کا فریضہ بڑی رغبت سے انجام دینے میں مصروف ہیں...

حالانکہ...بظاہر سخت اور بھیانک نظر آنے والی یہ موت حقیقت میں اتنی پر کشش و لذت آفریں ہے کہ اس سے ہمکنار ہونے والے کو جنت کی لامحدود و بے مثل عیش و آسائش اور اتنی نعمتوں کے باوجود بھی شہادت کی لذت کو دوبارہ پانے کی شدت تمنا رہے گی...

یہ تو وہ عظیم الشان نعمت ہے جس کی طلب امام المجاہدین آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرمایا کرتے تھے...

اگر ہم بستر پر واقع ہونے والی بظاہر پر سکون موت کو دیکھیں تو معلوم نہیں اس کے پیچھے کتنا درد اور عذاب چھپا ہوتا ہے جس کا ادراک انسانی فہم و شعور سے بالاتر ہوتا ہے...

اور جہاں تک انسانی جسم کا تعلق ہے تو اس کا مقدر ہر حال میں مٹی ہونا ہی ہے الا ماشاءاللہ... خواہ اسے صحیح سالم حالت میں، وسیع اور خوب صورت قبر میں، قیمتی ترین خوشبوؤں کے حصار میں اور اعلیٰ ترین کفن میں لپیٹ کر دفنایا جائے، ہر لاش بلآخر گل سڑ کر بدبودار ہو جاتی ہے...اگر ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا یہی عمل اللہ رب العزت کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہو تو ذرا سوچیے! وہ کس قدر مبارک موت ہو گی... شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

> ''تمام لوگ موت کی طرف براستہ زندگی جاتے ہیں، مگر مجاہد 'زندگی کی طرف براستہ موت جاتا ہے''۔

جہاد و قتال سے موت کے ڈر کی وجہ سے پیچھے رہنے والوں کے لیے اس قول میں عبرت ہے! یہ مسلمان والدین جو صرف لقمۂ اجل بن جانے کے ڈر سے اپنے بچوں کو جہاد کی پُر نور راہوں کا راہی بننے سے روکتے ہیں، انہیں اپنے ایمان کی تجدید کی اشد ضرورت ہے کیونکہ جس عمل کو وہ موت سمجھ کر اس سے دور ہٹ رہے ہیں وہ تو حقیقی زندگی ہے...

خدارا...خدارا...ان شیطانی وساوس سے اللہ کی پناہ مانگئے...

کیونکہ راہ جہاد کا خاک و خوں اس فانی دنیا کی تمام خوب صورتیوں سے زیادہ حسین ہے بشرطیکہ دل کی آنکھوں کو وا کیا جائے...اور راہ جہاد کے زخم تو اللہ سے عشق کی نشانی ہوتے ہیں انسا

☆☆☆☆☆

اللہ ہمیں شہادت جیسے عظیم الشان تحفہ خاوندی کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں... آمین یارب...

☆☆☆☆☆

بقیہ: شام کی الم ناک صورت حال اور خاموش تماشائی مسلمان

جہاں فریاد بھی گوشِ نزاکت پر گراں گزرے
ہم ایسی بے کسی کی زندگی سے مہرباں گزرے
وطن سے بے کسی یوں لے کے نکلی ہے غریبوں کو
کہ جیسے کارواں کے بعد گردِ کارواں گزرے

ذمہ دار کون؟ عالم اسلام کے ممالک کی تعداد پانچ درجن کے قریب ہے؛ جن میں پاکستان، سعودی عرب، ترکی، قطر، عمان، کویت جیسے قدرتی اور مادی وسائل سے مالا مال ممالک شامل ہیں، خود عالم اسلام کی نمائندہ تنظیم ''او آئی سی'' اقوام متحدہ کے بعد دنیا کی سب سے بڑی نمائندہ تنظیم شمار کی جاتی ہے؛ مگر حیف صد حیف کہ تمام تر فوجی طاقت اور داخلی قوت کے باوجود اپنے شامی بھائی بہنوں کو چھٹکارا نہیں دلا سکے۔اس طرح عرب لیگ سمیت علاقائی و عالمی سطح پر تمام مسلم ممالک بشار الاسد کے اس انسانیت کش جرم میں شریک ہیں' جنھوں نے شام میں ہونے والے مظالم کی روک تھام کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا اور خاموش تماشائی بنے رہے۔ بحیثیت مسلم برادری، شامی بھائیوں کا درد ہمارے دل میں جا گزیں ہونا چاہیے۔

آپ یہ حدیث پاک ملاحظہ کیجیے اور اپنے احوال پر ایک نظر ڈالیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''جو شخص بھی اپنے اس مسلمان بھائی کی مدد کرے جو ایسے ملک میں رہتا ہے جہاں اس کی آبرو محفوظ نہیں اور جہاں اس کی جان کو خطرہ لاحق ہے تو اللہ تعالیٰ اس مدد کرنے والے کی ایسے ملک میں مدد کرے گا جہاں وہ چاہے گا کہ اس کی نصرت کی جائے۔ جس آدمی نے کسی مسلمان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا ایسے ملک میں جہاں اس کی جان محفوظ نہیں تو اللہ بھی اسے اس ملک میں تنہا چھوڑ دے گا جہاں وہ چاہے گا کہ اس کی مدد کی جائے۔''

سو، آج اگر ہم قدرے بہتر حالت میں ہیں تو اپنے مستقبل کو محفوظ کرنے کے لیے تمام برادران اسلام اسلامی ممالک کے مسائل کو اپنے مسائل سمجھیں اور اخلاقی فرائض سے غافل نہ رہیں۔ اس بات سے تو کوئی مسلمان بھی خالی نہ رہے کہ اپنے تمام مظلوم مسلمان بھائیوں، بالخصوص شامیوں کی اس شام غم سے نجات کے لیے اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دعا کریں کہ اللہ تبارک مظلوم مسلمانوں کی غیب سے مدد و نصرت فرمائے، آمین یارب العالمین!

اے میرے بھائی!

ابوذر حنظلہ

اے میرے بھائی اے میرے دوست... میری نصیحت مانئے! دو ہی قیدیں ہیں...ایک دنیا کی قید جو مسلمان، مومنین، موحدین اور مجاہدین کے لیے ہے جو کہ چند پل کی قید 'اس قید میں ربّ کی نصرتیں ساتھ ہوتی ہیں، حدود اللہ کو پھلانگنا نہیں پڑتا، آزمائشوں پہ ڈٹ جانا پڑتا ہے اور صبر کرنا پڑتا ہے...دوسری آخرت کی قید جو مشرکین اور کفار، مرتدین اور باغیوں کے لیے ہے۔دنیا کی قید سے کروڑوں گنا زیادہ دردناک، بھیانک مشکل ترین اور ہمیشہ رہنے والی، ذلت سے پُر دھکتی آگ، ہمیشگی کی رسوائی، ربّ کی ناراضی کا ثمر...

بس میری نصیحت مان لیجیے، میرے آنسوؤں سے دھلے الفاظ کی لاج رکھ لیں، میری التجاؤں کی قدر کر لیں، میرے درد کو ذرا دِل سے سمجھ لیں، میرے الفاظ کی دستک کو دِل و دماغ میں جگہ دیں...بس تم دنیا کی قید کو ہی ترجیح دے دو...اس قید میں آزمائشیں ہیں لیکن چند ہی پل کی، اس قید میں مشقتیں ہیں لیکن بڑی لذتوں والی، اس قید میں عاجزی ہے انکساری ہے، غریبی ہے، پر تمہیں استقامت دکھانی ہوگی...روح کے بلندیوں کی طرف اُڑ جانے تک...

اے میرے بھائی! ربّ نے حدود قائم کر دی ہیں، دنیا میں مومنین کے لیے! پس تم نے انہی حدود میں ہی رہنا ہے روح کے نکلنے تک...خبردار! ان حدود اللہ سے آگے تم نے نہیں بڑھنا ہے، بس تمہیں ربّ کے قرآنِ مقدّس کو گلے سے لگا کر خود کو اسد ور کے اندھے فتنوں سے بچانا ہے، ربّ کی توحید کی نصرت کرنی ہے، طواغیتِ وقت کا انکار کرنا ہے...پس تم نے اللہ کے لیے محبتیں بانٹنی ہیں...اللہ ہی کے لیے مشرکین، کفار، ملحدین مرتدین و منافقین سے نفرتیں کرنی ہیں...

اے میرے بھائی! تم نے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کو سب سے مقدّم رکھنا ہے چاہے اس کے لیے سب کچھ وار ناپڑے وار دینا، رشتے توڑنے پڑیں توڑ دینا، ماں باپ کو چھوڑنا پڑے چھوڑ دینا، اولاد و بیوی کی محبت قربان کرنی پڑے تو کر ہی دینا اللہ کی قسم! تجھے کیسے بتاؤں چند ہی پل کی یہ آزمائش ہو گی تیرے لیے دنیا میں لیکن اس کا اجر آخرت میں اتنا اعلیٰ اتنا ارفع اور اتنا بلند ہے کہ ہم تم تصور ہی نہیں کر سکتے...

اے میرے بھائی! کیا یہ کم ہے تجھے اس چھوٹی سی آزمائش کے بدلہ میں انبیاء صدیقین و شہدا کی محفلیں مل جائیں اور ان کے ساتھ تو نکل پڑے ربّ کا دیدار کرنے!...

اے میرے محبوب! اے میرے دوست! اے میری دعاؤں میں خاص مقام رکھنے والے! بس تم دنیا کے جھوٹے خداؤں، دجالوں، کذابوں، منافقوں اور ایجنسیوں کے خوف کو دیوار پہ مار کر فقط اپنے محبوب ربّ سے ڈرو! تقویٰ اختیار کرو، ربّ پہ انتہا درجے کا توکل اپنی رگوں میں بھر دو، آزمائشوں پہ صبر کرو اور استقامت کے ساتھ ڈٹ جاؤ...قریب ہے کہ تمہاری روح کو لینے ربّ کے فرشتوں کے لشکر بڑے سج دھج کر آئیں گے، تیرے حور وغلمان کے لیے منتظر ہوں گے، ربّ تجھے اپنے دیدار کی تجلی دکھائے گا، ربّ تجھے دیکھ کر مسکرائے گا... کیا یہ عزت اور بلندی کم ہے؟ آہ! کیا ہی مبارک مہمان نوازی، اکرام واحترام ہو گا تمہارا...

... ...

اے غفلت کی نیند میں ڈوبے میرے بھائی! اپنی ماں کی محبت پہ، اپنی بیوی کی محبت پہ، اپنی اولاد کی محبت پہ، اپنی نوکری کی محبت پہ، اپنی دکان کی محبت پہ، اپنے بزنس کی محبت پہ، اپنی پراپرٹی کی محبت پہ، اللہ تعالیٰ کی توحید کی سربلندی کے حکم جہاد فی سبیل اللہ کی محبت کو مقدّم رکھنا تجھ پہ فرضِ عین ہے...آہ! یہ دنیا کا مال و محبتیں تو ختم ہی ہونے والی چیزیں ہیں، اصل ہمیشہ کے لیے رہنے والے تو اعمالِ صالح ہیں، اصل رہنے والا عمل تو نصرتِ دین ہے، ربّ کی توحید کی سربلندی کے لیے اپنے مال و جان سے کی گئی نصرتیں ہیں، اصل باقی رہنے والا تو وہ ثمر ہے، وہ اجر ہے جو آزمائشوں اور صبر کے بعد ملے گا رب کی طرف سے...اے میرے بھائی! سبھی عیاشیاں، عشرتیں، سبھی الفتیں و محبتیں 'ربّ کے لیے فنا کر دیجیے۔ اس زمین وآسمانوں کی وسعتوں سے کئی گنا زیادہ وسیع جنتوں کی طرف لپکیے!

بس تمہیں دنیا میں ایک اہم ترین ذمہ داری دی گئی ہے اللہ ربّ العالمین کی طرف سے... سوچ لو اگر تم نے یہ ذمہ داری قبول کر ہی لی اور اس میں سرخرو ہو گیا تو اللہ کی قسم! تم کامیاب ترین شخص ہو گے۔انبیاء علیہم السلام کی طرح اور اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح... تمہیں سند ہی مل جائے کامیابی کی، تمہیں سبھی جنتوں کی چابیاں مل جائیں گی، تمہیں پل پل رب کے دیدار کی تجلیاں دکھائی جائیں گی، تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دستر خوان پہ بٹھایا جائے گا...سبحان اللہ! تمہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محفل کی زینت ورونق بنا دیا جائے گا۔عزتیں، عظمتیں بلندیاں، سبھی رونقیں سارے حُسن تمہارے نام کر دیے جائیں گے، تمہارے سامنے سبھی غموں کو ذبح کر دیا جائے گا، موت کو تیرے سامنے مار دیا جائے گا، دماغ تصور ہی نہیں کر سکتا کیا کچھ ملے گا!

اے میرے دوست! اے میرے ہم نوا! اے میرے بھائی! اے میری منزل کے راہی! بس دیر کیسی؟ یہ فیصلہ کر ہی جائیں! تن من دھن مال ومتاع لٹا ہی دیں! ربّ کے اجنبی دین کی نصرت کے لیے، توحید کی سربلندی کے لیے، قرآن کی حکمرانی اقتدار کے محلات تک لانے کے لیے اپنا سب کچھ وار ہی جائیں! بس یاد رکھیے یہ ربّ کا سخت ترین حکم:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ (التوبۃ: ۲۴)

... ...

اے بھائیو! اے میری منزل کے راہیو!

ربّ کعبہ کی قسم ربّ کی جنتیں برحق ہیں، ربّ کے دیدار کی تجلیاں برحق ہیں، ربّ کی جنتوں کی مہک، ان کی منوّر و معطّر روشنیاں برحق ہیں، ان کی عزتیں وبلندیاں، ان کی رونقیں، ان کے اعلیٰ وارفع حسن سے پُر درجات فردوس، ماویٰ وعدن برحق ہیں...ان کو رونقیں بخشنے والی خوب صورت حوریں، ان کو زینت بخشنے والے موتی جیسے خدام' برحق ہیں...آہ! ایسا حُسن ایسا حسن، ایسی رونقیں ایسی رونقیں، ایسی عیش وعشرت جن کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے!

بس اے میرے ہمنوا! اے میرے محبوب!

اخلاص کے ساتھ طواغیتِ وقت کا انکار کیجیے اور ربّ کی توحید کی ایسی گواہی دیجیے جیسی حبیب نجّار غریب ترکھان نے دی تھی، شرک وارتداد سے نفرت کیجیے اور توحید کے لیے کٹ مریئے، موحدین ومجاہدین کو سینے سے لگائیے، ایک دوسرے کے لیے سراپائے خیر "رحماء" بن جائیے، الولاء والبرا کی منوّر روشنی میں! ربّ پر ایسا توکل کیجیے کہ جیسے اصحاب کہف' طاغوتی حاکم وقت سے بے زار ہو کر ربّ پہ انتہادرجے کا توکل کرکے نکل پڑے تھے جنگلوں پہاڑوں کی طرف، بغیر اس خوف کے کہ رزق کہاں سے ملے گا! فقط ربّ ہی سے ڈریے! طاغوتی فوجوں، خفیہ اداروں، ڈرون اور ٹیکنالوجی سے بے خوف ہو کر نصرتِ دین کیجیے...اپنی جان ومال سے، اپنے ہنر سے، اپنے پاک لہو سے...پس تقویٰ اختیار کیجیے، تنہائی میں روئیں، سجدوں میں آنسو بہائیں تاکہ کل محشر کے دِن لہو کے ساتھ ساتھ آنسوؤں کا وزن بھی تولا جائے...ربّ کی توحید کی فکر میں، ربّ کے دین کی سربلندی کے لیے اور اپنی مظلوم محبوب امّت کے لیے بہنے والے ایک ایک آنسو کی قیمت زمین و آسمان کی وسعتوں سے زیادہ ہوگی آنے والے مشکل ترین محشر کے دِن میں!

اے میری منزل کے ساتھیو! اے ربّ کی رضا کی جستجو کرنے والو!

الفاظ دِل کے دروازوں کو کھٹکٹا رہے ہیں، پس اپنی آنکھیں ذرا بند کیجیے آنسو بہائیے، تڑپئے، سوچئے، غور وفکر کیجیے! اے میرے محبوبِ زندگی! ایک بار ہی ملی، دنیا دارالعمل ہے، اپنی توانائیاں کھپا دیجیے! ربّ کے دین کی نصرت کے لیے...اپنی طاقتیں صرف کر دیجئے ربّ کی توحید کی سربلندی کے لیے! کل محشر کے دِن ایک ایک نیکی کی بھی ضرورت ہوگی...بھاگتے پھریں گے لیکن اپنے محبوب ماں باپ بھی ایک نیکی دینے کے لیے تیار نہ ہوں گے...پس مسلسل کوشش کیجیے! اعلیٰ سے اعلیٰ عمل کو ترجیح دیجئے، اپنی عملیات میں انتہادرجے کا اخلاص پیدا کیجیے، اتنا کچھ کرکے جائیے کہ تمہارے ہمارے ماں باپ کل محشر کے دِن فخر سے سر اُٹھا کر چلیں...انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ساتھ! تاکہ ان کے کفارے ادا ہو جائیں اور سبھی اپنے مخلصین ورشتہ داروں کو محشر کے سخت ترین دِن عرش کا سایہ نصیب ہو جائے!

آہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ اپنے کہے الفاظ کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اپنے ہی فضل سے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے اپنے ہی فضل سے کہ ہم اپنی نذر پوری کرکے شہید ہو کر زمین کے نیچے پہنچیں...آمین یا ربّ!

اے میرے بھائی! یہ مضمون پڑھئے! دِل سے اور اپنی آنکھیں بند کر لیجئے اور سوچئے پھر سوچئے...یہ سودا بڑا ہی سستا ہے، بڑا ہی آسان ہے...اگر یقینِ آخرت کامل ہو، ربّ پہ توکل انتہادرجے کا ہو...اے میرے بھائی! بس وار دیجئے سب کچھ! یہی سب سے بڑی کامیابی ہے کامرانی ہے...یہ کامیابی کی اک ایسی سند ہے کہ جس کے بعد کوئی ناکامی نہیں ہوگی، بڑی اعلیٰ وارفع عزتیں وبلندیاں، عیش وعشرتیں آگے منتظر ہیں انہی آزمائشوں کے بدلے میں...واللہ! بس میری نصیحت کو سمجھ دل سے جان سے روح سے...اور نکل پڑیں ربّ کے اجنبی دین کی نصرت کے لیے، ربّ کی توحید وشریعت کی سربلندی کے لیے!

☆☆☆☆☆

اجنبی!!!

بہت اجنبیت ہے نا؟

وجود میں، سوچ میں، انداز میں، گفتگو میں، خلوت میں، جلوت میں، عمل میں...

چمکتی کھلکھلاتی کلیوں میں خود کو بے رونق محسوس کرتے ہو!

دنیاوی محفلوں میں سکوت!

فیشن پرستی کے دور میں سادگی کی جانب

لغویات کی محفل میں خشیتِ الٰہی کی طرف

بداخلاقی کے اس ہجوم میں کردار و عمل کی سمت

مادیت پرستی کے اندھیرے میں نورِ الٰہی کے متلاشی

باطل پگڈنڈیوں سے بچ کر صراطِ مستقیم کی راہ پر

تنہا تنہا قدم اٹھاتے ہو!

وہ جو اوپر بہت اوپر عرش پر مستوی تمہیں دیکھ رہا ہے!

تم نے اس کے حکم پر سر جھکایا

کیونکہ...

اُس نے تمہیں پسند کیا...

اُس نے تمہیں چُن لیا

اے اجنبی! وہ تم سے محبت کرتا ہے!!!

سید عدنان گیلانی نے لکھا:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گستاخ رسول کے نابینا قاتل کے بارے میں پیار سے کہا دیکھو! اس نابینا نے کتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے اعمیٰ (نابینا) نہ کہو، بصیر وبینا کہو کہ اس کی بصیرت وغیرت ایمانی زندہ وتابندہ ہے۔

فداء الرحمن نے لکھا:

ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم یا ناموسِ پاکستان؟

پاکستان بے شک اسلام کے نام پر بنا لیکن یہاں کے مقتدر حاکموں اور اداروں کے نزدیک ''ناموسِ پاکستان'' (پاکستانی مفاد) ''ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم'' کے مقابلہ میں بلند ترشے کا نام ہے! ؟اب آپ کہیں گے کہ نہیں جی ادھر کے حکمران تو یہ بیان دیتے ہیں کہ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں سب چیزیں ہیچ ہیں اور اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوگا، تو عرض ہے، کہ اتنا بھی سادہ نہیں ہونا چاہیے! آپ خود ہی دیکھ لیجیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے گستاخ ان کے عملی اقدام سے ''فرار'' ہوئے اور جن پر پوری محنت سے کام کیا گیا اور کتنے عشاق رسول (مثلاً ممتاز قادری ؒ) انہوں نے اپنے عملی اقدام کے ذریعے پھانسی پر لٹکا دیے اور کتنوں کو اس بنیاد پر دھمکیاں دی جاتی ہیں!

ان طبقوں کے نزدیک ناموسِ پاکستان مغربی دنیا کے بنائے گئے قوانین کے مطابق زیادہ اہمیت کی حامل ہے، اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم جس کو شریعت نے مقرر کیا ہے، وہ اتنی اہمیت کی حامل نہیں کہ جس پر عملی اقدام کیے جائیں!

عمار خان یاسر نے لکھا:

ہاں میں شدت پسند ہوں... جہاں ناموس رسالت کا معاملہ ہوگا

واللہ! وہاں ہم شدت پسند ہی بن جائیں گے!!!

منیب اعوان نے لکھا:

سب دانشوریاں ایک جانب رکھ کر سوچیں!

اگر حوض کوثر پر سوال ہوگیا تعداد میں تو تم ایک ارب تھے پھر بھی میرے گستاخ دندناتے پھرتے تھے؟ اور نامہ اعمال کھولنے پر کوئی اقدام تو در کنار ندامت وخجالت کے چند آنسو بھی نہ ملیں...ایک کلمہ گو امتی کے لیے اس سے بڑی محرومی، بدنصیبی وشقاوت بھی ہوسکتی ہے؟

عثمان حبیب نے لکھا:

سراب کے پیچھے بھاگنے کی بجائے کچھ کرنے کی سوچو! کیا آپ ان سے پھانسی دینے کے مطالبے کررہے ہیں جنہوں نے گستاخ کی بجائے عاشقِ رسول کو ہی پھانسی پہ لٹکایا تھا؟؟؟

کیا آپ ان سے کچھ طمع رکھتے ہیں جنہوں نے گستاخ بلاگرز کو کھلے عام چھوڑا تاکہ جہاں بھاگنا چاہیں بھاگ سکے؟؟؟

کیا آپ ان سے امید لگائے بیٹھے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے قانون کو پس پشت ڈال کر خود گستاخی کے مرتکب ہورہے ہیں؟؟؟

اگر واقعتاً کچھ کرنا ہی ہے! اگر حرمتِ رسول پر کٹ مرنا سچ میں ایمان ہے!!

تو... وہ کیجیے جو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب بن اشرف یہودی کے ساتھ کیا تھا!

جو عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے ابو رافع یہودی کے ساتھ کیا تھا!

جو ایک نابینا صحابی نے عشق رسول میں اپنی باندی کے ساتھ کیا تھا!

دور نہ جائیں قریب کی مثال لے لیتے ہیں!

جو ہمارے بھائی عامر چیمہ رحمہ اللہ نے جرمن اخبار کے ایڈیٹر کے ساتھ کیا تھا!

جو عاشق رسول جناب ممتاز قادری صاحب نے سلمان تاثیر کے ساتھ کیا تھا!!

جو فرانس میں چارلی ہیبڈو کے ساتھ کیا گیا تھا!

جو بنگلہ دیش میں گستاخ بلاگرز کے ساتھ ہوا تھا!!

واللہ! یہ گستاخ اس زبان کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں سمجھتے، نہیں تو اب تک سمجھ چکے ہوتے!!

بختی مشعال نے لکھا:

کسی دنیادار کے دل میں دبی ہوئی ایمان کی ذرا سی چنگاری بھی جل اٹھے، تو دشمنان دین کے چودہ طبق روشن ہوجاتے ہیں، ہاں اس نے شرابِ عشق کا اک گھونٹ بھرا عشق کی مستی اس کے سر چڑھی اور انگ انگ کو مسرور کرگئی...

نینوں کے جام چھلکے بہت سوں نے اس چھلکتے جام کی چھینٹوں کو متبرک جانا لیکن کچھ نادان وائٹ کالر (لباس کے صاف حقیقت کی تو توبہ توبہ) ان چھینٹوں کو برداشت نہ کرسکے جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے خاطر اس کی مبارک آنکھوں سے نکلے تھے۔ انھیں یہ چھینٹیں بدنما داغ لگے۔ جو کہ مقدس تھے۔ مگر یہ ڈارون کو اپنا مائی باپ سمجھنے والے کیا جانیں ادرک کا مزہ!

وہ جس کا اب ہوش جاگا تھا اسے یہ مدہوش سمجھ بیٹھے حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ وہ ہوش میں تھا اور ان دین کے لٹیروں کی نیندیں حرام کرگیا... ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان آنسوؤں کے احترام میں اگر آنسو نہیں نکال سکتے تھے تو نظروں کو چرالیتے، مگر شرم تو ان کے پاس سے بھی نہیں گزری کیونکہ جن مغربی افکار کی یہ صبح وشام پر چار کرتے ہیں، وہاں سے بے شرمی ان کو ورثے میں ملی تھی۔ اگر ان میں شرم وحیا ہوتی تو یہ اپنا منہ نوچتے، مگر کھسیانی بلی کے مصداق کھمبا نوچنے لگے۔

ہاں یہ کھمبا نوچنا ہی تو ہے۔

کوئی بھونکا جماعتیا ہے۔

کوئی پھنکاری اسے مسجد کا امام ہونا چاہیے، عدالت کو مسجد نہ بنائے!

کوئی غرایا کرپٹ ہے۔

کسی نے کہا فیس بک اس کے باپ کا ہے، تو کوئی بکا کہ سٹھیایا احمقانہ اقدام ہے...

مگر سن لوائے ڈارونی بٹیرو!

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا مسلک، ہر عاشق رسول میرا امام!

پھر چاہے وہ ممتاز قادری بریلوی ہو یا جسٹس شوکت صدیقی جماعتیا!

تم اگر اپنے گزرے سیاہ کل کو دیکھ کے سبق سیکھتے تو تمہارا آج تاریک نہ ہوتا، تمہیں قیامت کی صبح تک روشنی کی اک کرن بھی نصیب نہ ہو گی۔ ان شاءاللہ۔ اور یہ عشاق رسول تاریخ میں سنہری حروف کے ساتھ روشن رہ کر تم اور تمہارے جانشینوں کا منہ کالا کرتے رہیں گے!

صلی اللہ علیہ وسلم!!!

شاکر منصور نے لکھا:

وقاص گورایہ اور دیگر بلاگرز کی باری پر کوئی ہیش ٹیگ نہیں چلا تھا نہ ہی کوئی سوشل پریشر تھا۔ پھر وہ کیسے باہر پہنچ گئے؟ صاف بات یہ ہے کہ ہمارے پاس حکمرانوں کے نام پر بے غیرتوں کا ٹولہ ہے جس کے ہاتھ احساس کمتری نے باندھے ہوئے ہیں۔

صاف نظر آرہا ہے کہ جو کچھ وہ لوگ ان منحوس بلاگرز کے خلاف ناچاہتے ہوئے کر رہے ہیں وہ بھی عوامی پریشر کو ہلکا کرنے کے لیے ہے۔ اور اگر مسئلہ کو ہائی لائٹ نہ کیا جائے تو ہمارے حکمران کتنے اچھے طریقے سے دین دشمنوں کو ہینڈل کرتے ہیں وہ آپ اور ہم بہتر جانتے اور مانتے ہیں۔

ڈاکٹر سید محمد اقبال نے لکھا:

علما' موجودہ نافذ دین کا نام بھی بتادیں؟؟؟

نواز شریف نے علما سے دین کا متبادل بیانیہ طلب کیا ہے، مجھے نہیں معلوم اس کے بیان پر ہونے والی تنقید کے جواب میں وہ کون سی کٹھ حجتی کام میں لا کر کون سے دریا کو کس کوزے میں بند کریں گے؟ لیکن اس بیان کہ ''علماء دین کا متبادل بیانیہ دیں'' کے ممکنہ طور پر دو ہی مطالب ہو سکتے ہیں ایک مطلب تو وہی ہے جو ان الفاظ سے واضح طور پر براہِ راست ہر کوئی سمجھ سکتا ہے، یعنی:

دین کا متبادل بیانیہ، دین کی کوئی نئی تشریح، کوئی نئی قابل قبول صورت، کوئی ایک ماڈرن ورژن، کوئی روشن خیال قسم کی تعبیر...

لیکن اگر اس بیان پر کچھ زیادہ ہی لے دے ہوتی ہے تو وزیر اعظم کے مشیر اس بیان کی شدت اور حساسیت کو کچھ اس انداز میں کم کر سکتے ہیں کہ ''وزیرِاعظم کے اس بیان کا مطلب دہشت گردی کے حوالے سے دین کا متبادل بیانیہ طلب کرنا تھا'' وغیرہ وغیرہ...

اس کو دین کے حوالے سے نیا بیانیہ مطلوب تھا یا وہ دہشت گردی کے حوالے سے دین کا نیا بیانیہ طلب کر رہا ہے، ان دونوں صورتوں میں اس پر واضح ہو کہ دین اسلام اور ارکانِ دین کا بیانیہ قیامت تک وہی ہو گا جس طرح اللہ تعالیٰ کا منشا ہے... جس طرح اللہ کا یہ منشا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرئیل علیہ السلام نے سمجھایا... اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اللہ کا یہ منشا حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھایا... اور اس دن سے آج تک اللہ کا یہ منشا قرآن وسنت کی صورت میں ہمارے درمیان موجود ہے...

نواز کے آقاؤں اور خود اس کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ جہاد کی کوئی بے ضرر قسم کی نئی تشریح سامنے لائی جائے اور راسخ العقیدہ مسلمان اپنی گردنیں برضا ورغبت کفر کے خنجروں کے سامنے پیش کر دیں!

اگر جہاد' قرآن، حدیث اور تاریخ کے صفحات پر محفوظ ہے تو آپ اسے کسی بیانیہ اور حیلے سے تبدیل نہیں کر سکتے!

جہاد کا مطلب ہے بیرونی حملے کی صورت میں ایک مسلمان کا اپنے دین... عزت... جان ... ریاست اور اموال کی حفاظت کے لیے لڑنا! اور اس حق سے اسے دنیا کا کوئی مذہب اور کوئی قانون نہیں روکتا بلکہ اس کی اجازت دیتا ہے، اور قرآن مسلمانوں کے اس حق کو ''جہاد'' کی اصطلاح سے موسوم کرتا ہے، اسلام کے مقدس دین میں ان بے دین حکمرانوں کی خواہشات کے پیوند قیامت تک جگہ نہ پا سکیں گے!

اللہ کے مخلص بندے اپنے لہو سے اللہ کے اس دین کے چراغ کو جلائے رکھیں گے... یہ غلیظ لوگ اپنی ان غلیظ خواہشات سمیت کیڑوں کی خوراک بن جائیں گے لیکن اللہ کے دین کا پرچم کبھی سرنگوں نہیں ہو گا!

نواز شریف نے علما سے دین کا نیا بیانیہ طلب کیا ہے...

ان علما سے میں بھی ایک سوال کرتا ہوں اور اللہ کی وحدانیت کی قسم دے کر ان سے جواب طلب کرتا ہوں:

کہ پاکستان کے بننے سے لے کر آج تک یہاں کون سا دین نافذ رہا...؟؟؟

اگر آپ کو جواب دینے سے کوئی خوف روک رہا ہے تو سن لیجیے!

کفر کا نظام! مجھے غلط ثابت کیجیے اور میری گردن اڑا دیجیے! اور اگر میں درست ہوں تو اس کفر سے انکار کر کے اللہ کے دین کے نفاذ کے لیے اپنے حجروں اور گھروں سے باہر نکل آیئے!

ساجد مستوئی نے لکھا:

آخر کیوں؟؟؟!!!

آسیہ مسیح، ریمنڈ ڈیوس کی طرح خاندان سمیت کب کی امریکہ پہنچائی جا چکی!

کسی میں دم ہے تو آسیہ مسیح کو پاکستان کی کسی بھی جیل میں ڈھونڈ کر دکھادے!

ہمیں بتایا جارہا ہے خفیہ ادارے مہارت سے کام کر رہے ہیں۔ جی یہی وہ مہارت ہے جس میں ممتاز قادری (شہید) کو لٹکا دیا گیا اور ان خفیہ اداروں کے روحانی باپ کی لونڈی امریکہ میں بیٹھی ہے۔

زہریلی شراب بنا کر زندگیوں سے کھیلنے والے کسی ایک کو پھانسی ہوئی ہو؟

صحیح شراب بیچنے کون سا جائز ہے مگر کوئی ایک گرفتار ہوا ہو؟

ملک کی رگیں کرید کرید کر بیرون لے جانے والے کسی ایک ڈاکو کو پھانسی گھاٹ پہ چڑھایا گیا ہو؟

کسی ایک ڈاکو کی لوٹی ہوئی دولت واپس لائی گئی ہو؟

عزتوں کی نیلامی کرنے والا کوئی ایک دلال گرفتار ہوا ہو؟

ملک توڑنے والے کسی ایک کو پھانسی ہوئی ہو؟

ڈرگ مافیا میں سے کسی ایک کو پھانسی ہوئی ہو؟

۱۲ مئی کو درجنوں لاشیں گرانے والے کسی قاتل کی شناخت، جس میں رسوائے زمانہ مشرف مکے لہرا کر کہہ رہا تھا کہ طاقت کا مظاہرہ ہے۔

فحش کاروبار اور انسانی اسمگلنگ کے کسی ایک مجرم کو پھانسی ہوئی ہو؟

کوئی ایک گستاخ جعلی مقابلے میں مارا گیا ہو؟

کلبھوشن کی رہنمائی میں کسی غدار کو ٹانگا گیا ہو؟

حالیہ گستاخی مبنی مواد پہ پارلیمنٹ پہ بحث کا کوئی اتہ پتہ؟

کسی چرسی کو لٹکایا گیا ہو؟

اب تو ہمارے دیہاتوں میں چرس مافیا، شراب مافیا اور افیون مافیا دندنا رہا ہے۔

کیا یہ سارے آپریشن اسلام پسندوں، مدارس، مساجد، طلبا اور علما ہی تک محدود نہیں؟

کیوں؟؟؟؟

صرف اس لیے کہ ڈالر صرف اسی عنوان پہ ملتے ہیں!

ان باتوں کا جواب دیجیے پھر مصلحت کی نصیحت کیجیے گا! قبول ہو گی جناب!

عبداللہ غازی نے لکھا:

یہ نیشنل لبرل پلان ہے جس کے تحت ہر سیکولر لبرل کو کھلی چھوٹ ہے خواہ وہ ہزاروں مسلمانوں کا قاتل ہو، مسجدوں کو شہید کرتا ہو، خود مختاری دو ٹکے کے عوض بیچ دے، اور بہنوں بیٹیوں بھائیوں کو ڈالر میں فروخت کرے یا غیر ملکی دشمنوں کو پاکستان میں کھلواڑ کرنے دے... اس کی جیب میں یہ عدالتیں، نیب، قانون ردی کی طرح بکھرے ہوتے ہیں... لیکن اس کے مقابلے میں ایک شخص جو شریعت اسلامی کے نفاذ کا ادنی سا ذکر بھی کرے اس کے لیے زندان، پھانسی گھاٹ، قید تنہائی، اور بجلی کے کرنٹ، ڈرل مشینیں اور اس کے خاندان کو زندہ در گور کرنا ہے...

یہ عدالتیں، اور حکومت اور سیاسی و عسکری قیادت پاکستان میں امریکی راج کے مہلک ہتھیار ہیں...

یہ ہم میں سے نہیں، ہم ان میں سے نہیں... یہ ان میں سے تھے، ان میں سے ہیں اور انہی ان کے ساتھ اٹھنا ہے، ان شاءاللہ... ہمیں اپنا ملک ان سے چھڑانا ہے۔ یہ ملک ان کا نہیں، بلکہ ہمارا ہے... صرف خلافت کے قیام ہی سے ان کے منصوبوں کا خاتمہ ہو گا!

فیض اللہ خان نے لکھا:

اسلام، ریاست معیشت اور عدالت میں اپنی حاکمیت چاہتا ہے۔ لبرل ازم خدا کو دیا گیا انسان کا چیلنج ہے جس کے ماننے والے ریاستی امور سے اس کے دین کو نکال باہر کرنا۔ چاہتے دنیا بھر میں مار کھاتی امت، کھنڈر ہوتے ممالک اور جلتے شہروں کی راکھ سے سخت جان مسلم قوم برآمد ہو رہی ہے، یہ حجاب وغیرہ تو بہت ہی چھوٹا سا معاملہ ہے! اس دین نے نافذ ہونا ہے یہ ہر خیمہ میں جا کر رہے گا کسی کو اچھا لگے یا برا۔

مصائب سے نبرد آزما امت آزمائش کی بھٹیوں سے گزر رہی ہے ...اسلامی تحریکیں اپنا راستہ بیک وقت حکمت مزاحمت اور نرمی کے ساتھ بنا رہی ہیں۔ دنیا بھر میں طواغیت کے سامنے حرم کے بیٹے پورے قد کے ساتھ کھڑے ہیں! کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے گھبرائے بغیر! مسلم اکثریتی معاشروں میں سیکولر ازم اور لبرل ازم کا گھیرا تارِ عنکبوت سے بڑھ کر نہیں۔ یہ مشکل مرحلہ نصف سے زائد گزر چکا بقیہ گزرنے والا ہے۔

یاد رہے کہ نظام کا نفاذ اور غلامی سے آزادی بچوں کا کھیل نہیں! اس کے لیے آگ و خون کے دریا سے گزرنا پڑتا ہے، سانحات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ... لبرل ازم کے علمبردار! فقط باتیں کر سکتے ہیں وہ بھی ٹھنڈے کمروں میں بیٹھ کر! ان میں کتنے ہیں جو میدان عمل میں نکلے ہیں؟ ان کی کُل دوڑ غیر ملکی فنڈنگ تک ہے۔ جہاں پیسوں کی ادائیگی بند ہوئی ان کے قلم کی روشنائی بھی خشک سمجھیں!!!

منیب اعوان نے لکھا:

مسجد عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر امریکی بمباری سے شام کے شہر ادلب میں عشاء کی نماز پڑھتے ۱۰۰ سے زیادہ بے گناہ نمازیوں کی شہادت کو تین دن گزر چکے ہیں... کوئی نیلے پیلے رنگ میں رنگنے والی ڈی پی، نا ہی افسردہ سٹیٹس، نا ہی "عالمی دہشت گرد" کو کوستی ہماری عوام... سچ تو یہ ہے کہ لوگ ایسے کسی سانحہ سے ہی واقف نہیں ہوں گے، اور اس سے بھی بڑا سچ یہ ہے کہ عالمی استعمار اپنے مقامی خدمت گاروں کی مدد سے ہر مسلمان ملک میں عوام کے اذہان اپنی گرفت میں لے چکا ہے... میڈیا ڈریون ایموشنز اینڈ سمپتھیز... یعنی عوامی جذبات اور ہمدردیاں اس بد دیانت میڈیا سے ڈرائیو کی جاتی ہیں!...

فالی اللہ المشتکی!...

امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے!

ابو بکر قدوسی نے لکھا:

قبل از مسیح کھنڈرات کے غم میں گھلنے والی ''انسانیت'' کو بم باری کرتے وقت زندہ اور معصوم انسانوں کا غم کیوں نہیں ستاتا...نہ ان کا بہتا لہو، بکھرتے وجود، اجڑتے سہاگ، کٹتی جوانیاں اور نئے بنتے کھنڈرات نظر آتے ہیں...اور جو ان تاریخی کھنڈرات کی محبت میں ٹسوے بہاتے ہیں، وہ انسانی لہو کے بہنے پر کیوں مسکراتے ہیں...

آصف علی خان نے لکھا:

لندن میں ویسٹ منسٹر کے علاقے میں ایک کار سوار فائرنگ کرتا ھے جس میں ۵ افراد ہلاک اور تقریباً ۴۰ افراد زخمی ہو جاتے ہیں... ایفل ٹاور کی روشنیاں سرخ ہو جاتی ہیں...تل ابیب میں اظہارِ افسوس کے لیے اندھیرا کر دیا جاتا ہے...دبئی کے سکائی سکریپر ز میں ہلاک شدگان کے ناموں کا اعلان کیا جاتا ہے...دنیا بھر سے افسوس اور تعزیت کے پیغامات بھیجے جاتے ہیں فیسبک پر اپنے پیاروں کو خیریت سے آگاہ کرنے کے لیے ''Mark Safee'' کی مہم چلائی جاتی ہے اور قوی امید ہے کہ آج شام تک فیس بک پر برطانوی پرچموں کی بہار بھی آ جائے گی!

جب کہ عین اُسی دن امریکی صلیبی دہشت گرد' شام کے شہر رقہ کے ایک سکول میں قائم عارضی پناہ گاہ' جہاں جنگ سے جان بچا کر لوگ پناہ لیے ہوئے تھے، وہاں پر بم گرا کر ۱۰۰ سے زائد مسلمانوں کو شہید اور سیکڑوں مسلمانوں کو زخمی کر دیتے ہیں لیکن کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی

فاطمہ شاہ نے لکھا:

الحاد کی یہ بڑھتی لہر ایک ایسا وقت لا رہی ہے کہ ایک ہی گھرانے میں رہنے والے لوگوں میں سے کوئی صحیح العقیدہ مسلمان ہے تو کوئی ملحد یا خدا سے برگشتہ۔ یہ وقت نبوی دور سے بھی نازک ہے کیونکہ مشرکین عرب و روم کے نصاریٰ کم از کم اللہ کے وجود کے منکر تو نہ تھے۔ خدارا! اپنی اولاد کی دینی تربیت پر بھرپور توجہ دیں۔ انگلش میڈیم سکولوں میں داخل کروا کر اور قرآن مجید کی تعلیم کے لیے ایک عدد قاری صاحب لگوا کر آپ کے بچے موجودہ الحادی فتنوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ آپ کو اپنے اور اپنے بچوں کے ایمان کی فکر نہیں تو کسی اور کو کیونکر ہو گی؟ اپنی زبان کو ہر وقت ذکر اللہ سے تر رکھیں تاکہ آپ کے بچے بچپن ہی سے ہر وقت اللہ کا نام سنتے بڑے ہوں۔

اس کا سب سے آسان طریقہ ہر موقع کی مسنون دعا اور موقع کی مناسبت سے بسم اللہ، سبحان اللہ، ماشاءاللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر وغیرہ کا استعمال ہے۔ بچوں کو جو کچھ بھی دیں یہی کہیں کہ یہ ہمیں اللہ نے دیا ہے۔ اور اللہ ہی ہم سے لینے پر قادر ہیں۔ انہیں ہر مشکل وقت میں صلوۃ الحاجات پڑھنا اور صرف اللہ سے مدد مانگنا سکھائیں۔ شیطان تو بڑے بڑے اولیا(مثلاً بلعم بن باعوراء) کو بہکانے میں کامیاب ہو گیا تو ہم اور ہمارے بچے کیا چیز ہیں۔ ایاز نظامی کی مثال سامنے ہے جو مدرسے کا عالم و فاضل ہے۔ اس لیے ہر وقت اپنے اور آنے والی نسلوں کے ایمان کی سلامتی کی دعا کرتے رہیں۔ کیونکہ یہ تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے اور ایک حدیث کے مفہوم کے مطابق جو بھی اپنے صاحب ایمان ہونے پر اللہ کا شکر نہیں ادا کرتا، اللہ پاک اس سے یہ نعمت چھین لیتے ہیں۔

اس لیے اپنے بچوں کے سامنے اس چیز کا اکثر ذکر کیا کریں کہ خدانخواستہ سوچو اگر ہم یا تم کسی ہندو، سکھ، عیسائی یا یہودی گھرانے میں پیدا ہوتے تو ایمان کی دولت سے محروم ہوتے۔ آخری بات یہی کہ یہ سب احتیاطی تدابیر ہیں اور یہیں تک ہمارا اختیار ہے۔ ایمان کو بچانا اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بچوں کو کتنی تبلیغ و تلقین کی ہو گی مگر کنعان پھر بھی بدبخت ہی رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

محمد حسان بن محمد نے لکھا:

اگر آپ واقعی HangAyazNizami# جیسی بات پر عمل چاہتے ہیں تو جان لیجیے کہ اس طاغوتی نظام سے امید رکھنا پرلے درجے کی بیوقوفی ہے!

اس کے لیے آپ کو نظام خلافت و امارت قائم کرنا ہو گا!!!

ورنہ...

تھوک میں پکوڑے تلتے رہیے!!!

ضیا چترالی نے لکھا:

غربت سے تنگ بیگ صاحب قومی خزانے کو لوٹنے والوں پر عدلیہ کی اچانک مہربانی دیکھ کر فرمانے لگے:

''سونے کا تاج نہیں، چاندی کا ہار نہیں، ڈائمنڈ کی مالا نہیں، یاقوت کی تسبیح نہیں، زمرد کی چین نہیں، جواہرات کا سیٹ بھی نہیں...۴۸۰ ارب بھی نہیں، ۴۸۰ کروڑ بھی نہیں، بلکہ ۴۸۰ لاکھ بھی نہیں، بس ۴۸۰ ہزار ہی کوئی ہمیں دیدے۔ پھر بھلے ضمانت بھی نہ ہو۔ اور بالکل ہی نہ ہو۔ ساری عمر نہ ہو۔ کال کوٹھری میں عمر بتا دیں گے۔ کم از کم بیٹی کے ہاتھ پیلے کی تمنا تو پوری ہو گی۔ یہ حسرت دل میں لے کر قبر میں جانے سے تو جیل جانا بھی بہتر ہے''۔

درست ہی کہتے ہیں بیگ صاحب۔ احتساب کا موسم ختم۔ اب ''مال بنا کر جیو'' کا دور پھر شروع ہونے ہی والا ہے۔

مہتاب عزیز نے لکھا:

جو لبرل لوگ ہمیں لبرل ازم کے نام پر ناچ گانا برداشت کرنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ اُن کی اطلاع کے لیے عرض ہے:

لبرل ازم کے کعبے یعنی فرانس میں حجاب کرنے پر اس لیے پابندی لگائی عائد ہے۔ کیونکہ نقاب و حجاب فرانس کی ثقافت نہیں۔ فرانس میں ہونے والے حالیہ انتخابات کا ایک بڑا ایشو

تھا کہ کباب کی دکانوں پر بین لگایا جائے۔ کیوں کہ یہ کھانا فرانسیسی تہذیب کا حصہ نہیں بلکہ اسے مسلمانوں نے متعارف کرایا ہے۔

جنہیں ناچ گانے اپنا کلچر ملتا ہے، اُن کے لیے عرض ہے کہ اسلام میں تو ناچ گانے کا سرے سے کوئی تصور نہیں۔ البتہ مقامی روایات میں یہ عنصر ضرور ملتا ہے۔ چند یہاں واقعی ناچ گانے والے قدیم عرصے سے موجود رہے ہیں، جنہیں عرف عام میں ڈوم، ڈھاری، بھانڈ اور میراثی وغیرہ کے ناموں سے جانا جاتا ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ ہم مسلمان اور خاندانی لوگ ہیں۔ کسی بھی طرح سے ناچ گانا ہماری تہذیب اور ثقافت نہیں رہی ہے۔ ناچ گانا جن کی تہذیب اور ثقافت اور خاندانی ورثہ ہے وہ اس کا اظہار اپنے گھروں اور عیاش و اوباشوں کی حویلیوں اور ڈھیروں پر شوق سے کریں۔ اور خوب پیسے بھی بنائیں۔ لیکن ہمارے معاشرے کو اس غلاظت سے آلودہ نہ کریں۔

زاہد مغل نے لکھا:

فرض کریں آپ اور آپ کے دوست کے سامنے ایک شخص کسی خاتون کی عزت دری کرنے لگا ہے۔ اس موقع پر آپ کیا کریں گے، پولیس کو خبر دینے دوڑیں گے یا اسے ایسا فعل کرنے سے زبردستی روک دیں گے (اور ممکن ہے اس دوران اسے سخت مارنا پیٹنا بھی پڑے)؟ اب اس کے ساتھ یہ بھی فرض کریں کہ آپ جانتے ہیں کہ جس پولیس کو آپ نے خبر دینے جانی ہے وہ کچھ نہیں کرے گی۔

یہ سوال ان لوگوں کی خدمت میں جو "برائی کے خلاف پرائیویٹ سیکٹر کی مزاحمت حرام" ہونے کے اصول کا زور و شور سے پرچار کر رہے ہیں۔ اگر آپ روک دیں گے تو اس اصول کی رو سے یہ کیسے جائز ہوا؟ اس کے جواب میں فوراً "استثناء" کا اصول پیش کر دیا جاتا ہے (کہ یہ استثنائی صورت حال ہے)۔ مگر اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ یہ اصول و "حرمت" کوئی ویسی عمومی نہیں جیسے کہ پیش کی جاتی ہے، خود اس پر بھی بہت سی تحدیدات ہیں جو یہ حضرات خود بھی مانتے ہیں۔ دوسری یہ کہ جس استثناء کو آپ اپنے حق میں یہاں استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں دوسرے بھی یہی کرتے ہیں، پھر انہیں بھی اجازت دے دیجئے۔ الغرض غلط اصول قائم کرنے کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

ان "بھلے مانسوں" (مراد صرف وہ جو سادے ہیں، جو جان بوجھ کر "فکری مکاری" سے کام لیتے ہیں، جن کی تعداد کچھ کم نہیں، وہ مراد نہیں) کو خبر ہی نہیں کہ جدید جمہوری نظام میں طریقہ کار ہی یہ ہے کہ جو شے اجتماعی عمل میں مقصود ہو اسے صرف ریاست اکیلے نہیں کرتی بلکہ سٹیٹ و سوشل سیکٹر کی این جی اوز مل کر کیا کرتی ہیں (اسے "پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ" کہتے ہیں)۔

ہمارے یہاں خواتین کو "مردوں کے مظالم" سے محفوظ رکھنے کا بیڑا سرکار نے نہیں بلکہ این جی اوز نے اٹھا رکھا ہے جن کی پہنچ کے پیش نظر پولیس والے بھی ان کے سامنے دم نہیں مار سکتے، جیسا یہ کہتے ہیں ویسی ہی رپورٹ لکھ دیتے ہیں۔ چونکہ سٹیٹ اس "برائی" روکنے کو ایک واقعی مقصد سمجھتی ہے لہٰذا اس قسم کی این جی اوز کی اس کے یہاں پزیرائی ہوتی ہے، حالانکہ یہ این جی اوز اکثر اوقات ریاستی اداروں کے حرکت میں آنے سے قبل لوگوں کے ایسے معاملات میں مداخلت کر رہی ہوتی ہیں جس میں مداخلت کا حق ریاست کو ہوتا ہے۔

حسان بن محمد نے لکھا:

شکریہ جنرل باجوہ شریف

آرمی چیف نے ٹی وی اشتہار میں کام کر کے عظیم "کارنامہ" سرانجام دے کر دنیا کے "نمبرون" ہونے کا ثبوت دیا ہے...

شنید ہے کہ اب ہماری فوج اس میدان میں بھی فتح کے جھنڈے گاڑے گی!

بس پراپرٹی اور دلیے وغیرہ کے بعد یہی ایک میدان رہ گیا تھا اپنی برتری ثابت کرنے کا!!!

مولانا زین العابدین نے لکھا:

انداز دیکھئے سیکولر بیانیہ رفتہ رفتہ تخلیق پا رہا ہے۔

ملک میں آپریشن ردالفساد جاری ہے۔ آئی ایس پی آر کی جانب سے آپریشن کی جاری کی گئی تازہ ترین اپ ڈیٹس کے مطابق پنجاب میں رینجرز نے ۲۰۰ سے زائد سرچ آپریشن کیے ہیں۔

آئی ایس پی آر نے بتایا کہ کروڑ، لیہ اور پنڈی سمیت مختلف علاقوں میں یہ سرچ آپریشن کیے گئے جس کے دوران مشتبہ مکانات، مدارس اور دکانوں کی تلاشی لی گئی کارروائیوں کے دوران جہادی میٹیریل اور اسلحہ بھی برآمد کیا گیا۔ (روزنامہ جنگ ویب)

یہ جہادی میٹیریل کیا ہوتا ہے؟ کیا قرآن بھی جہادی میٹیریل میں شامل ہے؟

احمد انصاری نے لکھا:

متبادل بیانیہ قابل قبول بنانے کے لیے سب سے باریک کام مکالمہ کی آڑ میں جاری ہے، اور انتہائی کارگر بھی۔

سوشل میڈیا پر فعال دینی مدارس کے ایسے طلبا اور رائٹ ونگ کے وہ نوجوان، جو فائیو اسٹار ہوٹلوں کے الف لیلوی ماحول، اسکن ٹائٹ ٹراؤزر پہنے لڑکیوں اور غبی دانش وروں کو دیکھتے ہی ذہنی لکنت کا شکار ہو جاتے ہیں، حقیقتاً اس متبادل بیانیے کو قبول کرتے جا رہے ہیں۔

حالانکہ نظریاتی جنگ اب فیصلہ کن موڑ پر آچکی ہے۔ اب صرف یہ نہیں دیکھنا کہ "کیا کہہ رہا ہے؟" یہ بھی دیکھنا ہے کہ "کون کہہ رہا ہے؟"

یہ وہ عہد نہیں کہ لبرل کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ چاہے وہ دہریہ ہی سہی، لیکن کسی بھی مذہب کے ماننے والوں کی دل آزاری کرنا بدترین اخلاقی جرم سمجھتا تھا۔ ہم نے ایسے اسٹیبلشمنٹ

دیکھے ہیں جو لاکھ مذہب بے زار ہونے کے باوجود کسی بھی مذہب کی مقدس ہستیوں کا ذکر ادب سے کرتے تھے۔

لیکن آج کل لبرل ازم اور ہیومن ازم کے نام پر جو ادیب، صحافی، شاعر اور دانش ور سر گرم ہیں، یقین مانیں کہ وہ دراصل دجّالی نیٹ ورک کا حصہ ہیں۔ ان کا اپنا کوئی ذاتی نظریہ نہیں، یہ تو اپنے آخری بادشاہ (دجّال مسیح) کے استقبالی ہیں۔ اس کے ظہور سے پہلے پہلے اس کے لیے بھرتیاں کرنے میں مصروف ہیں۔

لہٰذا الفاظیوں کے کلی پھندنوں میں گرفتار بچو! اس ذہنی دام سے خود کو آزاد کرو۔ اور لکیر کے اس پار کھڑے کسی ''دان شور'' کی بات کو گدھے کی لات سے زیادہ اہمیت نہ دو۔ اگر ادبِ عالیہ، عظیم شاعری اور فلسفہ پڑھنے کا شوق ہے تو یہ تینوں چیزیں اپنے درجہ کمال پر علامہ اقبالؒ کے کلام میں موجود ہیں۔ اسے پڑھو، ادبی ذوق کی بھی تسکین ہو گی۔ علم و دانش کو بھی جِلا ملے گی اور ان شاءاللہ دینی اساس بھی مستحکم رہے گی۔

ابو بکر قدوسی نے لکھا:

آپ احمق ہیں.. یا مجرم؟

غصہ نہ کیجیے گا، حقیقت یہی ہے کہ اگر آپ دل سے یوں سمجھتے ہیں تو آپ واقعی کم عقل ہیں، احمق ہیں، بے وقوف ہیں اور کیا کہوں تہذیب ہاتھ روکے ہے ورنہ آپ کے سر پر ایک ہاتھ بھی جڑ دوں۔

آپ دانش ور ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ فلاں خارجی ہے، فلاں دہشت گرد ہے اور جو اُن میں شامل ہو جاتا ہے وہ اصل میں ہی گمراہ ہے تو اوپر لکھی صفات کے آپ حامل ہیں۔

خان شیخون میں پرسوں اترسوں جو کیمیائی بم کا حملہ ہوا اس میں ایک شخص کا قصہ سنیے پہلے، پھر آپ کی دانش وری کی پرتیں اترتی ہیں۔

یہ عبدالحمید یوسف ہے، خان شیخون کا یہ آدمی جس کی آپ تصویر دیکھ رہے ہیں۔ اس نے اپنے دو جڑواں بچوں کی لاشیں اٹھائی ہوئی ہیں... جن کی عمر محض نو ماہ تھی، آیا اور احمد... دونوں کیسے پیارے لگ رہے ہیں جیسے کوئی ادھ کھلا پھول کہ جس پر بہار آنے کو تھی کہ کوئی مسل کے توڑ گیا... لیکن کہانی اتنی ہی نہیں...

عبدالحمید یوسف کے محلے کے بیچ میں جب بم پھٹا تو اس کے خاندان کے کافی لوگ وہاں موجود تھے... پھر وہ لاشیں اٹھاتا گیا.. پہلے تو نام لے لے کے پکارا، ادھر ادھر دوڑا... کسی کو تڑپتا پایا اور کسی کو جان بلب... پھر اس نے نام لینا چھوڑ کے گنتی شروع کر دی... اب وہ گن رہا تھا... ایک، دو، تین، چار، پانچ .... اور پھر وہ گنتا گیا... اس کے خاندان کے، اس کے ماں جائے، اس کے بچپن کے ساتھی، اس کے خون کے رشتے، جن کے ساتھ کھیلا اور کچھ کی محبتوں میں پل کر جوان ہوا... سب ہی تو تھے ان میں... اس کے خاندان کے بائیس افراد جان کی بازی ہار چکے تھے... وہ اٹھاتا گیا... گنتا گیا اور قبروں میں اتارتا گیا۔

شام ہو چکی تھی... اس کے اندر کا انسان کب کا ٹھنڈا ٹھار ہو چکا تھا، آنسو کب کے تھم چکے تھے... جب وہ بائیس لاشوں کو زمین کے اندر اتار کے فارغ ہوا تو خود بھی تئیسویں لاش بن چکا تھا۔

اور اب یہ تئیسویں لاش کچھ روز میں جسم پر خود کش جیکٹ باندھے گی یا بندوق تھامے گی... اور آپ، میں ہم سب مل کر اسے انسانیت کا دشمن قرار دیں گے، اس پر فتوے جڑیں گے۔ مفکرین اور دانش ور صاحبان! یہ دہشت گردی، یہ خوارج، خود کش حملے، اس ظلم کا منطقی نتیجہ ہے جو امریکہ، روس اور اس کے حواری ایران نے ارضِ شام و عراق میں بپا کیا... آسمانوں سے آپ آگ کی بارش کریں... علاقوں کے علاقے تورا بورا بنا دیں.. خاندان کے خاندان ناحق قتل کر دیں... عفت مآب بہنوں کی عزتوں کو آپ کے غنڈے برباد کر دیں.. ماؤں کے بچے مار دیں... پر سکون آبادیوں کو اپنی مہذب دہشت گردی کی بھینٹ چڑھا دیں... اور پھر جب اس کے رد عمل میں کوئی کھڑا ہو جائے... اس پر دہشت گرد کے فتوے جڑیں... آپ کے دانش ور ٹاک شو میں بیٹھ کر دہشت گردی کی جڑیں ڈھونڈیں.. کچھ ضرورت سے زیادہ ''سمجھ ڈار'' اس کو ابن تیمیہ کی کتابوں میں تلاش کریں اور مغرب کے ان مظالم پر مجرمانہ پردہ ڈالنے کی کوشش کریں... تو جان لیجیے ان سے زیادہ نہ کوئی بے وقوف ہے اور نہ مجرم!

''مجرم'' میں نے اس لیے لکھا کہ جانتے بوجھتے جب کوئی دہشت گردی کے حقیقی اسباب کو زیر بحث لانے کی بجایے... جھوٹ بول کے، جھوٹی تصویر کشی کرتا ہے تو چاہے وہ کوئی مغرب کا پروردہ دیسی دانش ور ہو یا گوری چمڑی والا سوٹ پہنے اندر کی بدبو کو انسانایت نامی پرفیوم سے چھپائے دانش ور یا جبہ و عمامہ سجائے کوئی باریش فتویٰ باز... جی ہاں مجرم ہی ہو گا... خان شیخون کے ان شہیدوں کا!

فاطمہ احمد نے لکھا:

ہماری ''داستان بے بسی'' اہل شام کے نام!!!

اے شام والو!!!

ہم تم سے بے خبر نہیں ہیں....

ہمیں تمہارے حال کی پوری پوری خبر ہے.....

ہاں...!!!..

ہم نے تمہیں تڑپتے ہوئے دیکھا ہے... ہم نے دیکھا ہے کہ تمہاری شاہراہیں کیسے اپنے ہی باسیوں کے لہو سے گل رنگ ہو گئیں...

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ کٹے پھٹے جسم کیسے بے گور و کفن گلی کوچوں میں بکھرے پڑے ہیں....

ہم نے معصوم بچوں کی خوف و دہشت سے پھٹی مگر خشک و بنجر بے جان آنکھوں کو بھی دیکھا ہے...

ہم نے پاک دامن، عفت وحیا کا پیکر ماؤں بہنوں کے دل و جگر کو چیرتے نوحے بھی سنے...

ہمیں یہ بھی نظر آیا کہ جو دشمن کے ہتھیاروں سے بچ نکلے... وہ بھوک کے بے رحم ہاتھوں کیسے سسک سسک کر مرے....

ہم نے تمہارے پر رونق بازاروں، تمہاری مصروف شاہراہوں، تمہارے گنجان آباد محلوں کو مٹی کے ڈھیر میں بدلتے دیکھا ہے...

واللہ......!!!

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جہاں کبھی زندگی بسیرا کیا کرتی تھی آج وہاں کیسے موت کے مہیب و خوفناک سناٹوں نے ڈیرا ڈالا ہوا ہے.....

اور اب......!!!..

جب کہ دشمن نے تمہاری آخری پناہ گاہ، تمہارے آخری ٹھکانے پر پہنچ کر موت کا کھیل شروع کر دیا ہے... تمہیں ختم کرنے کے لیے آگ وخون کی برسات کر رہا ہے....

خدا کی قسم..... ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں.... ہمارا دل بھی غم سے پھٹا جا رہا ہے... ہماری آنکھیں بھی مسلسل گریہ زاری سے سرخ ہیں...

مگر..... ہمیں معاف کر دینا...!!!.

ہم تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتے...

کیونکہ ہم اب صرف نام کے مسلمان ہیں.... ''امت'' نہیں ہیں....

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ''مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں'' بھلا چکے ہیں...

ہم بھول چکے ''تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر'' کا مطلب.....

ہمیں قرآن کی آیات جہاد بھول گئی ہیں... بس آیات رحمت یاد ہیں...

ہمیں معاف کرنا....

ہماری غیرت مسلم عرصہ ہوا کہیں سو گئی ہے...

ہم تمہارے لیے بس آنسو بہا سکتے ہیں...

اور کچھ نہیں کر سکتے...

ہماری مجبوری سمجھنا....

اور ہمیں معاف کر دینا... ہمیں معاف کر دینا...!!!.

فقط...

تمہارے مجبور و بے کس و بے حمیت مسلمان بہن بھائی...!!!

عثمان حبیب نے لکھا:

''شام میں بہت ظلم ہو رہا ہے۔ ادلب پر بشار خنزیر نے کیمیائی ہتھیار استعمال کیے۔ حلب پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیے گئے۔ مسلم دنیا کے حکمران اس ظلم میں برابر کے شریک ہیں۔ ادلب پر حملے۔

☆☆☆☆☆

یقین مانیے یہ سب باتیں اب اوپر اوپر سے گزر جاتی ہیں۔ اب فضول لگنے لگی ہیں ایسی باتیں۔ عمل کی راہ کوئی نہیں بتاتا کہ ہم نے اس ظلم کے آگے بند ھ کیسے باندھنا ہے؟

مظلوم کی مدد کے سلسلے میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا عمل رہا ہے؟؟؟

قرآنی تعلیمات اس سلسلے میں کیا ہیں؟؟؟ سورۃ النساء کی یہ آیت ہم کیوں بھول جاتے ہیں؟

''اور (مسلمانو!) تمہارے پاس کیا جواز ہے کہ اللہ کے راستے میں اور ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ "اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال لایئے جس کے باشندے ظلم توڑ رہے ہیں، اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی مددگار کھڑا کر دیجیے''(النساء:۷۵)

کیا مطلب ہے اس آیت کا؟؟؟

کون لڑے گا ان مظلوموں کی خاطر؟؟؟

کون ان کا مددگار بنے گا؟؟؟

مسلمان کا مسلمان کے بھائی ہونے کا مطلب کیا ہے، اور یہ کس کا فرمایا ہوا ہے؟؟؟

رب کعبہ کی قسم!!! اس آگ کو اگر روکا نہ گیا تو یہ آگ کل ہمارے گھروں تک پہنچ کر رہے گی۔ جس طرح آج ہم نے ان کی مدد نہ کی کل کو ہماری مدد کے لیے بھی کوئی نہیں آئے گا۔

آج وقت ہے اس آگ کو روکنے کا، کل مہلت نہیں ملے گی۔

آگے بڑھیے! اس سے پہلے کہ یہ آگ ہمارے گھروں تک پہنچے، اسے وہیں روکیے!!!

طارق حبیب نے لکھا:

مخبری کی اہمیت

حملے کی کامیابی کا انحصار ''مخبروں'' پر بھی ہوتا ہے... مثال کے طور پر...

ڈمہ ڈولہ کے مدرسے پر میزائل مارا جاتا ہے... میزائل داغنے والا امریکہ ہے... اور ۲۷ حفاظ قران بچے شہید کر دیے جاتے ہیں...

جب کہ شام کے ایئر بیس پر ۶۰ میزائل فائر کیے جاتے ہیں... یہاں بھی میزائل داغنے والا امریکہ ہے... مگر صرف 6 شامی فوجی مردار ہوتے ہیں...

پاکستان میں اتنا نقصان کیوں ہوا؟ اسے سمجھنے کے لیے پنجابی کی مثال ہے کہ ''کتی چوراں نال رلی ہوئی اے'' اور جو کتی اس وقت چوروں سے ملی ہوئی تھی... وہ آج کل دبئی میں طوائفوں سے اپنی کمر کا علاج کرا رہی ہے!!!

جمیل بلوچ نے لکھا:

کشمیر میں بھارتی فائرنگ سے ۸ افراد شہید... باجوہ صاحب! شام تو دور ہے مگر یہ شہ رگ تو قریب ہی ہے تو کیوں نہ اس کے لیے کچھ کریں؟ یا جنگی جہاز اور بم صرف وزیرستان اور بلوچستان کے لیے کام آتے ہیں؟

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ ماہِ فروری میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد وشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.urdu-alemarah.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم فروری:

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب ایئرپورٹ سے متصل جارح امریکی فوجوں کی گاڑی بارودی دھماکہ کی زد میں آکر تباہ ہوگئی۔ گاڑی میں سوار 2 صلیبی ہلاک اور 3 زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سرخ رود میں خیر آباد کے علاقے مارغونڈی کے مقام پر جنگ جوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور کمانڈر ملک اول خان سمیت دو ہلاک جب کہ دو زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں موزئی کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے 2 موقع پر ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ نورستان کے ضلع کامدیش کے موڑہ بیں کے قریب بم دھماکہ سے ایک فوجی ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں سیدان کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ایک اہل کار ہلاک، جب کہ دوسرا زخمی ہوا۔

2 فروری:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں سپندہ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی سپلائی کانوائے پر حملہ کیا، جو ایک گھنٹے تک جاری رہا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 2 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندہار شہر کے حلقہ نمبر 9 میں مربوطہ خان محمد ہاؤس کے قریب انٹیلی جنس سروس اہل کار بمبو کو ہدفی کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا گیا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع ڈنڈ میں امریکی فوجی ٹینک بم دھماکہ کے نتیجے میں تباہ ہوگیا، ٹینک میں سوار صلیبی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

3 فروری:

☆صوبہ قندہار کے ضلع تختہ پل میں برغنو گاؤں میں پولیس اہل کاروں پر بم دھماکہ اور حملہ ہوا، ایک ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ، ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع بٹی کوٹ کے مرکز اور شینوار قلعہ میں پولیس اور جنگ جوؤں کی چوکیوں اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کاروں پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 11 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی ہونے کے علاوہ 3 فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل کے مارکوہ اور شیر گڑھ روڈ بم ڈسپوزل اسکواڈ اہل کاروں پر ہونے والے دھماکہ میں 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ خوست کے ضلع صبری کے مرکز میں امریکی اور کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ اور ساتھ ہی دشمن پر دھماکے بھی ہوئے، جس کے نتیجے میں ایک فوجی رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 10 اہل کار ہلاک اور زخمی اور دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں ملا سردار کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں جنگ جو کمانڈر داؤد ہلاک جب کہ متعدد شر پسند زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع احمد آباد میں رود بازار کے قریب ضلعی سربراہ کی گاڑی پر حکمت عملی کے تحت دھماکہ ہوا، جس سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار ضلعی سربراہ حضرت سمیت انٹیلی جنس چیف اور کرائم برانچ افسر شدید زخمی ہوئے،

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں تختہ پل کے علاقے میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں 2 چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 20 اہل کار ہلاک اور زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ڈراب چارراہی کے علاقے میں مجاہدین نے لیزر گن سے 3 فوجیوں کو نشانہ بناکر قتل کر دیا ہلاک، جب کہ 2 فوجی زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا میں سنگر ماندہ کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار موقع پر قتل، جب کہ 2 مزید زخمی ہوئے۔

4 فروری:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں ضلعی بازار کے قندہار اڈہ اور شفاخانہ کے علاقوں پر آپریشن کرنے والے کمانڈوز اور فوجیوں کو مجاہدین نے لیزر گنوں سے نشانہ بنایا، جس سے 12 کمانڈوز اور 10 فوجی موقع پر قتل ہوئے، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ بغلان کے صدر مقام بغلان شہر میں شہر کہنہ کے علاقے میں فوجی کاروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے 3 فوجی اور 2 رینجرز گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں بدلیج آباد کے علاقے میں فوجی قافلے پر شدید حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں مجاہدین نے باباخیل، نوروزخیل اور شلوٹی کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجوں اور مقامی جنگ جوؤں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

5 فروری:

☆صوبہ سرپل کے ضلع صیاد میں گندہ کے علاقے میں دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے جنگ جو کمانڈر نور محمد نے 15 اہل کاروں سمیت مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ تسلیم ہونے والوں نے 2 ہیوی مشن گنیں، 2 راکٹ لانچر، 11 کلاشنکوف اور ایک کار سمیت مختلف النوع فوجی ساز وسامان مجاہدین کے حوالے کیا۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے نام نہاد قومی لشکر کے دو جنگ جوؤں گلان ولد حاجی نو خان اور سردار ولی ولد داد گل نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالے۔ سرنڈر ہونے والوں نے ایک فیلڈر کار، 2 ہیوی مشن گنیں اور ایک کلاشنکوف بھی مجاہدین کے حوالے کی۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار میں خواجہ قشرئی اور شباختوں کے علاقوں میں دشمن سے جھڑپیں ہوئی، جس سے 2 اہل کار ہلاک، جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

6 فروری:

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود گلہ میخ کے علاقے میں پولیس اہل کاروں پر بم دھماکہ ہوا، جس کے نتیجے میں گاڑی تباہ اور اس میں سوار کمانڈر ابراہیم سمیت ایک اہل کار ہلاک ہوا۔

7 فروری:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار میں خواجہ قشری کے علاقے میں کٹھ پتلی فوج سے جھڑپیں جاری رہیں، جن کے نتیجے میں 7 اہل کار قتل، جب کہ 7 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں مجاہدین نے خاک سفید ڈسٹرکٹ چیف ظالم اور وحشی کمانڈر حاجی عبدالخالق کو حکمت عملی کے تحت ہونے والے دھماکہ کے دوران موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب میں فیض آباد دشت کے علاقے میں مجاہدین کی فوجیوں سے جھڑپیں ہوئیں، جس سے 2 ٹینک تباہ اور کمانڈر سمیت 4 اہل کار ہلاک، جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

8 فروری:

☆صوبہ غزنی کے ضلع گیرو میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین نے میزائل داغے، جو اہداف پر گر کر دشمن کے لیے جانی ومالی نقصانات کے سبب بنے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں کروسائی کے علاقے میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ سے فوجی رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

9 فروری:

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں بابا نظر گاؤں کے قریب صوبائی کونسل کے رکن رئیس علم خان کی گاڑی پر دھماکہ ہوا، جس کے نتیجے میں گاڑی تباہ اور اس میں سوار رکن صوبائی کونسل 3 محافظوں سمیت موقع پر ہلاک ہوگیا۔

☆صوبہ خوست کے ضلع صبری میں مجاہدین نے انٹیلی جنس ڈائریکٹوریٹ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے دشمن کو جانی ومالی نقصانات کا سامنا ہوا۔

☆صوبہ خوست کے ضلع قلندر میں بم دھماکہ سے 3 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں ایک فوجی ٹینک بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں بور کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی سپلائی کانوائے پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک فوجی اور ایک اشیاء خورد ونوش سے بھری ہوئی گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔

10 فروری:

☆صوبہ اورزگان کے صدر مقام ترین کوٹ میں سرئی قلعہ اور چولنگر کے علاقوں میں سیکڑوں فوجی ٹینکوں اور ہیلی کاپٹروں کے ہمراہ آپریشن کرنے کی نیت سے داخل ہوئے، جن پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے 2 ٹینک تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔ اس دوران 2 ہیلی کاپٹر فضا سے بم برسا رہے تھے، جن میں سے ایک کو مجاہدین نے نشانہ بنایا، جس نے ایئربیس میں ہنگامی لینڈنگ کی اور اس میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں تش کے علاقے میں واقع کٹھ پتلی فوجوں کی چوکی پر مجاہدین حملہ کیا اور بعد میں امریکی کمانڈوز پہنچے، جنہیں مجاہدین نے نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں ایک صلیبی موقع پر ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

11 فروری:

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں متعدد فوجی اپنی تنخواہیں کی وصولی کی خاطر اکھٹے ہوئے تھے اور آس پاس سیکورٹی اہل کار ٹینکوں اور گاڑیوں سمیت کھڑے تھے کہ **فدائی مجاہد شہید شریف اللہ شریف تقبلہ اللہ** نے بارود بھری گاڑی کے ذریعے شہیدی حملہ انجام دیا۔ اس فدائی حملے میں 21 اعلیٰ افسر اور سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 18 زخمی ہونے کے علاوہ 2 فوجی ٹینک اور 2 رینجر گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں خان قلعہ کے علاقے میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں یونٹ کمانڈر سمیت 7 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی اور 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ دیگر کٹھ پتلی فوجی فرار ہوگئے۔

☆صوبہ کابل کے صدر مقام کابل شہر میں وزارت دفاع کے مین گیٹ میں فوجی رینجر گاڑی میں مجاہدین کی نصب کردہ بم سے حکمت عملی کے تحت دھماکہ ہوا، جس سے ایک کرنل سمیت 4اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

12فروری:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع گرزیوان میں تگاب شان کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا، جس پر مجاہدین کی طرف سے جوابی کارروائی شروع ہو گئی، جس سے 3فوجی قتل، 4زخمی، ایک گرفتار، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سرخ رود میں چمتلی کے علاقے میں نسیم ولد میراجان نامی کمانڈوز کو ہدفی کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا گیا۔

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غاریں ورازبچہ کے علاقے میں ڈسٹرکٹ پولیس چیف کمانڈر نقیب اللہ کے بھائی بم دھماکہ میں مارا گیا۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندہار شہر کے حلقہ نمبر4 میں مربوطہ حضرت جی بابا کے علاقے میں صوبہ خوست کے نائب پولیس چیف حاجی محمد یعقوب خان کو ہدفی کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا گیا۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر کے شمال گاہ کے علاقے میں فوجی ٹینک دھماکہ سے تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکرگاہ شہر میں ششک کے علاقے میں پولیس رینجر گاڑی راکٹ لانچر حملے میں تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں موبائل ٹاور کے علاقے میں بم دھماکہ سے 2فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 9اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ضلعی مرکز میں تعینات نام نہاد قومی لشکر کے چار جنگ جوؤں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جنھوں نے ایک ہیوی مشین گن، تین کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز و سامان بھی مجاہدین کے حوالے کر دیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع گرزیوان میں تگاب شان کے علاقے میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کمانڈر نجیب اللہ سمیت 5فوجی ہلاک جب کہ 3زخمی ہوئے اور ایک ٹینک بھی تباہ ہو گیا۔

13فروری:

☆صوبہ قندھار کے ضلع بولدک میں مجاہدین نے ضلعی مرکز کے بازار میں صوبائی کونسل کے رکن اور معروف وحشی جنگ جو کمانڈر صوبائی پولیس چیف کمانڈر عبدالرازق کے دست راست کمانڈر زین کو ہدفی کارروائی کے دوران موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں باغپل کے علاقے میں مجاہدین نے حملہ کر کے ایک انٹیلی جنس جنس اہل کار کو قتل، جب کہ دوسرے کو زخمی کر دیا۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں کابل انتظامیہ کے صدارتی محل کے لاجسٹک افسر حاجی عبداللہ نے مجاہدین کی مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا۔ واضح رہے کہ موصوف گزشتہ 15 سال سے صدارتی محل میں لاجسٹک افسر کے عہدے پر تعینات تھا۔

14فروری:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب میں گورزاد کے علاقے میں واقع فوجی مراکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک اہم چوکی فتح، کمانڈر شیر محمد سمیت 6اہل کار ہلاک اور 2زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں پولیس ہیڈکوارٹر پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے ضلعی عمارت کے 2ٹاور تباہ اور 8اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں ارمل کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک راکٹ لگنے سے تباہ ہو گیا جب کہ 3اہل کار ہلاک اور 4زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع بٹی کوٹ میں شینوار قلعہ کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے 3موقع پر ہلاک جب کہ 3زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر کے مربوطہ خارجوئی کے علاقے میں صوبہ زابل کے کونسل چیف عطاجان کے قافلے پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 3گاڑیاں تباہ اور 4اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں تورشا کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب ضلع شیرین تگاب میں مجاہدین نے فوجی مراکز پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس سے ایک فوجی یونٹ، 3چوکیاں اور گورزاد کا وسیع علاقہ فتح، ٹینک تباہ، اور کمانڈر شیر محمد سمیت 7اہل کار ہلاک اور 3زخمی ہوئے۔۔ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، ایک ہیوی مشن گن ایک بم آفگن، ایک پستول اور ایک کلاشنکوف سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

15فروری:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے 15پولیس اہل کار مخالفت سے دستبردار ہو کر مجاہدین سے آملے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکرگاہ میں فوجیوں پر حملے سے 4اہل کار ہلاک اور 2زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں جرناموبونٹ کے قریب مجاہدین نے چوکی پر حملہ کیا، جس سے چوکی کے 2ٹاور تباہ اور 5اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے زقوم چارراہی اور ڈراب چارراہی کے علاقوں کی میں مجاہدین نے 10فوجیوں کو لیزرگن سے قتل کردیا،ان حملوں میں 6فوجی زخمی بھی ہوئے۔

☆صوبہ لغمان ضلع علیشنگ میں جب کہ صدر مقام مہترلام شہر میں پولیس چوکی پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے حملہ کیا۔

☆صوبہ لغمان کے ضلع علیشنگ میں فوجی کارروان پر پہلے دھماکہ اور بعد میں مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3فوجی ٹینک تباہ اور 6سیکورٹی اہل کار ہلاک اور 8زخمی ہوئے

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر سے آنے والے فوجی قافلے پر مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں 2ٹینک تباہ اور 5اہل کار ہلاک جب کہ 4زخمی ہوئے۔

17فروری:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار میں خواجہ قشری کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑگئی، جس کے نتیجے میں 3ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 8اہل کار ہلاک جب کہ 13زخمی ہوئے۔

18فروری:

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی میں جلال آباد، کابل قومی شاہراہ پر سورئے تیزہ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک فوجی ٹینک اور 2رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 7اہل کار ہلاک اور 4زخمی ہوئے۔

19فروری:

☆صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے تگ ودو کے نتیجے میں 56پولیس اہل کار اور مقامی جنگ جو مجاہدین کی مخالفت سے دستبردار ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع مہمند درہ میں فوجی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا،اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 3ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

20فروری:

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں غبرگون کے علاقے میں پولیس اہل کاروں کا ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 4اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ اروزگان کے صدر مقام ترینکوٹ میں وان پل اور سپین قلعہ کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے مرکز پر حملہ کیا، جس پر مجاہدین کے جوابی حملے میں 12اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں مجاہدین نے سپلائی کارروان پر حملہ کیا، جس سے ایک لینڈ کروزر، 3 ٹیلر اور ایک رینجر گاڑی تباہ،4اہل کار قتل اور 5زخمی ہوئے۔

21فروری:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں تختہ پل کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں، پولیس اہل کاروں اور امریکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6اہل کار ہلاک اور 4زخمی ہوئے۔

22فروری:

☆صوبہ کاپیسا ضلع آلہ سائی میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر حملہ کیا، جس میں ایک ٹینک راکٹ لگنے سے تباہ اور اس میں سوار ایک اہل کار ہلاک جب کہ 2زخمی ہوئے۔

23فروری:

☆صوبہ قندوز ضلع دشت آرچی میں نازیان اور ترکئی کے علاقوں میں دشمن کے دو ہیلی کاپٹروں کو مجاہدین نے انٹی ایئر کرافٹ گنوں کا نشانہ بنایا، جن میں سے ایک گر کر تباہ ہوا اور اس میں موجود تمام اہل کار عملہ سمیت ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع شاولیکوٹ میں سرخوبیب کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے لیزرگن حملہ کیا، جس سے 3فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع گریشک میں سیدان کے علاقے میں واقع اہم فوجی چیک پوسٹ پر امارت اسلامیہ کے **فدائی مجاہد شہید ملا لعل محمد خیاط تقبلہ اللہ** نے بارود بھری گاڑی کے ذریعے شہیدی حملہ سرانجام دیا۔اس فدائی حملے میں شاہراہ کمانڈر سید نبی سمیت 25اہل کار ہلاک جب کہ 12 زخمی ہونے کے علاوہ 3فوجی ٹینک اور 4گاڑیاں تباہ اور چیک پوسٹ **مکمل** طور پر منہدم ہوگئی۔

24فروری:

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں بولان میں فوجی ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ اور اس میں سوار 5پولیس اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ خوست کے ضلع موسیٰ خیل میں غلنگ کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 5اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے مرکز کے علاقے میں اسماعیل ہاؤس کے مقام پر مجاہدین نے جنگ جوؤں کو لیزرگن سے نشانہ بنایا، جس سے 9اہل کار موقع پر ہلاک اور 4زخمی ہوئے۔

25فروری:

☆صوبہ غزنی کے ضلع واغز میں مجاہدین نے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں مرکز کو نقصان پہنچنے کے علاوہ 3اہل کار ہلاک جب کہ 2زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں پولیس اہل کاروں کی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا اللہ تعالیٰ کی نصرت کی بدولت 3چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 10اہل کار ہلاک ہوگئے۔مجاہدین نے ایک ٹینک، 2ہیوی مشن گنیں، ایک راکٹ لانچر، 3کلاشنکوف، 6 چلتر بندوقیں اور 2دوربینوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع درزآب میں مقامی جنگ جوؤں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا،اللہ تعالی کی نصرت سے تمام علاقے سے دشمن کو مار بھگایا اور اس دوران دو معروف جنگ جو کمانڈروں شاہ محمد اور نعیم سمیت 10 جنگ جو ہلاک اور دیگر فرار ہو گئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری کے ڈنڈ غوری اور قرغان غونڈی کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 11 اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں قلعہ شامیر کے علاقے میں پولیس ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں کٹھ پتلی فوجوں اور مجاہدین کے درمیان ہونے والی لڑائی میں 4 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

26فروری:

☆صوبہ جوزجان کے ضلع درزآب میں سردرہ کے علاقے میں مجاہدین کے آپریشن کے دوران 2 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 2 کمانڈروں لعل کافر اور رمضان تورہ سمیت متعدد کٹھ پتلی ہلاک ہوئے جب کہ 15 جنگ جوؤں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جنہوں نے 12 کلاشنکوفیں، 2 ہیوی مشین گنیں، 2 راکٹ لانچر، 8 موٹر سائیکلیں اور دیگر فوجی سازوسامان بھی مجاہدین کے حوالے کر دیا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع دامان میں قندہار ائیر بیس کے قریب امریکی ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا اور اس میں سوار امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں کوٹول کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 5 اہل کار ہلاک ہو گئے

27فروری:

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں کٹھ پتلی فوجیوں اور پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 15 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع منگجیک کے مربوطہ علاقے میں نام نہاد قومی لشکر کے 8 جنگ جو حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین سے آملے

28فروری:

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر اور علینگار و علیشنگ اضلاع میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے 48 اہل کار مخالفت سے دستبردار ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں نہر سراج میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے کمانڈر تور سمیت 11 ہلاک، جب کہ ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، 4 کلاشنکوف اور 2 رائفل گنوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے ڈراب چارراہی کے علاقے میں واقع فوجی چوکی پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے متعدد ہلاک اور زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک امریکن ہیوی مشن گن، 3 کار مولی اور ایک رائفل گن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع پھلگزئی میں فوجی قافلے پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے 5 ٹینک، 4 سپلائی کرنے والی گاڑیاں تباہ اور 10 فوجی وکمانڈوز ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: جہادِ شام کی صورت حال

شام میں جاری جنگ میں اسلامی دھڑے کی قیادت ھیئۃ تحریر الشام کر رہی ہے اور ایک میڈیا ادارے کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق ان کے حملوں میں شہری اموات دوسری تمام قوتوں کے مقابلے میں سب سے کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں مگر اس کے قاعدۃ الجہاد سے سابقہ تعلق کو ہی بنیاد بنا کر امریکہ شامی اسلامی انقلاب کو ناکام بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش میں جتا ہوا ہے۔ پچھلے ۱۶ سال سے جاری دہشت گردی کے جاری عالمی جنگ میں مسلمانوں کا نقصان لاکھوں یا کروڑوں لاشوں یا معذوروں کی صورت میں ہے جب کہ یورپی اقوام کا نقصاں صرف ہزاروں میں ہے۔اس سب کے باوجود ایک عام مسلمان جو نہ ان حقائق کو جانتا ہے اور نہ ہی اس سے دلچسپی رکھتا ہے کیونکہ اس کی دلچسپیوں کا مرکز مغربی اقوام کی چمک دمک ہے، وہ خود بھی اسی احساسِ کمتری میں مبتلا ہے کہ شاید ہم ''مسلمان'' ہی دہشت گرد ہیں۔

'مین سٹریم میڈیا' تو خود ہی مسلمانوں کے خلاف جاری اس جنگ میں فریقِ مخالف کا اہم ہتھیار ہے تو یہ کیونکر آپ کو ان حقائق سے باخبر کرے گا؟ باقی جہاں تک معاملہ مسلم ممالک میں عامۃ المسلمین پر ہونے والے دہشت گردانہ واقعات کا ہے تو اس پر سب سے زیادہ متفکر ہم خود مسلمان ہی ہیں۔اس پر غیر اقوام کو فکر مند ہونے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں کیونکہ انہی کی بوئی کھیتی ہمیں کاٹنی پڑ رہی ہے۔ اگر آج یہ غیر اقوام مسلم خطوں میں اپنی سرگرمیاں بند کر دیں اور مقامی طواغیت کی حمایت وامداد بند کر دیں تو مسلم خطوں میں یہ سارے بے امنی ختم ہو جائے گی۔اللہ ہمیں حالاتِ حاضرہ کا صحیح فہم نصیب فرمائیں، آمین۔

☆☆☆☆☆

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتی ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۲۸فروری: دیر کے علاقے خار میں فوجی چیک پوسٹ پر حملے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

یکم مارچ: بنوں کے علاقے ایف آر بنوں میں مجاہدین سے جھڑپ میں لیفٹیننٹ کرنل خاور اور نائیک شہزاد کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔ اس مقابلے میں کئی سیکورٹی افسران اور اہل کار زخمی بھی ہوئے۔

۴مارچ: شبقدر میں قومی وطن پارٹی کے صوبائی جوائنٹ سیکرٹری محمد جان گیگیانی کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔

۶مارچ: مہمند ایجنسی میں فوجی چوکیوں پر حملے میں ۵ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۷مارچ: صوابی کے علاقے ملک آباد میں مجاہدین سے جھڑپ میں کیپٹن جنید اور سپاہی امجد کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔ اس مقابلے میں کئی سیکورٹی افسران اور اہل کار زخمی بھی ہوئے۔

۱۴مارچ: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی میں فوجی چوکی پر مجاہدین نے حملے میں ایک درجن سے زائد سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۱۵مارچ: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی میں فوجی چیک پوسٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں کئی فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۶مارچ: پشاور کے علاقے تہکال میں پولیس موبائل پر فائرنگ سے ایک پولیس اہل کار ہلاک اور ۳شدید زخمی ہوگئے۔

۱۶مارچ: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے قندہارو میں دو فوجی چیک پوسٹوں میں مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں کئی فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۷مارچ: مہمند ایجنسی کی تحصیل یکہ غونڈ کے علاقے میچنئی میں ایف سی ٹریننگ سنٹر پر مجاہدین کے حملے میں ۳۰ سے زائد سیکورٹی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۱۷مارچ: خیبر ایجنسی کی تحصیل لوئی شلمان میں سیکورٹی فورسز کی تین چوکیوں پر حملہ کیا گیا۔ اس حملے میں نائب صوبیدار سعید خان اور لانس نائیک جہانزیب سمیت ۴ سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ۱۰ سے زائد زخمی ہوئے۔

۱۸مارچ: مہمند ایجنسی میں یکہ غند کے علاقے میچنئی میں آرمی اہل کار کو مجاہدین نے گرفتار کرنے کے بعد قتل کر دیا۔

۱۸مارچ: مہمند ایجنسی میں یکہ غند کے علاقے میں بارودی سرنگ دھماکہ سے نائب صوبیدار سمیت ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۹مارچ: مہمند ایجنسی کے سرحدی علاقے میں سلسلہ چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۰مارچ: کوئٹہ کے علاقے مارواڑ میں ایف سی گاڑی کو ریموٹ کنٹرول بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ جس کے نتیجے میں ۱۳ اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

۲۲مارچ: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے لکڑے میں مجاہدین نے کالج میں موجود سیکورٹی اہل کاروں کو جی ایل (گرنیڈ لانچر) اور آر پی جی سیون سے نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں ۱۰ سے زائد فوجی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۲۲مارچ: لوئر اورکزئی ایجنسی میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں میجر مدثر سمیت دو سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۲مارچ: جنوبی وزیرستان کی تحصیل برمل میں انگور اڈہ کے قریب بارودی سرنگ دھماکے میں ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک اور ۲ کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۶مارچ: خیبر ایجنسی کے علاقے جمرود میں فائرنگ سے خاصہ دار فورس کا ایک اہل کار ہلاک ہوگیا۔

۲۶مارچ: ڈیرہ اسماعیل خان میں نواب اڈا کے قریب فائرنگ سے پولیس ہیڈ کانسٹیبل ہلاک ہوگیا۔

۲۷مارچ: پشاور کے نواحی علاقے ریگی میں فائرنگ سے ریٹائرڈ صوبیدار ہلاک جب کہ ایف سی اہل کار زخمی ہوگیا۔

۲۸مارچ: مہمند ایجنسی کی تحصیل امبار میں سیکورٹی فورسز نے مجاہدین کی گرفتاری کے لیے چھاپہ مارا۔ جس کے بعد مجاہدین کی جوابی کارروائی کے نتیجے میں متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۹مارچ: شمالی وزیرستان میں سپین وام کے علاقے مداخیل میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں فوجی گاڑی تباہ جب کہ ۵ فوجی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۳۰مارچ: خیبر ایجنسی کی تحصیل لنڈی کوتل میں لواڑگئی کیمپ پر میزائل داغے گئے، جس کے نتیجے میں متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

دعائیں نہ ہوں تو!!!

پراگندہ سر، گرد آلود لوگو!!!

مبارک یہ صحرا نوردی ہو لیکن...

رکاب شجاعت میں اپنے قدم جب بھی رکھنا تو پہلے...

یہ ذہنوں میں رکھنا!!!

دعائیں نہ ہوں تو...

یہ شوقِ سفر بھی...

سعادت کی راہوں سے نظریں چُرا کر...

عزیمت کی توفیق سے بچ بچا کر...

کہیں دور رخصت کی گھاٹی میں جا کر..

زمان و مکاں کی پناہ ڈھونڈتا ہے...

جو چپ سادھ دے وہ سپاہ ڈھونڈتا ہے...

اے شعلہ فشاں قہر آلود لوگو!!!

اگر احتسابِ نظر نہ رہے تو...

کہیں یہ بھی ہوتا ہے دور سفر میں...

امانت کے دینار درھم چمک کر...

کبھی چشمِ پُرنم کو خیرہ ہیں کرتے...

کبھی جاہ و منصب کی خاہش کے جھگڑ...

ہوا کو ہیں دل کے غباروں میں بھرتے...

کبھی پوشش و شہسواری کی شہہ میں...

بہت سے تمنائی گر کر ہیں مرتے...

سنو شہسوارو!!!

پسِ نیتِ شوق پل پل نہ جھانکا...

اسے فقر کے گرعصا سے نہ ہانکا...

تو نفسِ پریشاں!!!

دراہم، مناصب، سواری بھی دے گا...

زمانہ تمہیں راہداری بھی دے گا...

جہاں جاؤ گے تم...

ہٹو اور بچو کی صدائیں بھی ہونگی...

شجاعت، سخاوت، تلاوت کی بابت...

ہر اک گام پر کتنے چرچے بھی ہوں گے...

تمہاری ہی دل بستگی لیے پھر...

بہ انواع و اقسام خرچے بھی ہوں گے...

یہ سب کچھ ملے گا...

مگر چھین لے گا...

تمہارا نوشتہ...

پراگندگی، گرد آلودگی کو...

مئے بندگی، جام پائندگی کو...

وہ جس کے لیے تم گھروں سے چلے تھے...

بدن دھوپ میں جس کی خاطر جلے تھے...!!!

انجینئر احسن عزیز شہید رحمہ اللہ

اسلام ، اقتدار چاہتا ہے !!!

”ایک نہایت ہی اہم بات یہ ہے کہ شرعی حکومت کے بغیر شریعت پر پورا عمل بھی نہیں ہو سکتا! اسلام کے نظامِ عامل کا ایک مستقل حصہ ایسا ہے جو حکومت پر موقوف ہے۔ حکومت کے بغیر قرآن مجید کا ایک پورا حصہ نا قابلِ عمل رہ جاتا ہے۔ خود اسلام کی حفاظت بھی قوت کے بغیر ممکن نہیں، مثال کے طور پر اسلام کا پورا نظامِ مالی و دیوانی وفوجداری معطل ہو جاتا ہے۔ اس لیے قرآن غلبہ وعزت کے حصول پر زور دیتا ہے اور اسی لیے خلافتِ اسلامی بہت اہم اور مقدس چیز سمجھی گئی اور اس کو اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین پر مقدم رکھا، جسے بہت سے کوتاہ نظر نہیں سمجھتے۔ اور اسی کی حفاظت کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی قربانی پیش کیا تاکہ اس کا مقصد ضائع نہ ہو اور وہ نااہل ہاتھوں میں جانے نہ پائے۔ ”امر بالمعروف“ اور ”نہی عن المنکر“ اسلام میں جس قدر اہم فریضہ ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ امت کی بعثت کا مقصد یہی بتایا گیا ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (آل عمران:١١٠)

”تم بہترین قوم ہو جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو“۔

اور قیامت تک کے لیے مسلمانوں کا یہی فرض قرار دیا گیا ہے:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران:١٠٤)

”تم میں ایک ایسی جماعت رہنی چاہیے جو بھلائی کی طرف دعوت دیتی رہے، نیکی کا حکم کرتی رہے اور برائی سے روکتی رہے“۔

لیکن یہ یاد رہے کہ اس کے لیے اَمر (حکم) اور نہی (ممانعت) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، اہل علم جانتے ہیں کہ امر و نہی کے لفظ اقتدار اور تحکم کی شان ہے، یہ نہیں فرمایا کہ وہ بھلائی اختیار کرنے کے لیے یہ درخواست کریں گے، پس امر و نہی کے لیے سیاسی اقتدار اور مادی قوت کی ضرورت ہے اور امت کا فریضہ ہے کہ وہ اس کا انتظام کرے“۔

سیرت سید احمد شہیدؒ، جلد اول از مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ